يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بنو۔

خطبات رمضان المبارک

یعنی خطابات

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

(جلد دوم)

مرتب

مولانا محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : خطبات رمضان المبارک (جلد دوم)

خطبات : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ

مرتب : مولانا محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

کتابت وتزئین : مولانا عبیدالرحمٰن قاسمی حبان گرافکس بنگلور

باہتمام : مولانا محمد طیب قاسمی

تعداد : گیارہ (۱۱۰۰) سو

قیمت :

ناشر : مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,

Nayandhalli Post, Maysore Road

BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72

www.raheemishifakhana.com

E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	انتساب	10
2	پیش لفظ	11
3	اظہار عالی	14
	ذات باری تعالیٰ کا وجود عقل کی روشنی میں	**18-22**
4	کسی شئی کا وجود دیکھنے پر موقوف نہیں	19
5	تو دل میں تو آتا ہے.........	21
6	قسمت لکھنے والی ذات اللہ کی ہے	22
	اخلاص اور رضائے الٰہی	**24-28**
7	جماعت کی فضیلت	25
8	ریاکاری کا انجام	26
9	ریا کے اندیشہ سے عمل ترک نہیں کرنا چاہیے	28
	غیر اسلامی اخلاق	**31-34**
10	جھوٹ اور خیانت	32
11	چغلخوری	34

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	نماز میں اپنی صفوں کو درست کریں	**36-40**
12	صفوں کی درستگی نماز میں شامل ہے	37
13	صفوں کو سیدھا کرنے کی تاکید	38
14	امام کے قریب کون لوگ کھڑے ہوں	40
	خرچ کرنے سے پہلے اپنی مالی حیثیت کا خیال کریں	**42-47**
15	فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں	42
16	اس دور میں مال کی اہمیت	43
17	کثرت سوال اور اسراف ناپسندیدہ	44
18	دنیا وآخرت کا ضامن مذہب اسلام	45
19	فقراء کا خیال حد اعتدال میں	46
20	غیروں کی مشابہت سے بچیں	47
	روزہ کی فضیلت	**49-52**
21	روزہ کا ظاہری وباطنی فائدہ	50
22	روزہ گذشتہ اقوام پر بھی فرض تھا	50
23	روزہ سابقہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ	52
24	شب قدر امت محمدیہ کی خصوصیت	52
	شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے	**54-58**
25	فضیلتوں والی رات	55
26	شب قدر کی دعا	57
27	بخشش کی رات	58

	طواف بیت اللہ	**60-64**
28	طواف کی حقیقت	62
29	کیا عشق حقیقی عشق مجازی سے کم ہوسکتا ہے	64
	زکوٰۃ کے مصارف	**66**
	زکوٰۃ ادانہ کرنے والے	**72-75**
30	یہی مال ہمارے لئے وبال جان بنے گا	73
31	زکوٰۃ بہرحال ادا کریں	75
	ماہ رمضان میں مسلمان کی ذمہ داری	**76-80**
32	زبان پر کنٹرول کریں	77
33	سویرے اٹھ کر کام کاج میں لگ جائیں	78
34	جان بوجھ کر روزہ توڑنے کی سزا	79
	روزہ قرب الٰہی کا اہم ذریعہ	**81-85**
35	قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں	83
36	اعتکاف	85
37	عیدالفطر کی رات بڑی اہمیت کی حامل ہے	85
	روزہ کی تاریخ کیا ہے؟	**87-92**
38	روزہ کا مفہوم	88
39	روزہ کی ابتدائی تاریخ	89
40	روزہ کی مذہبی تاریخ	91
41	روزے کی تاریخ	92

	خیر وبرکت کا مہینہ رمضان المبارک	**94-98**
42	رمضان اور قرآن الٰہی	96
43	روزہ رکھنے میں دنیوی واخروی فائدہ	97
44	رمضان میں عبادات کی کثرت کریں	98
	رمضان روحانی تربیت کا سالانہ نظام	**100-104**
45	رمضان کی آمد برکتوں کی آمد	101
46	شیاطین قید سلاسل میں	101
47	شیطان سے بڑا دشمن نفس ہے	102
48	روزے میں تمام برائیوں سے رکنا	104
	لمحہ لمحہ میں خیر وبرکت	**106-110**
49	رمضان میں حضور ﷺ دعا فرماتے	108
50	رمضان المبارک کی اصل تیاری	110
	رمضان پاکیزہ مہینہ	**112-119**
51	تبدیلی کی ضرورت	114
52	خوب سے خوب تر کی تلاش	116
53	خود کا احتساب کیجئے	117
54	تقوے کی مبارک کیفیات	118
55	جنت کے دروازے کھولنے والا	119
	زکوٰۃ نہ دینے کا وبال	**120-124**
56	زکوٰۃ نہ دینے والوں کے حق میں خلیفہ اوّل کی شدت	121

57	مال کی زکوۃ نہ دی تو عذاب کا ذریعہ بنے گا	122
58	زکوۃ دینے والے عذاب الٰہی سے بچ سکیں گے	124
	رمضان المبارک میں ہم کیا کریں؟	**126-133**
59	رمضان المبارک استقبال	127
59	قرآن کا رمضان سے خصوصی تعلق	128
61	استغفار کا مہینہ	129
62	رمضان کی ایک عبادت اعتکاف بھی ہے	130
63	یہ مہینہ ہمدردی خیر خواہی اور غمگساری کا ہے	131
64	روزہ کا مقصد	132
65	ایثار وقربانی کا مبارک مہینہ	133
	زکوۃ میں کنجوسی کرنے والے	**135-139**
66	زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کا حال	136
67	زکوۃ ہر سال فرض ہے	137
68	کن چیزوں پر زکوۃ فرض ہے	138
69	زکوۃ ادا نہ کرنے والوں پر وعیدیں	139
	زکوۃ اسلام کا اہم رکن ہے	**141-145**
70	زکوۃ کی اہمیت	142
71	علامہ شامیؒ اور طحاویؒ کی تحقیق	143
72	زکوۃ کی فرضیت کب ہوئی	144
73	زکوۃ کے لغوی معنی	144
74	کیسے لوگوں پر زکوۃ فرض ہے	145

	زکوۃ نہ دینے پر آخرت میں عذاب	**147-151**
75	غور طلب بات	148
76	آفات وبلیات بداعمالیوں کا نتیجہ	149
77	جان اور مال اللہ کی امانت ہے	151
	رمضان اولیاء وصالحین کی نظر میں	**153-162**
78	لیلۃ القدر کا ثواب	155
79	اصل پورے اعضاء کا روزہ ہے	156
80	اکابر علماء ومشائخ کا رمضان	157
81	حافظ ابن رجب حنبلیؒ کے اقوال	158
82	سورۃ القدر کی عظمت	160
83	امام غزالیؒ فرماتے ہیں	160
84	حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا	161
85	حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کا ارشاد	161
86	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے	162
	روزہ سے متعلق حضور ﷺ کے فرمان	**164-167**
87	روزہ کا بدلہ اللہ ہی دیتے ہیں	165
88	افطار وسحر کے وقت مسنون دعائیں	166
89	نبی کریم ﷺ کے روزے	167
90	نوافل روزوں کا بھی اہتمام کریں	167
	وہ لوگ جن کو زکوۃ لینا حرام ہے	**169-172**
91	کام کے لئے خود آگے بڑھیں	170

92	جن کو زکوٰۃ دینا افضل ہے	171
93	نیک نیتی سے خرچ کریں	172
	زکوٰۃ کی فرضیت	**173-177**
94	زکوٰۃ کے لغوی معنی	174
95	زکوٰۃ نہ دینے پر وعید	175
96	وجوب زکوٰۃ کی شرطیں	176
97	وہ اموال جن پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی	177
	پہلے اپنے گھر کی اصلاح کریں	**178-181**
98	اہل وعیال کی تربیت فرض ہے	179
99	تربیت میں ماؤں کا کردار	180
100	صحابیات کی سیرت کو نمونہ بنائیں	181

بحمد للہ تعالیٰ خطبات رمضان المبارک جلد اوّل کا

انتساب

میری والدہ الحاجہ محترمہ شاہ جہاں سیماء حبان حفظہا اللہ جنہوں نے ہمیشہ ہمیں سچ اور حق کی تعلیم دی، جن کی کاوشوں اور دعاؤں نے علم کے حصول پر گامزن کیا، جنہوں نے بچپن میں سچے واقعات، تاریخ اسلام، تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، اخلاقِ حسنہ اور ادب واحترام، حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن وحدیث سے محبت کرنا سکھایا، جنہوں نے ہم تمام بھائیوں اور بہنوں کی تربیت پر خاص توجہ دی اور میدانِ عمل میں اُتارنے کے لئے ہر طرح سے سعی کی، جنہوں نے والد محترم کے ساتھ ہر میدان میں تعاون کیا اور اپنے علم دوست ہونے کا ثبوت دیا۔ اور محترمہ نانی جمیلہ بیگم حفظہا اللہ جن کی دعائیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتی ہیں، کے نام اس کتاب کا ثواب معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایۂ عاطفت تادیر قائم رکھے اور صحت کاملہ عطا فرمائے، اس کتاب کو مقبول عام فرمائے اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات: دار العلوم محمدیہ بنگلور

۱۲؍صفر المظفر ۱۴۳۳ھ، مطابق ۷؍جنوری ۲۰۱۲ء

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْد.

رمضان المبارک کی آمد پر مساجد کے منبر ومحراب سے اس کی فضیلت اور اس میں کئے جانے والے مخصوص اعمال، حدود شرعی، روزہ، نماز، قرآن وتراویح اور دیگر اعمالِ مسنونہ کی بازگشت زیادہ ہوجاتی ہے، لوگ مساجد کا رُخ کرتے ہیں، جنہیں سال بھر مسجدوں میں حاضری کا خیال نہیں آتا وہ بھی رمضان المبارک میں اللہ کے حضور سجدہ ریز نظر آتے ہیں، یہی موقع ہوتا ہے جب ان کے دلوں میں شعائر اسلامی اور تعلیماتِ نبوی ﷺ کو اُجاگر کیا جائے تو سال بھر اس کا اثر باقی رہتا ہے، ان دنوں میں ویسے بھی لوگ خطباء ومفسرین کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ تعلیماتِ اسلامیہ کو پڑھنے کے بجائے سننا زیادہ پسند کرتے ہیں، مساجد میں ایک ماحول ہوتا ہے، ایک طرف شیاطین کو مقید کردیا جاتا ہے جس سے وہ لوگوں کے دلوں میں وساوس پیدا نہیں کرپاتا تو دوسری طرف رمضان کی برکت اور اس میں اللہ تعالیٰ کی

رحمت سے لوگوں کے قلوب پر ان پند ونصائح اور خطبات کا تادیر اثر باقی رہتا ہے۔

یہی وجہ بھی ہے کہ لوگ ایسے موقعوں پر جوق در جوق مساجد کا رخ کرتے ہیں جہاں خطیب ومقرر انہیں ماہِ مبارک کے اعمالِ مخصوصہ کی یاد دہانی کراتے ہیں، زکوٰۃ وصدقات، نماز وتراویح اور تلاوتِ قرآن کی فضیلت، ان پر اجر وثواب اور نہ کرنے پر قرآن وحدیث میں موجود وعیدیں یاد دلاتے ہیں۔ ایسے میں عام طور پر مساجد کے خطباء ومقررین حضرات ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جس میں عموماً عام فہم اور مختصراً رمضان المبارک سے متعلق مضامین ہوں، جو نہ صرف مختصر ہوں بلکہ جامع بھی ہوں تاکہ کم وقت میں زیادہ معلومات فراہم ہوسکے، چوں کہ تمام مضامین ایک ہی کتاب میں ترتیب سے نہیں پائے جاتے اس لئے خطباء کو وقت کے تنگی کی وجہ سے دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایسے میں خیال آیا کہ اگر کوئی ایسی کتاب ترتیب دے دی جائے جس میں ماہِ رمضان کے متعلق تمام مضامین مع دلائل وواقعات اکھٹا کردیئے جائیں تو خطباء ومقررین کے لئے سہولت ہوگی۔ اسی کے پیش نظر والد محترم حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ کے وہ خطبات جو رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جامع مسجد دار العلوم محمدیہ بنگلور اور دیگر مقامات پر دیئے گئے تھے اِکھٹا کرنا شروع کیا، چند سالوں میں اتنی تقاریر ہوگئیں کہ جنہیں دو جلدوں میں جمع کرلیا گیا، پہلی جلد میں وہ مضامین جمع کئے گئے جو مردوں سے متعلق ہیں اور دوسری جلد میں ان مضامین کو رکھا گیا جو عورتوں سے بھی تعلق رکھتے ہیں، اگرچہ افادیت اور معلومات کے لئے دونوں جلدیں مرد وخواتین کے لئے برابر ہیں۔

والد محترم سے اجازت طلب کرنے کے بعد ان خطبات کی کتابت کرائی گئی

اور مکرمی مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مدظلہ مالک مکتبہ طیبہ دیوبند نے اشاعت کی ذمہ داری قبول کرلی۔ خطبات کو جمع کرنے میں برادرِ کبیر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی ومولانا ظہیر احمد قاسمی انصاری نے تعاون کیا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین! اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کے یہ خطبات اہل ذوق حضرات کے لئے انشاء اللہ مفید ثابت ہوں گے۔

طالب دعا

محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

۱۲؍صفر المظفر ۱۴۳۳ھ، مطابق ۷؍جنوری ۲۰۱۲ء

اظہار عالی

نمونۂ سلف حضرت مولانا الحاج محمد علاؤالدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم

مدیر مکتبہ رحمت عالم پالی دربھنگہ، بہار

بحمد اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے عنوان سے اسلامی کتب خانے میں متعدد موضوعات، متنوع اسالیب اور مختلف عناوین پر چھوٹی بڑی سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔ لیکن ایسی کتاب جو خطباء وواعظین اور قدردان رمضان المبارک وجویان برکات وفضائل ماہ صیام کے لئے رمضان المبارک کے شب وروز کی جملہ عبادتوں سے متعلق قرآن وسنت کے سرچشمے سے مستند واقعات وقصص، امثال دلائل سے مزیّن ہو، راقم السطور کی نظروں سے ابھی تک نہیں گذری۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کی تلافی کتاب ہذا کے مرتب عالی جناب مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی مدظلہ نے فرمادی جو دراصل حبیب الامت حضرت العلام مولانا حکیم محمد ادریس حبان رحیمی اَدَامَ اللّٰہُ فُیُوْضَہٗ لَنَا وَلِلْاُمَّةِ الْاِسْلَامِیَّةِ کے خطبات اور تقاریر کا مجموعہ ہے جن کو مولانا موصوف نے ترتیب دیا ہے۔ حضرت مولانا مفتی ارشد جمیل رشیدی دامت برکاتہم (خلیفہ ومجاز حضرت حبیب الامت) پہلے ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے محفوظ کرلیتے اس کے بعد تحریری شکل دی جاتی، اس طرح قابل قدر ذخیرہ وجود میں آگیا۔

حضرت حبیب الامت شہر بنگلور اور صوبہ کرناٹک کے قدیم وعظیم علماء کرام اور عوام کے ہر دل عزیز شخصیت اور جدید علماء کے مخلص مربی وخورد نواز بزرگ ہیں۔ آپ نے مصلحانہ افکار وآرا کے ساتھ رمضان المبارک اور روزوں سے متعلق انواع واقسام کے علمی جواہر پارے اور بیش بہا مضامین پر مشتمل علمی وفکری خطابات مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے منبر ومحراب سے ارشاد فرمائے جن کو ترتیب دے کر مولانا دلدار صاحب نے جامع ومفید ترین گنجینہ گراں مایۂ امت مسلمہ کے لئے پیش فرمادیا ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلت وفرضیت اور اہمیت، روزہ، تراویح، تہجد، سحر اور تلاوت قرآن کے فضائل، زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت اور اعتکاف کے اہتمام اور دیگر مضامین جو ماہ رمضان کے اعمال کی ترغیب وترقی میں بیحد معاون ومفید ہیں۔ سالہا سال سے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور کے منبر ومحراب سے ساکنان شہر گلستاں کے سامنے پیش ہوتے رہے ہیں۔ بے پناہ مسرت وخوشی کی بات ہے کہ الحمدللہ ان تمام مؤثر ودل نشیں خطبات کی طباعت کی مبارک ساعت اہل وطن اور خصوصاً اہل کرناٹک بنگلور کے لئے نوید جاں فزا لے کر جلوہ افروز ہے۔ کتاب کے مضامین ومشمولات سے روزے روشن کی طرح عیاں ہے کہ آں محترم نے ان خطبات کو کس درد وسوز اور خلوص وللّٰہیت کے ساتھ وسعت مطالعہ، بحث وتحقیق اور مراجع وماخذ کی نشاندہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے یکجا فرمایا ہے اس کا اندازہ صاحب بصیرت اور صاحب وفکر ونظر قارئین کرام کر سکتے ہیں۔

تحریر وتقریر کو بہتر وکامیاب بنانے کے لئے جتنی صفات اور صلاحیتیں اور بلاغت کے اصول وقوانین ضروری ہیں ناقدین اہل قلم نے ان سب کا تفصیلی

جائزہ لیا ہے۔ اور ہر عہد میں ان پر ضروری بحث ہوتی رہی ہے۔ لیکن بہت کم لوگوں کو اس کا احساس ہے کہ ان صفات اور صلاحیتوں میں ایک بڑا مؤثر اور ناقابل فراموش عنصر اور عوامل، صاحب کلام کا اخلاص اور دردمندی ہے۔ تحریر وتقریر کے ذخیرے کا اگر ایک نئے اور زیادہ حقیقت پسندانہ اور گہرے نقطۂ نظر سے جائزہ لیا جائے تو اس کو دو قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک وہ تحریریں یا اظہار خیال جو اندورونی تقاضے اور داعیہ اور کسی طاقت ور عقیدہ یا یقین کے تحت وجود میں آئیں اور ان سے مقصود کسی فرمائش یا حکم کی تعمیل، کوئی دنیوی منفعت یا کسی صاحب اقتدار یا صاحب ثروت انسان کی رضامندی نہیں بلکہ خود اپنے ضمیر یا عقیدہ کے فرمان کی تعمیل کا مظہر ہوا کرتی ہیں جس میں اہل حکومت اور اہل ثروت کے فرمان سے زیادہ قوت ہوتی ہے جس سے سرتابی کرنا کسی صاحب ضمیر انسان کے بس میں نہیں ہے۔

دوسری قسم وہ ہے جو کسی فرمائش کی تکمیل یا کسی دنیوی منفعت کے حصول یا کسی بالاتر انسان کے حکم کی تعمیل میں ہو۔ تحریر وخطاب کی ان دونوں قسموں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ پہلا اظہار خیال کا طریقہ ’’ہر کہ از دل خیزد بر دل ریزد‘‘ کا مقصداق ہے۔ وہ طویل عرصہ تک زندہ رہ کر پاکیزہ قلوب پر اصلاحی دستک دیتا رہتا ہے، خصوصیت کے ساتھ اگر اس کا موضوع دینی اور اخلاقی ہے تو ذہن وقلب اور اخلاق پر گہرا اور انقلاب انگیز اثر پڑتا ہے۔ ہزاروں قلوب میں اس کے پڑھنے سے اصلاح کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف دوسری قسم کے اظہار خیال کا طریقہ

دادو تحسین اور عارضی سرور وخوش وقتی کے سوا روح اور قلب پر اپنا کوئی دیرپا اثر نہیں چھوڑتا، اس کی زندگی اور عمر محدود ومختصر ہوتی ہے۔ میرے مرشد محترم، حامل اخلاق حسنہ، مخلص زماں، حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاوَلی مدظلہ اَدَامَ اللّٰہُ بَقَا ئَہُ وَ صِحَّتَہُ وَبَرَ کَتَہُ ۔پہلی قسم کے کاروان اہل دل سے تعلق رکھتے ہیں جن کے خطبات وتحریر کے سادہ ودل کش اسالیب میں خلق خدا کے لئے ہدایت کے حقائق واسرار اور رموز ومعانی کے آبشار بے تکلفی کے ساتھ برکات ومنافع کے جواہر ریزے بکھیرتے چلے جاتے ہیں۔ خداوند قدوس خطباتِ رمضان المبارک کے ساتھ ساتھ حضرتِ والا کی تمام گراں قدر تصانیف کو قبول عام وبقاء دوام عطا فرما کر رہتی دنیا تک عوام وخواص کے لئے لازوال پیغام رشد وہدایت اور ذریعہ نجات بنائے اور ہم خدام کو بھی حضرت کے اس سلسبیل خیر میں شریک فرما کر فلاح دارین عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

علاؤالدین قاسمی
مدیر مکتبہ رحمت عالم
رحمانی چوک، پالی دربھنگہ (بہار)
۲۶ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ، ۲۱ر جنوری ۲۰۱۲ء

ذات باری تعالیٰ کا وجود عقل کی روشنی میں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْدُ فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَللّٰہُ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوم .صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

سامعین کرام، ماؤں اور بہنو! ذات باری تعالیٰ کا وجود عقل کی روشنی میں اس موضوع سے متعلق کچھ باتیں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَفِی اَنْفُسِکُم اَفَلاَ تُبْصِرُوْنَ اور تمہاری ذات میں ہی اللہ تعالیٰ کے وجود کی نشانی اور علامت موجود ہے کیا تم دیکھتے نہیں مذہب سے قطع نظر چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو لیکن وہ اللہ کے وجود کو غور وفکر کے ذریعہ پہچان سکتا ہے۔

گردشِ لیل ونہار اور دیوقامت پہاڑ، آسمان کی رفعت اور زمین کی وسعت، چاند، سورج اور سیاروں کی گردش اور سیاہ رات اور گرجتے بادلوں سے برسنے والی بارش، ریگستان میں انقلاب برپا کرنے والی صرصر ہوا اور خوف ودہشت میں اضافہ

کرنے والی کالی گھٹا، زمین کی آغوش میں پلنے والے پیڑ پودے اور ریگستان میں کھڑے دیوقامت ریت کے تودے، دہاڑتے، چیختے، رینگتے حیوانات اور زمین سے چمٹے جمادات، مٹی سے پیدا ہونے والی نباتات اور دھرتی سے نکلنے والی معدنیات، بالو اور ریت میں گھر بنا کر رہنے والے کیڑے اور دریاؤں کے تہہ میں جمے ہوئے ہیرے، رب ذوالجلال کی قدرت اور باری تعالیٰ کی عظمت کا پتہ دیتے ہیں۔

اَفَلاَ یَنظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ ۔کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسے پیدا کیا گیا اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کیسے بلند کیا گیا؟ اور پہاڑوں کی طرف کیسے نصب کئے گئے؟ اور زمین کی طرف کیسے بچھا دی گئی یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا پتہ دیتی ہیں۔ ان چیزوں کو پیدا کرنے والی اور وجود میں لانے والی کوئی طاقت ضرور ہے۔

کسی شئے کا وجود دیکھنے پر موقوف نہیں

عقلاء کے نزدیک کسی چیز کے وجود کو تسلیم کرنے کے لئے اس کا نظر آنا ضروری نہیں البتہ اس کا ادراک اور احساس ہونا لازم ہے ہوا اپنے لطیف ہونے کے باعث نظر نہیں آتی مگر جب درختوں کے پتے ہلنے لگتے ہیں تو ہوا کے وجود کا احساس ہو جاتا ہے روح بھی ایک لطیف چیز ہے جو نظر نہیں آتی مگر ہاتھ پاؤں اور اعضاء کی حرکت سے اس کا وجود بھی تسلیم کیا جاتا ہے اسی طرح ذات باری تعالیٰ بھی لطیف ہے جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے مگر اس کی ذات کا ادراک و احساس ہو جاتا ہے۔

زمین کا ذرہ ذرہ اللہ رب العزت کے وجود کا پتہ دیتا ہے ایک فارسی شاعر کہتا ہے۔

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید
وحدہ لا شریک لہ گوید

جو بھی گھاس زمین سے اگتی ہے وہ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اللہ کی ذات یکا و تنہا ہے اس کا کوئی سہیم و شریک نہیں۔ اس کی بادشاہت اور حکومت ہر مخلوق پر زمین کا کوئی ذرہ اس کے قبضہ اور قدرت سے باہر نہیں اس کی مشیت کے بغیر کوئی پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا۔

وہ کون سی طاقت ہے جب تمام اسباب و وسائل مہیا ہوتے ہیں فوج کی کثرت، آلات حرب کی فراوانی، تربیت یافتہ جانباز، وفادار سپاہیوں کی فراہمی، بلند و بالا مقام پر خیمہ زنی، سامان رسد اور کمک کی زیادتی، ادھر حریف کی معمولی سی فوج، غیر تربیت یافتہ چند نوجوان، اینٹ پتھر ہاتھوں میں لئے پست مقام پر خیمہ زن، لبوں پر خشکی چھائی ہوئی، مایوس کن حالات مستقبل تاریک، وسائل معدوم مگر اچانک حریف کے سامنے ہاتھ کپکپانے لگتے ہیں ہتھیار چھوٹ جاتے ہیں، وہی جانباز وفادار فوج اپنے بادشاہ کو تن تنہا میدان کارزار میں چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر جاتی ہے۔

آخر وہ کون سی طاقت ہے کہ کسان کھیتی کرتا ہے اس کے کافی محنتیں اور مشقتیں برداشت کرتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ کھیتی اپنی انتہا کو پہونچتی ہے اور پک کر تیار ہو جاتی ہے مگر ایک معمولی سے سیلاب یا ہوا کے جھونکے سے لہلہاتی ہوئی شاندار کھیتیاں جو کسانوں کی عرق ریزی کے نتیجہ میں مہینوں میں تیار ہوتی تھی چشم زدن میں نیست و نابود اور ہلاک ہو جاتی ہے اور کسان ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ اَفَرَأَیْتُمْ مَا تَحْرِثُوْنَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزَّارِعُوْنَ لَوْنَشَاءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَکَّهُوْنَ اِنَّا لَمُغْرِمُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۔ بھلا یہ بتلاؤ تم جو کچھ بوتے ہو اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں اگر ہم چاہیں تو اس کو روندی ہوئی گھاس کر دیں پھر تم سارے دن باتیں بناتے رہو۔ ہم تو قرضدار ہو گئے بلکہ ہم محروم ہو گئے۔

وہ کون سی طاقت ہے جہاں ایک انسان بیماری کے چنگل میں پھنس جاتا ہے، اطباء کی دن رات محنت وجانفشانی کے باوجود بھی حالت لمحہ بہ لمحہ قابو سے باہر ہوتی ہے یہاں تک کہ اطباء کمپیوٹر سے جانچ اور معائنہ کے بعد لاعلاج کی مہر لگا کر چند گھنٹوں کے مہمان کا سرٹیفکٹ دیدیتے ہیں۔عزیز واقارب اس زندہ لاش کو لے کر گھر کا رخ کرتے ہیں گھر ایک کہرام میں تبدیل ہوجاتا ہے سب کے چہروں کا رنگ اتر جاتا ہے مریض بھی خوف زدہ اور مایوس ہوجاتا ہے، ڈبڈباتی آنکھوں اورلرزتے کانپتے ہونٹوں سے کچھ کہنا چاہتا ہے مگر زبان اسٹرائک کرلیتی ہے سفر آخرت کے لوازمات اور مشورے آہستہ آہستہ شروع ہوجاتے ہیں۔مریض پھرتھوڑی ہمت کر کے کچھ کہتا ہے زبان بھی کچھ نرم پڑ جاتی ہے اس کی حالت پر رحم کھا جاتی ہے اوراس طرح وہ پانی کا مطالبہ پورا کرلیتا ہے پانی پی کر کچھ افاقہ محسوس کرتا ہے لمحہ بہ لمحہ اس کی حالت میں سدھار آتا جاتا ہے اوروہ بغیر دوا کے ہی صحت وتندرست ہوجاتا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّار وہ ذات اللہ ہی کی ہے جو اکیلی ہے اورکائنات کا ذرہ ذرہ اس کے سامنے مقہور ومغلوب ہے جس کی حکومت مخلوق کی ہر ہر چیز پر قائم وثابت ہے يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اللہ ہی کی وہ ذات ہے جوزندہ کومردے سے نکالتی ہے اورمردہ کوزندہ سے نکالتی ہے۔

تودل میں تو آتا ہے.........

وہ کون سی طاقت ہے جب ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے، ابر باراں سیاہ لبادہ پہنکر آسمان کا احاطہ کرلیتا ہے بجلی چمکتی اور بادل گرجتے ہیں محکمۂ موسمیات بارش کی اطلاع دیتا ہے ہوا کا ایک جھونکا اس غیبی خبر کو نشر کرنے پر ملامت کرتا ہوا آتا ہے اوروہ ابر باراں کو اپنے ہمراہ لئے جاتا ہے سورج نکل آتا ہے اورایک قطرہ بھی پانی نہیں برستا۔

وہ کون سی طاقت ہے جب ایک ماہر تجربہ کار نوجوان ڈرائیور اپنے مقصد کی بازیابی کے لئے گاڑی لے کر چند مقاصدد کے ساتھ گھر سے نکل جاتا ہے کچھ دور جانے کے بعد اچانک خود بخود یہ نوجوان اپنی سمت سے اعراض کرجاتا ہے اوراس طرح یہ حادثہ کا شکار ہوجاتا ہے گویا کہ کسی ہستی نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ہو یا اس کے ہاتھ کا رخ پلٹ دیا ہو۔

تودل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا تیری پہچان یہی ہے

کائنات کے اندرغور وفکر کرنے سے اللہ کے وجود کا پتہ چلتا ہے کہ اتنی بڑی کائنات اتنا بڑا نظام اتنا بڑا سورج اوران گنت سیارے لمبی چوڑی زمین اوراس پر بسنے والی مخلوقات غیر معمولی تعداد کسی حاکم کا فرمانروا اورقادر مطلق کے تابع ہے۔

قسمت لکھنے والی ذات اللہ کی ہے

وہ کونسی طاقت ہے جب ایک انسان حوادث سے بچنے اوراپنی حفاظت کی خاطر ایک مضبوط ومستحکم قلعہ تعمیر کراتا ہے وہ اس کے انجام سے بے خبر ہوتا ہے اچانک زلزلہ آتا ہے اوریہ مضبوط قلعہ اس کی نذر ہوکر صاحب قلعہ کی تربت بن جاتا ہے۔

وہ کون سی طاقت ہے جب ایک قابل سائنسداں نوجوان بہت سی ڈگریاں بیگ میں ڈالے ملازمت کی تلاش میں حیران وسرگرداں ہوکر فیکٹریوں، کمپنیوں اور دفتروں کا چکر لگاتا ہے مگر سب کچھ وسائل مہیا ہونے کے باوجود ایک طاقت اس کی راہ میں حائل ہوجاتی ہے اوراس نوجوان کو بھکاری کی طرح در در پھرنے پر مجبور کردیتی ہے یہاں تک کہ مذہب سے قطع نظر وہ اس طاقت کا ادراک کرکے کہہ بیٹھتا ہے کہ قسمت میں شاید ہی لکھا ہے اسی قسمت لکھنے والی طاقت کو ذات باری تعالیٰ کہا

جاتا ہے جو اپنی مشیت کے مطابق اس عالم میں تصرف کرتی رہتی ہے یہ تمام کرشمے خدائے تعالیٰ اسی لئے دکھاتے ہیں تاکہ نوع انسان اس کے وجود کو تسلیم کرکے اس کی عبادت میں لگ جائے۔

ہر عقل سلیم اس بات کی گواہی اور شہادت دیتی ہے کہ یہ اس وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کی طاقت وقوت ہے جس کے قبضۂ قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں جس کی حکمرانی زمین کے ذرے ذرے سمندروں کے بسنے والی بے شمار مخلوقات آسمان کے اوپر رہنے والے فرشتے اور دیگر مخلوقات بارش کے قطروں ہواؤں کے جھونکوں جنگلات کے پھاڑ کھانے والے درندوں غرضیکہ آسمان وزمین کی تمام مخلوقات پر قائم ہے۔ جو چشم زدن میں بادشاہ کو فقیر اور فقیر کو بادشاہ بنا سکتی ہے۔ وَالْاَمْرُ لِلّٰہِ حکومت وسلطنت اللہ ہی کی ہے۔ جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے دونوں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ رکھتا ہے۔ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثاً وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا یہ ہے اللہ کی ذات جس پر ہر ایک ایمان رکھنا ضروری ہے اور اسی کی عبادت وپرستش ہر ایک کے لئے ضروری ہے اس کے علاوہ کسی کی عبادت وپرستش روا نہیں۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اخلاص اور رضائے الٰہی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصًا وَّابْتُغِیَ بِہٖ وَجْھُہٗ اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ صدر معلّمہ، سامعین عظام، ماؤں اور بہنو! آج میری تقریر کا عنوان ہے (اخلاص اور رضائے الٰہی) میں نے جو حدیث شریف آپ کے سامنے پڑھی ہے اس کے راوی ہیں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اعمال میں سے صرف اسی عمل کو قبول کرتے ہیں جو خالص اللہ ہی کے لئے کی ہو اور صرف اسی کی خوشنودی مقصود ہو۔ ایک اور موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد کمزور اور خستہ حال لوگوں کی دعاؤں نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اخلاص کی بڑی قیمت ہے جو کام اخلاص اور رضائے خداوندی کے لئے کیا جائے گا اس کا درجہ اور مرتبہ بہت بڑا ہوگا۔

اسی طرح جو عمل اخلاص سے کیا جاتا ہے اس میں ایسی جرأت مستعدی اور جوش ہوتا ہے کہ شیطان ایسے شخص پر غلبہ نہیں پا سکتا اور نہ اسے گمراہ کر سکتا ہے۔ شیطان خود کہتا ہے، اور میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے چن لیا گیا ہے۔ (یعنی تیرے مخلص بندے، وہ بندے جس کو تو نے اپنی عبادت واطاعت کے لئے چن لیا اور شکوک وشبہات کی آلودگیوں سے پاک وصاف رکھا) اس سے معلوم ہوا کہ شیطان سے چھوٹنے کا راستہ عمل میں اخلاص ہے۔ اخلاص ایسی نیک خصلت ہے۔ اس کی برکت سے آدمی کئی بدخصلتوں مثلاً بغض، کینہ، عداوت، وعناد سے محفوظ رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین باتیں ہیں جن کے ہوتے ہوئے مرد مسلمان کے دل میں (بدخصلت مثلاً) بغض داخل نہیں ہوتا۔ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنا۔ مسلمانوں کی بہتری کا خواہشمند رہنا۔ جماعت کے ساتھ رہنا۔ (ترمذی)

جماعت کی فضیلت

جب آدمی جماعت میں رہتا ہے تو شیطان کو بہکانے کا زیادہ موقع نہیں ملتا اور جب آدمی تنہا ہوتا ہے تو شیطان جلدی بہکا دیتا ہے جس طرح کوئی بکری اگر ریوڑ سے الگ ہو جائے تو بھیڑیا اسکو اپنا لقمہ بنا لیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ اللہ کی مدد جماعت پر ہوتی ہے۔ اس لئے آدمی کو جماعت سے الگ نہیں ہونا چاہئے اتحاد بہت بڑی نعمت ہے اور انتشار بڑی بلا اور جھگڑوں کا ذریعہ اور سبب ہے اور جب آدمی کے اندر نفاق پیدا ہوتا ہے تو اس سے اختلاف رونما ہوتا ہے اور اخلاص سے اتحاد ہوتا ہے۔

ریاکاری کا انجام

عمل میں اخلاص نہ ہو تو اس کا نتیجہ برا ہے، یہاں کچھ ملے گا اور نہ وہاں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز جو لوگ اول پوچھے جائیں گے تین شخص ہوں گے ایک وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم دیا اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے اپنے علم سے کیا کیا۔ وہ کہے گا کہ الٰہی دن رات میں اسی کی خدمت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹ کہتا ہے اور فرشتے کہیں گے کہ تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تو نے یہ ارادہ کیا تھا کہ لوگ یوں کہیں کہ فلاں شخص عالم ہے تو یہ تو (تمہاری خواہش کے مطاق دنیا میں) کہا گیا۔ دوسرا وہ شخص کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ میں نے تجھ پر انعام کیا تو نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ الٰہی رات اور دن صدقہ دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ جھوٹ کہتا ہے بلکہ تو نے یہ ارادہ کیا تھا کہ لوگ یوں کہیں کہ فلاں شخص سخی ہے سو یہ کہا گیا۔ تیسرا وہ شخص جو اللہ کی راہ میں مارا گیا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو نے کیا کیا وہ عرض کرے گا الٰہی تو نے جہاد کا حکم دیا تھا اس لئے میں لڑا یہاں تک کہ مارا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی اس کو جھٹلائیں گے اور کہیں گے کہ بلکہ تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بہادر ہے تو یہ کہا گیا۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ پھر آنحضرت ﷺ نے میری ران پر ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ سب سے اول ان ہی تین شخص سے آتش جہنم بھڑکائی جائے گی۔ (احیاء العلوم)

یعنی ان لوگوں میں اخلاص نہ تھا بلکہ یہ دکھاوے اور نمود کے لئے عمل کرتے تھے اس لئے ان کو کچھ ثواب نہ ملا بلکہ ریا کی سزا میں الٹا عذاب بھگتنا پڑا۔ یہاں بھی یہی

ضابطہ ہے یعنی دنیا میں بھی اخلاص ہی کامیابی کی اصل بنیاد ہے۔کوئی بظاہر نیکی کا کتنا ہی کام کرے لیکن اگر اس کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا مقصد اس کام سے کوئی ذاتی غرض یا محض دکھاوا اور نمائش تھا تو اس کام اور خود اس شخص کی قدر و قیمت فوراً نگاہوں سے گر جائے گی۔ یہاں یہ بھی جاننا چاہئے کہ اخلاص کے وجوداً اور عدماً تین درجے ہیں ایک یہ کہ اگر عمل سے مقصود صرف ریا و نمائش اور طلب شہرت ہو تو یہ تو باطل اخلاص ہے ظاہر ہے کہ ایسے عمل پر کوئی ثواب نہ ہوگا بلکہ وہ موجب عذاب وغضب ہوگا۔دوسرے یہ کہ عمل خالص لوجہ اللہ یعنی صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو یہی غایت اخلاص ہے اور یہی مقصود اور مرتبہ کمال ہے اور یہ عمل یقیناً مستحق ثواب ہے۔ان دونوں کی مثال یوں سمجھئے کہ مثلاً ایک شخص نماز صرف اس لئے ادا کرتا ہے کہ اس سے خداوند کریم راضی ہو اس کے سوا اور کوئی نیت نہ ہو اس کو اخلاص کا درجہ کہا ہے ایک صورت یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے کسی دوسرے شخص کو دکھانے کا خیال ہو کہ فلاں شخص اس کا خشوع وخضوع دیکھ کر اسے نیک بخت سمجھے اور اس کو نظر تعظیم سے دیکھے اس کا معتقد ہو جائے یہ اخلاص کے بالکل خلاف ہے۔

آج کل یہ بلا بھی بڑی عام ہوتی جارہی ہے کہ لوگ شہرت و ناموری کے لئے ہی کام کرنا پسند کرتے ہیں صدقہ وخیرات کریں گے شہرت کے لئے کوئی رفاہی کام کریں گے وہ بھی شہرت کے لئے حتی کہ حج وعمرہ اور نماز وغیرہ میں بھی شہرت وناموری کو معیار بنایا جاتا ہے۔اخلاص اس طرح ناپید ہو رہا ہے سدھار کہاں سے آئیگا۔اس لئے اب شیطان کو صدقہ وخیرات، حج وعمرہ اور دیگر عبادات سے روکنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف ریا اور دکھاوا ان کے اندر پیدا کر دے تو ہلاکت کے لئے کافی ہے آج بھی بہت سے صاحب ثروت کثرت سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں

غریبوں، یتیموں محتاجوں اور بیواؤں پر خرچ کرتے ہیں مگر یہ ہرگز نہ پسند کریں گے کہ شہرت نہ ہو لوگ میری تعریف نہ کریں تو ایسے عمل سے کیا فائدہ؟

ریا کے اندیشہ سے عمل ترک نہیں کرنا چاہئے

تیسرا درجہ یہ ہے کہ عمل مخلوط ہو یعنی جس میں آمیزش اولنس مخلط ہو تو اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر باعث دینی (یعنی قصد صحیح) اور باعث نفسی (قصد فاسدہ) دونوں برابر ہوں تو دونوں کی کچھ تاثر نہ رہے گی۔ایسے عمل کا نہ تو کوئی ثواب ہوگا اور نہ ہی عذاب۔(مطلب یہ ہے کہ وہ عمل تو بہر حال ضائع ہی رہا) اور اگر باعث ریا غالب اور قوی ہوگا تو اس عمل سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ مضر پڑے گا اور موجب عذاب ہوگا۔ہاں اس کا عذاب اس عمل کے عذاب سے ہلکا ہوگا جس کا باعث محض ریا و نمائش ہوا ور اگر قصد تقرب الی اللہ بنسبت باعث ثانی قوی تر ہوگا تو جس قدر قوت باعث دینی یعنی تقرب الی اللہ زیادہ ہوگی اسی قدر اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

اس کو مثال سے یوں سمجھئے کہ مثلاً کسی کو حرارت کی والی اشیاء سے ضرر ہوتا ہے اور اس نے گرم چیزیں کھائیں پھر ان گرم چیزوں کی قوت کی مقدار پر سرد چیزوں کا استعمال کیا تو دونوں کے کھانے کے بعد ایسی کیفیت ہوگی کہ گویا کوئی چیز کھائی ہی نہیں اور اگر دونوں میں سے کوئی غالب ہوگی تو مقدار غلبہ ضرور تاثیر کرے گی تو جس طرح کہ کوئی ذرا کھانے پینے کی دوا کا جسم میں خدائے تعالیٰ کی عادت کے بموجب بدن تاثیر کے نہیں رہتا اسی طرح کوئی ذرہ خیر وشر کا بھی تلف نہیں ہوتا دل میں روشنی یا تاریکی کا اثر ضرور پہنچتا ہے اور خدائے تعالیٰ سے قریب یا دور ضرور کرتا ہے۔البتہ انسان جب کوئی عمل کرتا ہے اسے خود یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کے عمل میں ریا و نمائش کا

پلڑا بھاری ہے یا اخلاص کا اس لئے اول تو کوشش کرنی چاہئے کہ عمل میں غایت درجہ کا اخلاص پیدا ہوا۔ دوم یہ کہ عمل کے بعد ہمیشہ متفکر رہنا چاہئے کہ آیا میرا عمل مقبول ہوا ہے یا نہیں! لیکن یہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ ریا کے خوف سے عمل کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ بھی شیطان کا فریب ہے کیونکہ اس کی غایت آرزو اور مقصد یہی ہوتا ہے کہ آدمی کو عمل نہ کرنے دے۔ اگر ایسی آفتوں کے ڈر سے عمل چھوڑ دیا جائے تو عمل اور اخلاص دونوں جاتے رہیں گے۔ (احیاء العلوم)

جو بھی عمل شروع کرے اس کو لگا تار کرنا چاہئے چھوڑے نہیں البتہ اس کی میں اخلاص کی فکر کرے کیونکہ شیطان کی یہی کوشش ہے کہ مسلمان عمل سے کوسوں دور ہو جائے تا کہ آسانی کے ساتھ اس کو راہ راست سے ہٹا کر گمراہ کر دے اور جہنم میں ڈال دے اس لئے شیطانی چالوں سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ عمل میں پختہ ہو اور کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق قائم کرلے تا کہ اس کے عمل کے اندر اخلاص اور نیک نیتی پیدا ہو آج مسلمانوں کو بہکانے کے لئے طرح طرح کے اسباب پیدا ہوتے جا رہے ہیں اور روحانیت جو پہلے تھی وہ آج ختم ہوتی جا رہی ہے اور مسلمان اللہ اور رسول سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور جو کچھ عمل کرتے ہیں وہ ریا و شہرت سے پاک نہیں ہوتا اور اس طرح غیروں کے طور و طریق کو اپنا کر قدم بقدم انہیں لوگوں کی اقتدا و پیروی کرتے ہیں فخر محسوس کرتے ہیں اور نیک کام جو خالص اللہ کے لئے ہونے چاہئے اس میں بھی صرف نام و نمود باقی رہ گیا ہے آدمی اخلاص و نیک نیتی کے ساتھ اگر ایک روپیہ صدقہ کرے تو اس کا ثواب پہاڑ کے برابر ہو سکتا ہے اور نام و نمود کے لئے کیا گیا عمل خواہ پہاڑ کے برابر کیوں نہ ہو لیکن وہ رائی کے برابر بھی نہیں ہو سکتا

ہے۔ صحابہ کرام اور بزرگان دین کی زندگیاں ان کی سیرتیں اٹھا کر پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص کا پیکر اور نمونہ تھے پھر بھی وہ اپنے بارے میں ڈرتے تھے۔ اور ہم ہیں کہ ہمارا کوئی بھی عمل شاید اللہ کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہو۔ مگر ہم میں نہ اللہ کا خوف، نہ آخرت کی فکر، ہر وقت نافرمانیوں میں مبتلا ہیں۔ اور پھر بھی اللہ کا فضل وکرم کہ ہم لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحم وکرم کا معاملہ کرتا ہے اور ہماری ظاہری اور باطنی کیفیات کو درست فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

غیر اسلامی اخلاق

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْئَۃً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِہٖ بَرِیْئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْناً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

صدر عالی وقار قابل صد احترام معلمات معزز خواتین ماؤں اور بہنو!

اسلام نے معاشرہ کو ہر قسم کی پریشانی سے بچانے اور الجھن سے دور رکھنے کے لئے ایسی تمام باتوں کو ناجائز وحرام قرار دیا ہے جو سوسائٹی کی ابتری اور معاشرہ کے بگاڑ کا ذریعہ بنتی ہیں، چاہے ان کا تعلق گھر والوں اور محلّہ والوں سے ہو اور چاہے دفتر کے ملازمین اور تجارت پیشہ لوگوں سے، اور خواہ ان کا میدان محلّہ کی تنگ وتاریک کوٹھریاں ہوں یا شہر کے پررونق بازار، خواہ کلرکوں کی میزیں ہوں یا کچہریوں کے ہال، ہر جگہ اور ہر موقع پر اسلام کا بے لاگ قانون جاری رہے گا اور ہر وقت اپنا فریضہ ادا کرتا رہے گا۔

جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی قسمیں کھانا، خیانت کرنا، وعدہ خلافی کرنا، غداری ودغابازی کرنا، کسی پر غلط الزام لگانا، چغلی کھانا، غیبت وبدگوئی کرنا، بدگمانی کرنا، بے جا چاپلوسی وخوشامد کرنا، حد سے زیادہ مال کی محبت ہونا، ناپ وتول میں کمی کرنا، رشوت لینا، سود خوری میں مبتلا ہونا، شراب نوشی کرنا، ظلم وزیادتی کرنا، اپنے آگے کسی کو کچھ نہ سمجھنا، فضول خرچی کرنا، حسد وبغض کرنا، بدکلامی وفحش گوئی کرنا غرض ایسے وہ تمام کام جو سوسائٹی میں بگاڑ پیدا کرنے اور دل کو خراب کرنے اور معاشرہ میں فساد پھیلانے کا ذریعہ بنے اسلام کی نظر میں ناقابل قبول بلکہ ناجائز وحرام ہیں، اسلامی تعلیمات سے ان کا کوئی واسطہ نہیں، اللہ کی کتاب قرآن کریم میں ان کے متعلق جابجا ارشادات ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں الگ الگ مکمل اور واضح ہدایات دی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں غیر اسلامی اخلاق سے بچنے کی مکمل تاکید فرمائی ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْ اجْتَنِبُوا کَثِیْراً مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَلاَ تَجَسَّسُوْا وَلاَ یُغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِ ھْتُمُوْہُ. اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان سے بچو بلا شبہ بعض گمان گناہ ہیں اور کسی کے عیب نہ تلاش کرو اور تم میں کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ سو تم اس کو ناپسند کروگے۔

جھوٹ اور خیانت

اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ کَفَّارٌ (بے شک اللہ اس کو راہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ہے)، یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لاَ تَخُوْنُوْا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اَمَا نَاتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ،(اے ایمان والو! اللہ ورسول کی خیانت

نہ کرو اور نہ اس کی امانتوں میں جان کر بددیانتی کرو)، اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (بے شک وعدہ کی باز پرس ہوگی)۔

رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ کی ایک قسم کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا: ”كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ“ (آدمی کو یہ جھوٹ بس ہے کہ جو سنے وہ کہتا پھرے)۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ (۱) جب بولے جھوٹ بولے، (۲) جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے، اور (۳) جب امانت دار بنایا جائے تو خیانت کرے، اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو اور سمجھتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔ (بخاری ومسلم)

ایک دفعہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے تین باتوں کا ذمہ لے لو میں تمہارے لئے جنت کا ذمہ لیتا ہوں: جب بولو تو سچ بولو اور جب وعدہ کرو تو پورا کرو اور جب امین بنو تو خیانت نہ کرو۔ (مسند احمد، حاکم)

بہتان کے بارے میں قرآن اعلان کرتا ہے: وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا. (النساء:۱۱۲) اور جو کوئی خطا یا گناہ کرے پھر وہ اس کی تہمت کسی بے گناہ پر دھرے اس نے بہتان اور کھلا گناہ (اپنے سر) لادا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنے غلام پر تہمت لگائے گا حالانکہ وہ بے گناہ ہو (یعنی اس نے وہ جرم نہیں کیا تھا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس مالک کی پیٹھ پر کوڑے مارے گا۔

آج ظلم و ناانصافی جو کچھ چاہو کرلو مگر کل قیامت کے دن عدل وانصاف کی حکمرانی ہوگی اور دنیا میں جس کسی نے دوسرے پر ذرا بھی ظلم کیا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن اس کا بدلہ لیں گے یہاں آقا اپنے غلام پر حاکم ہے مگر محشر میں اللہ ہی مالک ومختار ہوں گے اور سب کے سب محکوم ومملوک ہوں گے اس لئے آج ہی سے اس کی تیاری کریں اور غیبت، جھوٹ، تہمت، بہتان جیسی قبیح حرکات سے اپنے آپ کو بچائے کہیں یہ سب غیر اسلامی اخلاق اور غیروں کے طور وطریق نہ ہوں۔

چغلخوری

کسی کو ذلیل کرنے کے لئے افواہ بازی کی قرآن مجید میں سخت مذمت ہے اور اسی کے ساتھ ہر چیز پر کان دھرنے اور بغیر جانچ پرکھے ہر بات مان لینے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ. (اے ایمان والو! اگر کوئی گنہگار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم پر نادانی سے جا نہ پڑو۔ پھر اپنے کئے پر پچھتانے لگو)۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بتاؤں کہ سب سے بُرے لوگ کون ہیں، پھر خود ہی فرمایا جو چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے آپس کے تعلقات خراب کرتے ہیں۔ (مسند احمد)

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ. (النور:۱۵) جب تم اپنی زبانوں سے اس کی نقل در نقل کرنے اور اپنے منہ سے ایسی باتیں کہنے لگو جس کی تم کو مطلق خبر نہیں اور تم نے اس کو ایسی ہلکی بات سمجھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے غیبت کی قباحت وشناعت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا. غیبت زنا سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کو احساس ہوتا ہے کہ میں نے گناہ کیا توبہ کی فکر ہوتی ہے اور ندامت وشرمندگی ہوتی ہے مگر غیبت کرنے والے کو کبھی احساس بھی نہیں ہوتا ہے کہ میں نے کوئی غلطی بھی کی ہے اس لئے اسے توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوتی ہے آج کل چغل خوری اور غیبت عام ہوتی جارہی ہے عوام تو عوام خواص کی مجلسیں بھی عموماً اس سے پاک نہیں ہوتی ہیں خصوصاً عورتوں میں چغلی اور غیبت کا رواج بکثرت ہوتا ہے کاش ہم کو سمجھ ہوتی آج ہم کو غیبت وچغل خوری جیسی قباحتوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

نماز میں اپنی صفوں کو درست کریں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوُّوا صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَیْنَ وُجُوْھِکُمْ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

میری مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو!

احکام خداوندی میں سے نماز اللہ تعالیٰ کا ایک اہم حکم ہے قرآن کریم میں جا بجا اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا جاتا ہے کہ نماز قائم کرو صرف نماز پڑھنے کا حکم اللہ تعالیٰ نہیں دیتے ہیں بلکہ نماز کو قائم کرنے کا حکم دیتے ہیں جس کے لئے مسجد کا قیام امام ومؤذن کا تقرر ساری چیزیں رسمیں آگئیں کیونکہ نماز سے مسلمانوں کے اندر اجتماعیت مقصود ہے کہ مسلمان ایک وقت میں ایک ساتھ جمع ہو کر اللہ کی عبادت کریں اور ایک دوسرے کے دکھ درد کو بھی سن سکیں اور بار بار ملاقات ہونے کی وجہ سے آپس میں محبت ومؤدت کا ماحول بھی رہے۔

نماز کے لئے جو اجتماعی ''جماعت'' کی شکل میں تجویز کیا گیا ہے، اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے یہ طریقہ تعلیم فرمایا کہ لوگ صفیں بنا کر، برابر برابر کھڑے ہوں۔ ظاہر ہے کہ نماز جیسی اجتماعی عبادت کے لئے اس سے زیادہ حسین وسنجیدہ اوراس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ پھراس کی تکمیل کے لئے آپ نے تاکید فرمائی کہ صفیں بالکل سیدھی ہوں، کوئی شخص ایک انچ نہ آگے ہواور نہ پیچھے، پہلے اگلی صف پوری کرلی جائے، اس کے بعد پیچھے کی صف شروع کی جائے، بڑے اور ذمہ دار اور اصحاب علم وفہم اگلی صفوں میں اور امام سے قریب جگہ حاصل کرنے کی کوشش کریں، چھوٹے بچے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر خواتین جماعت میں شریک ہوں تو ان کی صف سب سے پیچھے ہو، امام سب سے آگے اور صفوں کے درمیان کھڑا ہو.....ظاہر ہے کہ ان سب باتوں کا مقصد جماعت کی تکمیل اور اس کو زیادہ مفید اور مؤثر بنانا ہے.......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان باتوں کا عملاً اہتمام فرماتے اور وقتاً فوقتاً امت کو بھی ان کی ہدایت وتلقین فرماتے اوران کا ثواب بیان فرما کر ترغیب دیتے، نیز ان امور میں بے پروائی کرنے والوں کو سخت تنبیہ فرماتے اور اللہ کے عذاب سے ڈراتے تھے۔

صفوں کی درستگی نماز میں شامل ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ. لوگو پہلے اگلی صف پوری کیا کرو پھراس کے قریب والی تاکہ جو کمی کسر رہے وہ آخری ہی صف میں رہے یعنی اگلی صف پہلے پوری کی جائے اس میں جگہ خالی رہے تو دوسری صف نہ بنائی جائے صفوں کی درستگی میں اتنا خاص اہتمام جو کیا جاتا ہے اس کی ایک بری وجہ یہ ہے کہ ان سے نماز میں سکون واطمینان ہوتا ہے ورنہ تو کچھ دلوں میں

نفرت وعداوت پیدا ہوتی ہے جب صف کے درمیان خالی جگہ رہتی ہے تو شیطان بیچ میں گھس جاتا ہے اس لئے صفوں کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہئے صفوں کی درستگی بھی نماز میں شامل ہے۔

صفوں کو سیدھا کرنے کی تاکید

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا کہ لوگو نماز میں صفوں کو برابر کیا کرو، کیوں کہ صفوں کا سیدھا اور برابر کرنا نماز اچھی طرح ادا کرنے کا جزو ہے۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ ''اَقَامَتِ صَّلٰوۃِ'' جس کا قرآن مجید میں جابجا حکم دیا گیا ہے اور جو مسلمانوں کا سب سے اہم فریضہ ہے، اس کی کامل ادائیگی کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ جماعت کی صفیں بالکل سیدھی اور برابر ہوں۔

سنن ابی داؤد وغیرہ میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھنے کے لئے کھرے ہوتے تو پہلے داہنی جانب رخ کر کے لوگوں سے فرماتے کہ برابر برابر ہو جاؤ اور صفوں کو سیدھا کرو، پھر اسی طرح بائیں جانب رخ کر کے ارشاد فرماتے کہ برابر برابر ہو جاؤ اور صفوں کو سیدھا کرو.....اس حدیث سے اوراس کے علاوہ بھی بعض دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ خصوصاً نماز کے لئے کھڑے ہونے کے وقت اکثر وبیشتر یہ تاکید فرماتے تھے۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کراتے تھے کہ گویا کہ ان کے ذریعہ آپ تیروں کو سیدھا کریں گے، یہاں تک کہ آپ کو خیال ہو گیا کہ اب ہم لوگ سمجھ گئے (کہ ہم کو کس طرح برابر کھڑا ہونا چاہئے) اس کے بعد ایک دن ایسا ہوا کہ آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لئے اپنی

جگہ پر کھڑے بھی ہو گئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ آپ تکبیر کہہ کے نماز شروع فرما دیتے کہ آپ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا اور بالکل برابر کرو، ورنہ اللہ جل شانہ تمہارے رخ ایک دوسرے کے مخالف کر دے گا.....(صحیح مسلم)

حدیث کے الفاظ ''گویا کہ آپ صفوں کے ذریعہ تیر سیدھے کریں گے'' کا مطلب سمجھنے کے لئے یہاں یہ جان لینا چاہئے کہ اہل عرب شکار یا جنگ میں استعمال کے لئے جو تیر تیار کرتے تھے، ان کو بالکل سیدھا اور برابر کرنے کی بڑی کوشش کی جاتی تھی، اس لئے کہ کسی چیز کی برابری اور سیدھے پن کی تعریف میں مبالغے کے طور پر وہاں کہا جاتا تھا کہ وہ چیز ایسی برابر اور اس قدر سیدھی ہے کہ اس کے ذریعہ تیروں کو سیدھا کیا جاسکتا ہے، یعنی وہ تیروں کو سیدھا اور برابر کرنے میں معیار اور پیمانہ کا کام دے سکتی ہے، الغرض اس حدیث کے راوی حضرت نعمان بن بشیرؓ کا مطلب بس یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ ہماری صفوں کو اس قدر سیدھی اور برابر کرنے کی کوشش فرماتے تھے کہ ہم میں سے کوئی سوت برابر بھی آگے یا پیچھے نہ ہو، یہاں تک کہ طویل مدت کی اس مسلسل کوشش اور تربیت کے بعد آپ کو اطمینان ہو گیا کہ ہم کو یہ بات آ گئی، لیکن اس کے بعد جب ایک دن آپ نے اس معاملہ میں ایک آدمی کی کوتاہی دیکھی تو بڑے جلال کے انداز میں فرمایا کہ.....اللہ کے بندو! میں تم کو آگاہی دیتا ہوں کہ اگر صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے میں تم بے پروائی اور کوتاہی کرو گے، تو اللہ پاک اس کی سزا میں تمہارے رخ ایک دوسرے سے مختلف کر دے گا، یعنی تمہاری وحدت اور اجتماعیت پارہ پارہ کر دی جائے گی اور تم میں پھوٹ پڑ جائے گی، جو امتوں اور قوموں کے لئے اس دنیا میں سو عذابوں کا ایک عذاب ہے، صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے میں کوتاہی اور

غفلت پر باہمی اختلاف اور پھوٹ کی وعید متعدد حدیثوں میں وارد ہوئی ہے اور بلاشبہ اس قصور اور اس کی اس سزا میں خاص مناسبت ہے۔ افسوس بہت سی دوسری چیزوں کی طرح اس معاملہ میں بھی کوتاہی خاص کر بعض علاقوں میں بہت عام ہو چکی ہے۔

حضرت رابعہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا نماز پڑھ رہا ہے تو آپ ﷺ نے دوبارہ اس کو نماز ادا کرنے کا حکم دیا شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں نماز میں شریک ہوا کہ صف مکمل ہو چکی اور کوئی شخص نہیں ہے جس کے ساتھ مل کر صف بنا سکے تو اگلی صف میں سے ایک شخص کو پیچھے کھینچ لے اور اس کے ساتھ صف بنا کر نماز پڑھے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ وہ شخص غصہ ہو جائے گا تو اب یہ شخص اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ اب ایسی صورت میں وہ عنداللہ معذور سمجھا جائے گا۔ اس لئے یہ مسئلہ ہر ایک کو معلوم ہونا چاہئے تا کہ وقت پڑنے پر صف بنا کر نماز پڑھ سکیں۔

امام کے قریب کون لوگ کھڑے ہوں

حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نماز میں (یعنی نماز کے لئے جماعت کھڑے ہونے کے وقت) ہمیں برابر کرنے کے لئے ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے، برابر برابر ہو جاؤ اور مختلف (یعنی آگے پیچھے) نہ ہو کہ خدا نہ کرے کہ اس کی سزا میں تمہارے قلوب باہم مختلف ہو جائیں، (اور فرماتے تھے کہ) تم میں سے جو دانش مند اور سمجھدار ہیں، وہ میرے قریب ہوں، ان کے بعد وہ لوگ ہیں جن کا نمبر اس صف میں ان کے قریب ہو، اور ان کے بعد وہ لوگ جن کا درجہ ان سے قریب ہو۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں صفوں کی برابری کے علاوہ صف بندی ہی کے متعلق رسول کریم ﷺ کی ایک دوسری ہدایت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ میرے قریب وہ لوگ کھڑے

ہوں جن کو اللہ پاک نے فہم ودانش میں امتیاز عطا فرمایا ہے، ان کے بعد اس لحاظ سے دوم درجہ والے اور ان کے بعد سوم درجہ والے.....ظاہر ہے کہ یہ ترتیب بالکل فطری بھی ہے اور تعلیم وتربیت میں مصلحت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اچھی اور ممتاز صلاحیتوں والے درجہ بدرجہ آگے اور قریب رہیں۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کا دستور تھا کہ جب ہم کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوتے تو پہلے آپ ہماری صفوں کو برابر فرماتے اور جب ہماری صفیں درست اور برابر ہو جائیں تو آپ تکبیر کہتے یعنی نماز شروع فرماتے۔ (ابوداؤد)

غرض کہ صفوں کی درستگی میں نبی کریم ﷺ خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے آج ہمارے یہاں اس کا اہتمام نہیں ہے مؤذن کے تکبیر کہتے ہیں اور امام نماز شروع کر دیتے ہیں اور صفیں ٹیڑھی رہا کرتی ہیں کبھی کبھی جمعہ کے دن رسمی طور پر صفوں کی درستگی کا اعلان کر دیا کرتے ہیں اور پھر ہفتے بھر یاد نہیں آتا جب کہ نبی اکرم ﷺ جب صفیں درست نہ ہو جاتی تھیں نماز شروع نہیں فرماتے تھے۔ ہمارے دلوں میں اتحاد واتفاق کہاں سے پیدا ہو صفوں کے درست نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے دلوں میں دراریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اختلاف وانتشار کا بازار گرم رہتا ہے لڑائیاں اور جھگڑے آئے دن پیش آتے رہتے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی صفوں کو درست رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صفوں کو درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

خرچ سے پہلے اپنی مالی حیثیت کا خیال کریں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

سامعین عظام خواتین اسلام، میری بزرگ معلمات اور پیاری بہنو! اسلام ہم کو ہر ہر قدم پر رہنمائی کرتا ہے میانہ روی اور اعتدال کے ساتھ زندگی گذارنے کی تعلیم کرتا ہے پانی کی طرح مال خرچ کرنے سے روکتا ہے کہیں بعد میں ہمیں تنگدستی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور دوسروں سے سوال کرتے ہوئے نہ پھریں اور شادی بیاہ میں فضول خرچی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔

فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں

کتاب وسنت سے یہ بات متشرح ہوتی ہے کہ حفظان مال سے متعلق شریعت اسلام کا موقف بڑا جامع، مانع اور ٹھوس ہے، اسلام کے احکام ومسائل اور اس کی

ہدایات وتنبیہات میں مال کا ضیاع اور دولت کی بربادی قطعی برداشت نہیں کی گئی ہے، اسلام ہر حال میں مال کی حفاظت کا خواہاں ہے۔ اسلامی قانون میں کسی بھی انسان کو اس بات کی اجازت حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے زیر ملکیت مال ومتاع کا من مانی تصرف کرے اور خرچ کرنے میں مطلق العنان رہے اور حفاظت مال سے بےفکر اور اس کے ضیاع وبربادی سے بے پرواہ رہے بلکہ مذہب اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس بات کا مکلّف کیا ہے کہ وہ اخراجات کے معاملہ میں اعتدال اور کفایت شعاری سے کام لے اور اس سلسلہ میں شرعی قوانین وضوابط کا وجوبی طور پر پاس ولحاظ رکھے۔ بے موقع وبے محل خرچ کرنے سے کمال احتیاط برتے اور اسراف وتبذیر نیز فضول خرچی کرکے اپنے مال ودولت کو برباد نہ کرے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ. ''ہر گز ہرگز فضول خرچی نہ کرو بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں'' (بنی اسرائیل) یعنی اسراف وتبذیر سے مال برباد ہوگا، نتیجتاً اقتصادی بدحالی اور مالی دقت کے شکار ہوجاؤ گے۔ اور زندگی مصائب وآلام سے دوچار ہوجائے گی جس سے شیطان کو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ لہٰذا بے جا اور بلاضرورت خرچ کرنے سے اجتناب کرکے مال کی حفاظت کرو۔

اس دور میں مال کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَا بَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنْ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ. جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرتا ہو اس کی مالداری میں دین کا کوئی حرج نہیں ایک موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا. تنگدستی آدمی کو بعض اوقات کافر بنا دیتی ہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے اس حدیث

کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: كَانَ الْمَالُ فِيْمَا مَضٰى يُكْرَهُ فَاَمَّا الْيَوْمُ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ. زمانہ سابق میں مال کو پاس رکھنا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا لیکن آج یہ مال مومن کی ڈھال ہے۔

سفیان ثوری آج کے نہیں کئی سو سال پہلے کے آدمی ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ آج مال مومن کے لئے ڈھال تو اب اس زمانہ میں مال کی اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے اس لئے محنت سے حلال طریقہ سے پیسے کمانے اور اس کی حفاظت بھی کرے۔ سفیان ثوریؒ ہی ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: مَنْ كَانَ فِيْ يَدِهٖ مِنْ هٰذِهٖ شَيْئًا فَلْيُصْلِحْهُ فَاِنَّهٗ زَمَانٌ وَاِنِ احْتَاجَ كَانَ اَوَّلَ مَنْ يُّبَذِّلُ دِيْنَهٗ. جس آدمی کے پاس دراہم دنانیر میں سے کچھ موجود ہو اسے چاہئے کہ اس مال کو مناسب طریقہ پر کام میں لائے۔ کیونکہ وہ زمانہ ہے کہ اگر کچھ حاجت پیش آگئی تو انسان سب سے پہلے حاجت پوری کرنے کے لئے اپنے دین ہی کو خرچ کرے گا۔ مطلب یہ ہے کہ حاجت پوری کرنے کی اہمیت دین پر چلنے سے زیادہ ہوگئی ہے۔ اس لئے اپنے دین وایمان کی حفاظت کے پیش نظر مال کا ہونا بہت ہی ضروری ہے جس کے پاس مال نہیں اس کی کوئی اہمیت نہیں آج عزت مال کی ہے نہ کہ آدمی کی اسی لئے شریعت نے مال اسراف کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔

کثرت سوال اور اسراف ناپسندیدہ ہے

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں فضول خرچی کرنے والے اور مال برباد کرنے والے کو اللہ کا ناپسندیدہ بندہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا، يَرْضٰى لَكُمْ اَنْ

تَعْبُدُوْهُ، وَلاَ تُشْرِكُوْا شَيْئاً، وَاِنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَلاَ تَفَرَّقُوْا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةُ السُّوَالَ، وَاِضَاعَةِ الْمَالِ“ ”اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزوں کو پسند اور تین چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور یہ کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور فرقہ میں بٹ نہ جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے یہ کام ناپسند ہے کہ تم بلاضرورت و بلا فائدہ بحث ومباحثہ اور تکرار کرو اور کثرت سے سوال کرو اور مال ضائع کرو“۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ)

فضول خرچی سے بچنے کا حکم زندگی کے تمام شعبوں میں عام ہے۔ ہر معاملہ میں فضول خرچی کی ممانعت ہے، کسی بھی کام میں اسراف وتبذیر جائز نہیں ہے حتی کہ خورد ونوش اور لباس و پوشاک جو کہ شریعت میں مطلوب ہے اور انسان کی ناگزیر ضرورت ہے اس میں بھی اعتدال کی تاکید ہے اور ضرورت سے زیادہ فضول خرچی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مگر بخل سے بھی کام نہ لیا جائے کیونکہ شریعت نے اس سے بھی منع کیا ہے بخل کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بخیل جنت سے دور اللہ سے دور اور اللہ کے رسول سے دور، لوگوں سے دور اور جہنم سے قریب اس لئے آدمی اسراف وفضول خرچی سے تو بچے مگر اللہ کے دیئے ہوئے مال میں بخل نہ کرے۔

دنیا وآخرت کا ضامن مذہب اسلام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماہے: ”كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلاَ تُسْرِفُوْا اِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ“ (کھاؤ، پیو لیکن حد سے تجاوز (فضول خرچی) نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے“۔ (الاعراف:۳۱) اور نبی علیہ الصلوۃ

والسلام نے ارشاد فرمایا: ”كُلْ وَاشْرَبْ وَالْبَسْ وَتَصَدَّقْ مِنْ غَيْرِ سَرْفٍ وَلاَ مُخِيْلَةٍ“ کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ وخیرات کرو البتہ فضول خرچی کرو نہ مت کرو اور نہ ہی تکبر وغرور کرو“۔ (ابن ماجہ، نسائی) اور صحیح بخاری کی ایک حدیث میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”جو چاہو کھاؤ پیو اور پہنو مگر (کھانے، پینے اور پہننے میں) اسراف اور فضول خرچی اور تکبر سے اجتناب کرو“۔

اسلام کو اپنے پیروکاروں کی کس قدر فکر ہے کہ قدم قدم پر رہنمائی کرتا ہے۔ دنیوی یا اخروی کوئی بھی معاملہ نہیں چھوڑا جس میں مسلمانوں کی فلاح وبہبودی پوشیدہ ہو اور اس کو بیان نہ کردیا ہو مگر افسوس اس پر ہے کہ مسلمان ان تعلیمات کو ٹھکرا کر ذلت وپستی کے غار میں جارہے ہیں اور غیر ان کو اپنے دنیوی مفاد کے لئے استعمال کررہے ہیں۔ اور ترقی کررہے ہیں ایک مسلمان عالم سے ایک یہودی نے کہا کہ علم دو ہیں: عِلْمُ الْاَبْدَانُ، عِلْمُ الْاَدْيَانُ. کیا عِلْمُ الْاَبْدَانُ یعنی علم طب سے متعلق کچھ باتیں تمہارے قرآن میں ہیں؟ تو کہا کیوں نہیں ضرور ہیں اور یہی آیت تلاوت فرمائی۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلاَ تُسْرِفُوْا. کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز مت کرو تو کہنے لگا تمہارے نبی نے بھی کچھ بتایا ہے اس سلسلہ میں۔

فقراء کا خیال حد اعتدال میں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهِ اِذَا اَثْمَرَ وَآتُوْا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلاَ تُسْرِفُوْا اِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ) (باغات اور پھل کے درختوں میں) جب پھل آجائے تو ان میں سے کھاؤ اور اس کے کاٹنے کے دن اس کا حق (زکوٰۃ، خیرات، صدقہ) دیا کرو، لیکن صدقہ وخیرات دینے میں اسراف وفضول خرچی نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے“۔ (الانعام:۱۴۱)

یعنی فقراء ومساکین اور کمزور مسلمانوں کا تعاون تو ضرور کرنا چاہئے ،لیکن اس موقع پر ضرورت سے زیادہ فیاضی سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ اپنی مالی حیثیت کا خیال رکھنا چاہئے ورنہ کہیں اایسا نہ ہو کہ تمہاری مالی پوزیشن کمزور ہوجائے اور تم تنگ دستی کے بھنور میں پھنس جاؤ اور دوسرے کے محتاج ہوجاؤ۔

اس لئے ہمیشہ دینے سے پہلے اپنی مالی حیثیت کا ضرور خیال کروتا کہ کل کو پچتانا نہ پڑے یہ مطلب بھی نہیں کہ کنجوسی اور بخل کرو کیونکہ شریعت میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے حدیث شریف میں آتا ہے بخیل آدمی اللہ سے دور جنت سے دور اور لوگوں سے دور لیکن جہنم سے قریب ہوگا۔اور بخل کی بڑی مذمت آئی ہے شیخ سعدی فرماتے ہیں ۔بخیل چاہے خشکی اور نرمی سے بزرگ کیوں نہ بن جائے مگر وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

غیروں کی مشابہت سے بچیں

لیکن افسوس صد افسوس کہ دین اسلام کے اس خیر خواہانہ نظریہ اور ہمدردانہ رویہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جارہی ہے یا سمجھنے کے باوجود قصداً اس سے غفلت برتی جارہی ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہورہا ہے کہ مسلمانوں کا بہت بڑا سرمایہ آتش اسراف میں جل رہا ہے اور دولت کا بہت بڑا حصہ تبذیر کے رو میں بہہ رہا ہے اور مسلمان اپنے ہی ہاتھ سے اپنا مال ضائع کررہا ہے یہاں تک کہ دیکھنے میں آیا کہ مسلمان غیروں کے تہواروں اور عیدوں میں برابر کے شریک ہوتے ہیں دیپاولی اور دیگر تہوار جس میں پٹاخے وغیرہ آتے ہیں ان کو ذرا بھی احساس نہیں ہوتا ہے کہ ہم کو ہمارا مذہب کیا سکھاتا ہے اور ہم کیا کررہے ہیں جب کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہوگا اس

لئے ہندوں کے تہوار میں ہرگز شریک نہ ہوں ایک بہت بڑے عالم تھے جب ان کا انتقال ہوگیا تو لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا عذاب میں مبتلا ہیں بڑا تعجب ہوا تو کسی نے پوچھا کہ آپ تو بڑے عالم تھے آپ کو عذاب کیوں دیا جارہا ہے جب کہ آپ تو بڑے نیک آدمی سب کے مسئلہ مسائل بتایا کرتے تھے اور بہت زیادہ دین کا کام کرتے تھے تو کیسے آپ دوزخ میں ہیں تو بتایا کہ ایک تہوار میں جس میں بکثرت ایک دوسرے کو رنگ پھینکتے ہیں میں اسی روز پان کھا کے باہر نکلا تو راستہ میں کتا بیٹھا ہوا تھا میں نے اس کے اوپر پان کی پیچ تھوک دی اور کہا کہ تو بھی ہولی کھیل لے تو کفار کی اسی مشابہت کی وجہ سے مجھے یہ سزا ملی اس لئے آج جو مسلمان مرد عورت غیر مسلموں کے تہوار میں جاتے ہیں ہرگز ہرگز نہ جائیں تا کہ مرنے کے بعد اللہ کے دربار میں جب پیشی ہو تو پچھتانا نہ پڑے۔اب دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

روزہ کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اما بعد فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیٰطِیْن اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

معزز خواتین، محترمہ معلمات ماؤں اور بہنو! یہ بہت ہی خیر و برکت والا مہینہ چل رہا ہے اس ماہ کے خیر و برکت کے تعلق سے رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں اس مہینے میں برستی ہیں تاکہ مومن بندے خوب خوب ان رحمتوں کو حاصل کریں اور چوبیس گھنٹے اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے ذوق وشوق سے عبادتیں کریں دن میں روزے رکھیں رات کو تراویح پڑھیں اور کثرت سے ذکر واذکار اور تلاوت قرآن کرتے رہیں باقی گیارہ مہینے تو غفلت و سستی میں

گذار دیئے مگر اس ماہ مبارک کی کَمَا حَقَّہٗ قدر کریں اس ماہ کے روزے کو فرض قرار دیا گیا اور رات میں تراویح مسنون قرار دی گئی۔

روزہ کا ظاہری و باطنی فائدہ

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ روزہ بہت سے فوائد پر مشتمل عبادت ہے۔ روزہ رکھنے سے نظام ہضم اور معدے کو مسلسل کام کرنے سے کچھ راحت ملتی ہے اور بے کار فضلے ضائع ہو جاتے ہیں۔ جسم طاقتور ہوتا ہے اور بہت سی دوسری بیماریوں کا علاج ہوتا ہے اس کے علاوہ سگریٹ نوش حضرات کو سگریٹ نوشی سے باز رکھتا ہے اور سگریٹ نوشی چھوڑنے میں مدد دیتا ہے۔ کیونکہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک ان سب چیزوں سے احتراز کرنا پڑتا ہے تو جس طرح ایک مہینہ احتراز کیا اسی طرح دیگر مہینوں میں بچ سکتے ہیں مگر کیا کیجئے رمضان گذرتے ہی ساری چیزیں بھول جاتے ہیں اور رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں میں جن چیزوں کی عادت تھی رمضان کے بعد پھر وہی کرنا شروع کرتے ہیں جب کہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ رمضان کو نمونہ بنا کر دیگر مہینوں میں بھی اسی طرح عمل کریں کیونکہ روزے کا مقصد صرف دن بھر بھوکا رہنا نہیں ہے بلکہ روزہ سے انسان کے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور اس سے نظم اطاعت اور صبر خلوص کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ آدمی جب بھوکا ہوتا ہے تو معمولی معمولی باتوں پر غصہ آتا ہے اور شریعت نے رمضان میں خاص طور سے لڑائی جھگڑے سے منع کیا ہے اس لئے شریعت کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے اپنے آپ کو قابو میں رکھنا چاہئے اسی طرح صبر وضبط کی عادت ہو جاتی ہے۔

روزہ گذشتہ اقوام پر بھی فرض تھا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُو کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. (سورہ بقرہ) اے ایمان والو! تم پر

روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم پرہیز گار بن سکو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ (آگ) سے ڈھال ہے۔ (بخاری ومسلم)

اورفرمایا جوشخص رمضان کے روزے ایمان رکھتے ہوئے اور اجر وثواب کی خاطر رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہے اس لئے بھوکا پیاسا رکھتا ہے بلکہ گذشتہ امتوں پر بھی یہ روزے فرض کئے گئے تھے اور دنیا کی ساری قومیں ہی خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہوں اپنے اپنے طریقے پر روزے رکھتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو صرف انہی لوگوں کا روزہ پسند ہے جو صاحب ایمان ہیں ایمان کے بغیر کسی نیک عمل کی کوئی قدر اللہ کے یہاں نہیں ہے۔ اعمال پر قیامت میں ثواب اسی وقت مرتب ہوسکتا ہے جب کہ ایمان بھی ہو۔ الغرض روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو بلاتفریق مذہب وملت ہر ایک قوم کے یہاں ہے روزے سے جسمانی وروحانی اصلاح ہوتی ہے سال بھر تک انسان کا معدہ عموماً مختلف غذاؤں سے پر ہوتا ہے اسی لئے ایک مہینہ معدہ کو خالی رکھیں تو جسم کی صحت کے لئے بہت ہی مفید ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اُغْـــزُوْ تَغْـمَـضُوْا صُوْمُوْا تَصِحُّوْا وَسَافِرُوْا تَسْتَغْنُوْا. اللہ کی راہ میں جہاد کرو مال غنیمت حاصل ہوگا روزہ رکھو تندرست رہوگے اور سفر کرو مالدار ہوجاؤگے دین اسلام فطرت انسانی کے موافق ہے جب انسان احکام شرع پر عمل کرے گا تو اس کا دنیوی فائدہ بھی ہوگا اور اخروی فائدہ بھی ہوگا اور کیوں نہ ہو جب کہ یہی آخری دین ہے اس کے بعد کوئی نبی ورسول آنے والی نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلْيَـوْمَ اَكْـمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً. آج میں

نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا انہیں نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت روزہ بھی ہے۔

روزہ سابقہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ

جوشخص رمضان کے روزے رکھنے کے بعد ماہ شوال میں سے چھ روزے رکھتا ہو وہ ایسے ہے جیسے اس نے پورے سال کے روزے رکھے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

جس شخص نے رمضان (کی راتوں) میں ایمان رکھتے ہوئے اور اجر وثواب کے حصول کے لئے قیام کیا (یعنی تراویح پڑھی) اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

کتنی عظیم الشان خوشخبری ہے کہ رمضان کی عبادتوں کے بدلہ اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہوں کے معافی کی بشارت دے رہے ہیں مگر ہماری محرومی اور بدقسمتی ہے کہ رمضان جیسے بابرکت مہینے کو بھی ہم سستی وغفلت میں گذار دیتے ہیں اور کتنے تو ایسے ہیں جو روزہ بھی نہیں رکھتے جب کہ روزے کے فوائدے شمار ہیں۔

روزہ دار کو اپنے دوسرے روزے دار بھائیوں سے برابری کا احساس پیدا ہوتا ہے چنانچہ جب وہ ان کے ساتھ مل کر روزہ رکھتا اور افطار کرتا ہے تو اسلامی وحدت کا شعور پیدا ہوتا ہے اور جب اسے بھوک محسوس ہوتی ہے تو اسے بھوکے اور محتاج بھائیوں کی مدد کرنے کا احساس ہوتا ہے۔

شب قدر امت محمدیہ کی خصوصیت

رمضان میں جہاں بہت سی برکتوں اور رحمتوں کی بشارتیں ہیں وہیں ایک بہت بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے شب قدر بھی ہے جس کے تعلق سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں نازل کیا اور آپ کو کیا معلوم کہ شب

قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے فرشتے اور روح الامین یعنی جبرئیل علیہ السلام اس راحت میں زمین پر اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر سلامتی کے ساتھ یہ رات طلوع صبح صادق تک سلامت والی رہتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی اس رات کے بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمت میں نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ کے ذکر وعبادت میں مشغول ہوتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ سے دریافت کرتی ہیں یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ یہی رات شب قدر ہے تو میں کونسی دعا کروں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ“ پڑھا کرو اے اللہ بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے مجھے معاف فرما۔ بہت ہی مختصر اور جامع دعا ہے ہر شخص کو یہ دعا کرنی چاہئے۔ اب رہ گیا مسئلہ شب قدر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو متعین نہیں کیا کچھ نشانیاں اور علامتیں شب قدر کی بتلا دی گئی ہیں اور جو اس رات کی تلاش میں رہتے ہیں اللہ ان کو یہ رات مرحمت فرمادیتے ہیں حدیثوں میں بکثرت یہ بات آتی ہے کہ شب قدر اخیر عشرے کی طاق راتوں میں ہے اس لئے خاص طور سے ان راتوں میں جاگ کر اللہ کی عبادت کرنا چاہئے۔ اور بعض حدیثوں میں ستائیسویں رات کی نعمتیں بھی مذکور ہے بہرحال اللہ کی عبادت کثرت سے کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهُ اما بعد فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین وباوقار خواتین اسلام بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شب قدر کی عظمت اور اس کی فضیلت کا ذکر قرآن مجید میں اس طور پر بیان کیا ہے کہ اس سے متعلق مستقل ایک سورہ ہی نازل فرمائی، ارشاد باری ہے: ”اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ“ (بیشک ہم نے اس قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے اور تمہیں کیا پتہ لیلۃ القدر کیا ہے) پھر فرمایا گیا: ”لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ“۔ (شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے) پھر اس کی برکات اور اس کی روحانی رونقوں کا ذکر اس طرح فرمایا گیا ہے،

"تَنَزَّلُ الْمَلآئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ" (فرشتے اور روح القدس (حضرت جبرئیلؑ) اس رات میں اپنے مالک کے حکم سے تمام فیصلے لے کر اترتے ہیں) پھر فرمایا: "سَلاَمٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ" (سراسر سلامتی کی رات ہے طلوع صبح صادق تک (برکتوں اور روحانی رونقوں کا یہ سلسلہ قائم رہتا ہے)، شب قدر میں قرآن کے نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شب قدر ہی میں اس کا نزول ہوا۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اسی شب میں اوّلاً پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان اوّل پر نازل فرمایا گیا۔ اور پھر آسمان اوّل سے پیغمبر اسلام ﷺ پر بتدریج تئیس سال میں اس کا نزول مکمل ہوا۔

حالات کے پیش نظر جیسی جیسی ضرورت پڑتی گئی قرآن کریم کا نزول ہوتا رہا اور صرف قرآن ہی وہ آسمانی کتاب ہے جو تھوڑی تھوڑی نازل ہوئی بقیہ تمام آسمانی کتابیں توریت زبور وانجیل یکبارگی ہی آسمان سے نازل ہوئیں، اور قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ مالک ارض وسماں نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے اور بقیہ ساری کتابوں کی حفاظت ان کے ماننے والوں کے سپرد کردی گئی تو جب تک ان لوگوں نے حفاظت کی وہ کتاب صحیح سالم رہی، اور جب کوتاہی کی اور کتر بیونت کی تو وہ کتاب محفوظ نہیں رہی اور قرآن کی حفاظت کا اللہ نے ایسا ذریعہ پیدا کردیا کہ سیکڑوں لاکھوں بلکہ کروڑوں حفاظ قرآن آج موجود ہیں۔

فضیلتوں والی رات

قرآن مجید کی اس سورت سے چار باتیں صراحۃً معلوم ہوئیں۔ (۱) قرآن اسی رات میں نازل ہوا، (۲) یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی اس کی عبادتوں کا اجر وثواب ہزار مہینے کی عبادت کے اجر وثواب سے بھی زیادہ ہے، (۳) اس میں ملائکہ کا

بکثرت نزول ہوتا ہے، (۴) یہ رات سلامتی کی ہے، اور اس رات میں ساری برکتیں اور رحمتیں صبح صادق تک رہتی ہیں۔

بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جس کو خیر وبرکت کی یہ رات ملے اور وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا سارے ہی خیر سے محروم رہ گیا، اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقۃً محروم ہی ہے۔

اس شخص کی محرومی میں کیا تامل جو ایسی خیر وبرکت والی رات سے محروم رہ جائے۔ شب قدر کی فضیلت ومنقبت کے لئے صرف یہی چیز کافی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں قرآن کریم کا نزول فرمایا اس پر مزید یہ کہ اس رات کو ہزار مہینے کی راتوں سے افضل اور بہتر قرار دیا گیا اور کتنی افضل ہے اللہ ہی کو معلوم ہے۔

شب قدر رمضان المبارک کے آخر عشرہ کی طاق راتوں میں واقع ہوتی ہے اور بدلتی بھی رہتی ہے، حضرت عبادہ بن صامتؓ نے شب قدر کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں یعنی اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں یا رمضان کی آخری رات میں بھی ہوسکتی ہے"۔ سال میں ایک ہی شب میں اور ایک ہی تاریخ میں شب قدر کا ہونا ضروری نہیں، اکثر لوگوں کا رجحان رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کی طرف ہے، خود آپ ﷺ نے ستائیسویں شب میں بھی شب قدر کو تلاش کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

دوسری روایتوں سے بھی ستائیسویں شب میں شب قدر ہونے کی تائید ہوتی ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بڑے وثوق واعتماد کے ساتھ فرماتے تھے کہ شب قدر ستائیسویں ہی کی رات ہے اور اس کے لئے وہ انشاء اللہ بھی نہیں کہتے تھے۔

شب قدر کی دعا

شب قدر میں آپ ﷺ عبادتوں کا زیادہ اہتمام فرماتے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے شب قدر میں ایمان واخلاص کے ساتھ نماز پڑھی اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے“۔

اس شب میں دعا بھی قبول کی جاتی ہے، حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں شب قدر کو پہنچان لوں تو کیا دعا کروں؟ حضور ﷺ نے ایک جامع اور مختصر دعا سکھائی، جو اس طرح ہے:

”اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ“

حضور ﷺ نے فرمایا: کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ دنیا میں اترتے ہیں اور اس شخص کے لئے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہو اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

کسی شاعرے کیا خوب کہا ہے:

آنکھوں میں دلوں میں نیند سمونے کی نہیں
یہ رات جاگنے کی ہے، سونے کی نہیں

جب کثرت سے فرستادگان خدا زمین پر اترتے ہیں اور عبادت کرنے والوں کے لئے دعائے رحمت اور استغفار کرتے ہیں تو ہمارا فریضہ بنتا ہے کہ اس رات کو بجائے گپ شپ کرنے اور اوقات کو ضائع کرنے کے طاعت وعبادت میں گذار دیں تاکہ ہم بھی فرشتوں کی دعاؤں کے مستحق بن سکیں کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ بلوغ کے بعد سے اب تک میری کوئی شب قدر نہیں چھوٹی آدمی کو اگر کسی چیز کی دھن اور فکر ہو تو اس کو ضرور پالے گا تلاش کرنے والے خدا کو پا جاتے ہیں جب رسول

اللہ ﷺ نے آخری عشرہ کی طاق راتوں کی نشاندہی فرمادی کہ اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں تلاش کرو تو اب کونسی مشکل چیز رہ گئی کیا اتنی بڑی خیر وبرکت کے لئے چند راتوں کو قربان نہیں کیا جاسکتا ہے؟

بخشش کی رات

اس مبارک رات میں بار بار یہ اللہ رب العزت کی طرف سے اعلان ہوتا رہتا ہے کہ ہے کوئی معافی چاہنے والا؟ کہ میں اسے معاف کردوں، ہے کوئی عافیت طلب کرنے والا؟ کہ میں اسے عافیت عطا کروں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا؟ کہ میں اسے روزی عنایت کروں، ہے کوئی سوال کرنے والا؟ کہ میں اس کے سوال کو پورا کروں!

اللہ تعالیٰ کا یہ لطف وکرم عام دنوں میں ہوتا ہے تو جو شخص شب قدر میں خداوند قدوس کی یاد وعبادت میں مشغول ہو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کا کیا معاملہ ہوگا!

جن راتوں میں بیداری کا حکم دیا گیا ہے، ان میں نماز کا اہتمام تو کرنا ہی چاہئے، قرآن مجید کی تلاوت، قرآن کا سننا، حدیث کا پڑھنا اور سننا، تسبیحات، درود شریف وغیرہ کا پڑھنا یہ سبھی اعمال مستحب ہیں، کوشش کرنی چاہئے کہ رات کا بڑا حصہ ان اعمال میں گذر جائے۔

لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس مبارک رات میں خدا کی رحمتوں کا طالب ہو اور اس رحمٰن ورحیم کے آگے سر نیاز خم کردے، اور گناہوں سے آلود اپنی پیشانی کو عجز وانکساری کے ساتھ زمین پر رکھ کر اللہ سے توبہ واستغفار کرے۔

اخیر میں سورہ قدر کے شان نزول کو ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے ایک دفعہ آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جس نے ایک ہزار تک اللہ کے

راستہ میں جہاد کیا صحابہ کرام کو یہ سن کر رشک آیا کیونکہ امت محمدیہ کی عمریں بھی بہت کم ہیں اس لئے گذشتہ قوموں کی عبادتوں کے برابر ان کی عبادت کیسے ہوسکتی ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم کو بھی ایسی فضیلت حاصل ہوسکتی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں پھر یہی سورہ القدر جبرئیل امین لے کر آسمان سے اترے اور امت محمدیہ کو شب قدر کے نام سے ایک ایسی رات دی گئی کہ جو شخص اس رات میں عبادت کرے تو اس کو ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ثواب ملے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو شب قدر میں بکثرت عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

طواف بیت اللہ

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا. قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ ھٰذَا الْبَیْتِ اَوِعْتَمَرَ فَلْیَکُنْ آخِرِ عَھْدَہُ الطَّوَافُ بِالْبَیْتِ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! حج کے اعمال میں سے ایک اہم عمل طواف بھی ہے طواف تین قسموں کا ہے ایک طواف قدوم ہے جب حاجی کعبہ میں پہونچے تو سب سے پہلے طواف کرنا ضروری ہے اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھ لے تو بہتر ہے اور دوسرا طواف طواف زیارت ہے جو حج ادا کرنے کے بعد ادا کیا جاتا ہے اور تیسرا طواف طواف وداع ہے جب حاجی اپنے وطن کو واپس ہونے لگے تو طواف وداع کرے یعنی رخصتی کا طواف۔ احادیث میں انہیں دو طوافوں کے تعلق

سے ذکر آتا ہے جو حدیث شریف میں نے پڑھی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو حج یا عمرہ کرے تو چاہئے کہ اس کی آخری حاضری بیت اللہ پر ہو اور آخری عمل طواف ہو۔

بیت اللہ کا طواف عبودیت کا ایک از بس روح پرور او دل گداز طواف جذب وشوق ہے، عبدیت کا جذب ومستی اور ذوق وشوق جب اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر کا طواف کرتا ہے تو روح محسوس کرتی ہے کہ وہ ''اسے'' دیکھ رہی ہے اور 'وہ' اپنے عبد کے رقص والہانہ کا تماشا کر رہا ہوتا ہے۔ الہٰ جمیل نظروں سے اوجھل رہ کر، اپنے بندے کی چشم قلب پر آشکار ہوتا ہے، 'اس' کا جمال وجلال جب آشکار ہوتا ہے، تو اسے اہل نظر ہی دیکھتے اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں، رب رحمٰن ورحیم کا حسن ان کے ذوق نظر کی تسکین کرتا اور دل میں سوز وگداز پیدا کرتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ ہر مخلص ومتقی، صالح ومطہر اور محسن ومجاہد کے دل میں رہتا ہے۔ ایسے دل ہی سچے ہوتے ہیں، سچ ہی سچ کو دیکھتا ہے، حسن وسرور اور سچ ایک ہی حقیقت کے تین مظاہر ہیں اور یہ حقیقت اہل صدق ووفا اور اہل حسن وسرور ہی جانتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اور دوست ہیں، وہ اپنی زندگیوں کو ہر لحظہ اپنے رب کریم کے سامنے سر تسلیم خم رکھتے ہیں اور اپنی خواہشوں کو مشیت الٰہی کے تابع رکھتے ہیں۔ اور کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے ہیں پورا حج ہی درحقیقت عشق ومحبت کی عبادت ہے جو محبوب کے ایک اشارے پر اس کے گھر کا چکر اس کی در ودیوار کو بوسہ دینا اور چومنا بہت سی ایسی چیزیں بھی حج میں ہیں جو ہماری عقل میں نہیں آتی ہیں مگر اللہ کا حکم ہے اس سے کرنا ہے اسی کا نام بندگی ہے۔ ایک دیوانہ کی طرح ننگے سر ننگے پاؤں صرف احرام کے دو کپڑے بدن پر بالکل کفن کے کپڑے کی طرح جو موت کو یاد دلاتے ہیں اور وہ بھی میلے کچیلے اور گندے پراگندہ بال، پراگندہ حال اللہ کے گھر کے چاروں طرف چکر کاٹ رہے ہیں۔

طواف کی حقیقت

طواف کعبہ کیا ہے؟ روح کے ذوق وشوق کا اظہار، جذب ومستی کا عالم، حال وقال اور اپنے اللہ سے محبت کرنا روح انسانی کا فطری تقاضا ہے اور اس کے گھر کا طواف، محبت کا عملی مظاہرہ ہے، طواف روح کا عجز ونیاز بھی ہے اور اس کی محبت کا سوز وگداز بھی، یہ اس کی تڑپ بھی ہے اور رقص محبت بھی، طواف جذب ومستی، ذوق وشوق اور جنوں وشیفتگی کا مظہر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ حجر اسود اور رکن یمانی ان دونوں پر ہاتھ پھیرنا گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ ہے اور میں نے آپ علیہ السلام سے یہ بھی سنا آپ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ کے اس گھر کا سات بار طواف کیا اور اہتمام اور فکر کے ساتھ کیا یعنی سنن وآداب کی رعایت کے ساتھ کیا تو اس کا یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور میں نے یہ بھی سنا آپ فرماتے تھے کہ بندہ طواف کرتے ہوئے جب ایک قدم رکھے گا اور دوسرا قدم اٹھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلہ ایک گناہ معاف کرے گا اور ایک نیکی کا ثواب اس کو عطا کرے گا۔

میری سہیلیوں! یہ تو بتا دے کہ طواف کا سر الاسرار کیا ہے؟ حرم پاک میں داخل ہوتے ہی روح کیوں تڑپنے لگتی اور آنکھیں کیوں اشکبار ہوتی ہے اور جسم پر کیوں لرزہ طاری ہو جاتا ہے؟ روح کیوں اللہ کے سوا سب کچھ بھول جاتے ہیں؟ وہاں جاتے ہی اللہ تعالیٰ کی ہستی وموجودگی کا کیوں احساس ہونے لگتا ہے؟ طواف کرتے وقت اہل محبت پر کیوں جذب ومستی اور کیفیت وجنون کی حالت طاری ہو جاتی ہے، اس

لئے کہ وہ اس کے رب کا گھر ہے اور وہ گھر میں موجود ہوتا ہے، ''اس'' کے جمال وجلال سے تمام حرم شریف منور ہوتا ہے۔

اے اللہ! میں یہ روح پرور منظر پھر دیکھنا چاہتا ہوں اور اپنے دل ونگار کو حسن ونور سے پھر منور کرنا چاہتا ہوں، حضور ﷺ کے روضۂ اطہر میں بھی حاضر ہونا چاہتا ہوں، اپنی روح کو بیدار کرنے اور دل کو سوز وگداز اور حسن وسرور سے معمور کرنے کے لئے یہ فیض وکرم ایک بار اور ہوجائے کہ میں اس کا منتظر وامیدوار رہوں۔

تہجد اور عصر کے وقت ارواح انسانی اپنے اللہ تعالیٰ کے قرب ووصال کے لئے بے قرار ہوجاتی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی ان اوقات میں اپنے اہل شوق کے نظارۂ عبودیت کی آرزو ہوتی ہے، روح ''اس'' کی دید کی متمنی ومنتظر، شوق، محنت اور تائید ایزدی سے مشکل مراحل آسانی سے طے ہوجاتے ہیں۔

حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ علیہ کے خلیفہ ومجاز تھے وہ حج کرنے کے لئے گئے تو ایک عربی بزرگ نے کسی سے دریافت کیا کہ کون ہیں تو اس نے کہا کہ یہ ہندوستانی عالم ہیں اور اپنے وقت کے شیخ ہیں تو عربی بزرگ نے کہا کہ میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ جب یہ حرم شریف میں داخل ہوتے ہیں تو حرم شریف کے انوار وبرکات دوبالا ہوجاتے ہیں اور انوار کی بارش میں حد درجہ اضافہ ہوجاتا ہے یہ سب محبت الٰہی کی نظریں ہیں۔

حسن کی تاثیر سے شخصیت انسانی میں جمال وجلال اور نور پیدا ہوتا ہے۔ جمال سے انسان میں محبت الٰہی اور رحمۃ للعالمین کے چشمے پھوٹتے ہیں، جن کے آب حیات سے کشت زندگی سیراب ہوتی ہے، جلال سے دل میں ''دوست'' کی ہیبت وخشیت پیدا ہوتی ہے، جن کا حاصل سوز وساز ہے، جو روح کی غذا ہے، نور سے خودی

کو بصیرت وزندگی اور حرارت وتوانائی ملتی ہے، علاوہ ازیں حسن میں کشش وجاذبیت بھی ہوتی ہے، جو ایک طرف دلوں کو آپس میں مربوط اور دوسری جانب انہیں مرکز حسن یا ذات ''دوست'' سے وابستہ رکھتی ہے۔

بیت اللہ نظام شمسی کی طرح نظام حسن ونور ہے، یہ ''دوست'' کے حسن ونور کا مرکز ہے، اس کا نزد ودور سے طواف کرنے والے اہل جذب وشوق پروانوں کی طرح اس سے جمال وجلال اور اکتساب نور کرتے اور شہید ہونے کی طلب وآرزو رکھتے ہیں۔ ان کے فکر ونظر کا محور بھی ''نظام حسن الٰہی'' ہی ہوتا ہے، جس کے ارد گرد وہ دور رہ کر بھی اپنے اپنے مدار زندگی پر گردش کرتے رہتے ہیں، یہ گردش گردش فکر وعمل ہوتی ہے، وہ اس نظام حسن کی کشش وجاذبیت کی بدولت اس سے پیوستہ رہتے ہیں، انسان کہیں بھی ہو، وہ ''اس'' سے پیوستہ رہ کر حسن ونور اور حرارت وزندگی حاصل کرتا رہتا ہے، ان سے ہی اس کی ذات کے نور کی تکمیل ہوتی اور ہجرت الی اللہ کا سفر جاری رہتا ہے، ہجرت الی اللہ کا مطلب ہے درجات میں ترقی اور قربت الٰہی کا حصول، اللہ تعالیٰ کا قرب وحضور، ہی مشیت الٰہی اور مقصد زندگی ہے۔

کیا عشق حقیقی عشق مجازی سے کم ہوسکتا ہے

جب اللہ کے حکم پر عمل کرتا ہے اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے طریقہ کو اپناتا ہے تو اسے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے جو ہر چیز سے بڑھ کر ہے بلکہ تمام عبادتوں کا مقصد معرفت الٰہی ہے صحابہ کرام اپنے رب کے عاشق ہوتے تھے جو زائرین دور دراز سے اسفار کرکے اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے جاتے ہیں کیوں کہ یہ سفر ہی عشق ومحبت کا سفر ہے آدمی کو اس میں طرح طرح کی مشکلیں اور پریشانیاں بھی پیش آتی ہیں ان کو بشاشت کے ساتھ برداشت کرنا اور کسی تکلیف پر اپنی ناگواری کا اظہار نہ کرنا۔ عشق

ومحبت میں تو بہت کچھ جھیلنا ہی پڑتا ہے مجنوں کو تو اپنی لیلیٰ ہی سے نہیں بلکہ اس کے گھر کے درودیوار حتیٰ کہ لیلیٰ کی گلی کے کتے سے بھی محبت تھی ایک مرتبہ لیلیٰ کی گلی کا کتا مجنوں کو نظر آیا تو اس کو چومنے لگا لوگوں نے کہا کہ اس دیوانہ کو دیکھو کہ کتے کو پیار کر رہا ہے تو مجنوں نے کہا کہ یہ تم کو نجس اور گندہ نظر آرہا ہے مگر میری آنکھ سے دیکھو تو اس کی قدر و محبت کا پتہ چلے کہ یہ لیلیٰ کی گلی سے آیا ہے میرے نزدیک تو لیلیٰ کی گلی کا کتا بڑے بڑے شیروں سے بھی بہتر ہے ایک دفعہ مجنوں لیلیٰ کے گھر کا چکر لگا رہا تھا اس کو چوم رہا تھا تو لوگوں نے اس کو ملامت کرنا شروع کیا کہ دیوانے اس دیوار کو چوم رہا ہے اور اس کو بوسہ دے رہا ہے تو مجنوں نے کہا کہ میں اس دیوار کو نہیں چوم رہا ہوں اور گھر کا طواف نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس گھر کے اندر جو بیٹھی ہے اس کا طواف کرتا ہوں اور اس کی ہر چیز فانی ہے بڑی بڑی ہستیاں آئیں اور چلی گئیں کوئی بھی دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے اپنی حیات اسفار پوری کر کے ہر کوئی یہاں سے کوچ کر جائے گا باقی رہنے والی ذات صرف اللہ ہی کی ہے۔ کُلُّ شَیٌٔ مَالکَ وَجْهَهٗ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے صرف اللہ کی ذات باقی رہنے والی ہے اس لئے عقلمندی یہ ہے کہ اللہ ہی سے دل لگانا چاہئے۔ اور صرف اسی سے محبت کی جائے اور اس کی محبت کی وجہ سے جو بھی پریشانی یا دشواری ذلت ورسوائی پیش آئے اس کو خوشی خوشی برداشت کرے یاد رکھئے اللہ سے محبت کرنے والے کی ہر جگہ عزت ہوتی ہے اللہ اپنے محبوب بندوں کو ذلیل ورسوا نہیں کرتے ہیں آدمی اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہر کام کرے اور اس کی ناراضگی سے ہر وقت بچتا رہے اللہ ہم سب کو اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

زکوٰۃ کے مصارف

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَالرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْم. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات سامعین باوقار، آج آپ کے سامنے زکوٰۃ کے مصارف عرض کرنے ہیں یعنی کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا شریعت میں جائز ہے زکوٰۃ ایک فریضۂ خداوندی ہے جو ہر صاحب نصاب پر یعنی جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے ساتھ تولہ سونا ہو یا اس کے بقدر تجارت کا مال ہو زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض ہے اور نہ ادا کرنے کی صورت میں وہ اللہ کے یہاں نافرمان اور تارک فرض سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کے لئے مصارف بیان کر دیئے ہیں کہ ہر ایک کو

زکوٰۃ نہ دی جائے بلکہ بعض لوگوں میں سے کسی ایک کو دی جائے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان فرمائے ہیں: (اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَالرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ..... الآیۃ) (سورہ توبہ: آیت ۶۰)

یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لئے جن کی تالیف قلوب مطلوب ہو۔ نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرضداروں کی مدد کرنے میں اور راہِ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لئے ہیں۔ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔

قرآن کریم نے آٹھ قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اس کے علاوہ کسی اور کو زکوٰۃ نہ دیں اور بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے پہلے تحقیق کرلیں کہ اس کی مالی حالت کیسی ہے بسا اوقات آدمی صاحب نصاب ہوتا ہے اور لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے اس لئے ایسے فقیروں سے احتیاط کریں بالخصوص راستے اور مسجدوں کے دروازے پر بیٹھے فقیروں سے بچیں آٹھ مصارف جو شریعت نے بیان کئے وہ یہ ہیں:

(۱) فقراء: اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی معیشت کے لئے دوسرے کی مدد کا محتاج ہو۔یہ لفظ تمام حاجتمندوں کے لئے عام ہے خواہ وہ کسی وجہ سے بھی اعانت و مدد کا محتاج ہو مثلاً: یتیم بچے، بیوہ عورتیں، بے روزگار لوگ اور وہ لوگ جو وقتی حادثات کا شکار ہو گئے ہیں۔

(۲) مساکین: مسکنت عاجزی، درماندگی، بے چارگی اور ذلت کو کہتے ہیں۔

مسکین: وہ شخص جو عام حاجت مندوں کی بہ نسبت زیادہ خستہ حال ہو، نبی ﷺ نے اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ ایسے لوگوں کو امداد کا مستحق ٹھہرایا ہے جو سخت تنگ حال ہوں مگر یہ ان کی خودداری کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی اجازت دیتی ہو اور نہ ان کی ظاہری پوزیشن ایسی ہو کہ کوئی انہیں حاجت مند سمجھ کر ان کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھائے۔

آج بھی ایسے کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی غیرت وخودداری کی وجہ سے تنگدستی کو برداشت کرلیتے ہیں فقر وفاقہ میں مبتلا ہوتے ہیں مگر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا ناگوار نہیں کرتے۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ محروم رہ جاتے ہیں اور ڈھونگی فقیر بن کر پورا وصول کرلیتے ہیں قرآن کریم نے خوددار وغیرت مند فقراء ومساکین کا تذکرہ کیا:

فَيَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا . جہلاء تو ان کو سوال نہ کرنے کی وجہ سے مالدار سمجھتے ہیں آپ ان کو ان کی علامتوں سے پہچانتے نہیں یعنی بھوک کی وجہ سے ان کے چہرہ آثار نمایاں رہتے ہیں مگر وہ لوگوں سے اصرار کر کے مانگتے نہیں پھرتے اس لئے ایسے محتاجوں کو تلاش کر کے ان کو زکوٰۃ اور دیگر عطیات دینی چاہئے تاکہ زیادہ ثواب ملے۔

(۳) عاملین: زکوٰۃ/صدقات اور عشر وصول کرنے والے کارندے خواہ وفقیر ومسکین نہ ہو ان کی تنخواہیں بہرحال صدقات ہی کی مد سے دی جائیں گی۔(سوائے بنی ہاشم کے)

لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ عامل سے مراد وہ شخص ہے جو امیر المومنین کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں خواہ وہ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو البتہ جو زکوٰۃ وصول کیا ہو نصف سے کم ہی دیں گے نصف سے

زائداس کی تنخواہ مقرر نہ کریں اگر زکوٰۃ کم وصول ہورہی ہے تو اس کی تنخواہ میں سے کمی
کی جائے گی اور آج کل جو مدارس کے ذمہ دار اور سفراء حضرات وصولیابی کے لئے
جاتے ہیں ان کو زکوٰۃ میں تنخواہ دینا جائز نہیں بلکہ مدارس اور انجمن کی طرف سے ان
کے لئے کوئی اور فنڈ ہونا چاہئے جس سے تنخواہ دیں۔ کیونکہ ان لوگوں کو زکوٰۃ میں سے
تنخواہ دینا ہی جائز نہیں ہے۔

(۴) تالیفِ قلب، دل موہنا، جو لوگ اسلام کی مخالفت میں سرگرم ہوں اور
مال دے کر ان کے جوش عداوت کو ٹھنڈا کیا جاسکتا ہو یا جو کفار کے کیمپ میں ایسے
ہوں کہ اگر مال سے انہیں توڑا جائے تو ٹوٹ کر مسلمانوں کے مددگار بن سکتے ہوں یا
نومسلم جن کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے یہ اندیشہ ہو کہ ان کی مدد نہ کی گئی تو پھر کفر کی
طرف پلٹ جائیں گے تو زکوٰۃ کی مد سے ان کو وظیفے یا عطیے دیئے جاسکتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بہت سے لوگوں کو تالیفِ قلب کے لئے وظیفے اور
عطیے دیئے جاتے تھے لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا حضور ﷺ کے بعد بھی یہ
مد باقی ہے نانہیں؟ امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کی یہ رائے ہے کہ حضرت ابوبکرؓ
اور عمرؓ کے زمانہ سے یہ مد ساقط ہوگئی اور اب مؤلفۃ القلوب کو کچھ دینا ناجائز ہے۔

☆امام شافعیؒ اور بعض مالکیہ کے نزدیک فاسق مسلمانوں کو تالیف قلب کے
لئے زکوٰۃ کی مد سے دینا جائز ہے لیکن کفار کو نہیں۔

☆امام حسن بصریؒ، زہریؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور سلف میں بعض دوسرے اہل
علم کے نزدیک مؤلفۃ القلوب کا حصہ اب بھی کفار اور مسلمان دونوں کے لئے باقی
ہے اگر اس کی ضرورت ہو۔ (الفتح الربانی، ج۹ص،۶۲)

مؤلفۃ القلوب کو زکوٰۃ دینے نہ دینے کے بارے میں علمائے امت کے
درمیان اختلاف ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ دوسرے مستحقین کو زکوٰۃ ادا کر دیا کریں

تا کہ یقینی طور پر زکوٰۃ ادا ہو جائے جس کو ادا کرنا ہو اس کے لئے بہت سے مستحقین
مل جائیں گے لیکن راستہ میں جو ڈھونگی فقیر بیٹھے رہا کرتے ہیں ان میں بہت سے
پیشہ ور فقیر رہتے ہیں جو خود صاحب نصاب ہوا کرتے ہیں اس لئے زکوٰۃ دیتے
وقت تحقیق کر لیں پھر زکوٰۃ دیا کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ زکوٰۃ تو ادا کر رہے ہیں مگر
ادا نہیں ہو رہی ہے۔

(۵) رقاب: غلاموں کی آزادی، اس کی دو صورتیں ہیں: ایک غلام خرید کر
آزاد کرنا دوسری یہ کہ مکاتب یعنی وہ غلام جس نے اپنے مالک سے یہ معاہدہ کیا ہو
کہ اگر میں اتنی رقم تمہیں دے دوں تو تم مجھے آزاد کر دو گے۔ ان دونوں کا زکوٰۃ دینا
جائز ہے۔

(۶) غارمین: قرض داروں کی امداد کرنے میں، یعنی ایسے قرضدار جو اگر اپنے
مال سے اپنا پورا قرض چکا دیں تو ان کے پاس قدر نصاب سے کم مال بچتا ہو۔

(۷) فی سبیل اللہ: (اللہ کی راہ میں) راہِ خدا کا لفظ عام ہے۔ تمام وہ نیکی کے
کام جن میں اللہ کی رضا ہو اس لفظ کے مفہوم میں داخل ہیں۔ علماء کی ایک جماعت
نے کہا کہ ہر قسم کے نیک کاموں میں زکوٰۃ کا مال صرف کیا جاسکتا ہے۔ اکثر علماء اس
سے مراد جہاد فی سبیل اللہ لیتے ہیں، یعنی وہ جدوجہد جس سے مقصود نظامِ کفر کو مٹانا اور
جس کی جگہ نظامِ اسلامی کو قائم کرنا ہو اس جدوجہد میں جو لوگ کام کریں ان کے سفر
خرچ کے لئے، سواری کے لئے، آلات واسلحہ اور سروسامان کی فراہمی کے لئے،
زکوٰۃ سے مدد کی جاسکتی ہے خواہ وہ بجائے خود کھاتے پیتے لوگ ہوں اپنی ضروریات
کے لئے ان کو مدد کی ضرورت نہو، اسی طرح جو لوگ رضا کارانہ اپنی تمام خدمات اور
اپنا تمام وقت عارضی طور پر یا مستقل طور پر اس کام کے لئے دے دیں ان کی

ضروریات پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ سے وقتی یا استمراری اعانت کی جاسکتی ہے۔

(۸) ابن السبیل: مسافر خواہ وہ اپنے گھر میں غنی ہو لیکن حالتِ سفر میں وہ مدد کا محتاج ہو تو زکوٰۃ سے اس کی مدد کی جاسکتی ہے۔

(نوٹ) زکوٰۃ تمام مصارف میں یا کسی ایک میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کبھی یمن کی زکوٰۃ مؤلفۃ القلوب کے مد میں خرچ کردی، کبھی غارمین کے مد میں خرچ کردی کبھی دیت میں دے دی۔ (جمہور فقہاء ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب، احمدؒ، ابراہیم نخعیؒ، سفیان ثوریؒ)۔

اور ہمارے اس زمانے میں مدارس اسلامیہ زکوٰۃ کے بہترین مصرف ہیں جہاں امت کے غریب ونادار طلبہ علم دین حاصل کرتے ہیں تو ان کو دینے پر دوہرا اجر ملے گا۔ ایک تو غریبوں پر صدقہ کرنے کا دوسرے تبلیغ دین کا اس لئے مدارس کو ہرگز نظر انداز نہ کریں اس کے علاوہ مسلمانوں کی بہت سی تنظیمیں بھی قائم ہوگئی ہیں جو غریب اور بیکس مسلمانوں کی شادیاں وغیرہ کراتی ہیں اور مختلف مواقع پر ان کی مدد کرتی ہیں اس لئے حسب ضرورت وہاں بھی اپنی زکوٰۃ کی رقم خرچ کرسکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح صحیح زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْم . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمْ.

مشفق ومہربان، معلمات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو!

اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن زکوٰۃ ہے جس کی اہمیت کے لئے صرف اتنی بات کافی تھی کہ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر جہاں نماز کے قائم کرنے کا حکم دیا ہے تو ساتھ ہی ساتھ زکوٰۃ کے ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے اور

احادیث میں بھی بڑی کثرت سے بڑے اہتمام کے ساتھ اس پر عمل کیا اور جس کسی نے اس میں تساہل برتا اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں ٹال مٹول کیا تو اس کے ساتھ بڑا سخت رویہ اپنایا گیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنائے گئے، اس وقت حالات بڑے نازک تھے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو جلال میں آ گئے اور فرمایا جو شخص رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں اونٹ کے ساتھ اس کی رسی زکوٰۃ میں دیا کرتا تھا اور آج صرف اونٹ زکوٰۃ میں دے گا اور رسّی دینے سے انکار کرے گا تو ابوبکر اس سے جہاد کرے گا اور یہ بھی فرمایا واللہ! لَاُ قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ بخدا میں اس شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا۔ یعنی نماز کو تو ضروری سمجھے گا مگر زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گا۔

یہی مال ہمارے لئے وبال جان بنے گا

ہم تک جو آج دین صحیح شکل میں پہونچا اس کی خاص وجہ یہی ہے کہ ہمارے اکابر نے دین کی خاطر بڑی محنتیں کی ہے اور اسلام کے ایک ایک حکم لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش تو کر دیا مگر اپنے جیتے جی اسلام کا کوئی حکم مٹنے نہ دیا۔ اس دور میں بھی بہت سے مسلمان صاحب ثروت اور اچھی حالت میں ہیں اگر اسلامی اصول کے مطابق صحیح طور پر زکوٰۃ ادا کر دیا کریں تو یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ مسلمانوں سے غربت وافلاس کا خاتمہ ہو جائے گا اور خوشحالیاں آ جائیں گی مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمان اپنی زکوٰۃ ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتے ہیں یاد رکھیں قیامت کے روز وہی مال جس کو ہم نے بڑی محنت سے کما کما کر کے جمع کیا اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہمارے لئے وبال جان ثابت ہوگا۔ گنجا سانپ بنا کر ہمارے گلے میں ڈال دیا جائے گا وہ ڈستا جائے گا اور کہتا جائے گا اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ میں ہی تیرا مال

ہوں میں ہی تیرا خزانہ ہوں، کیا فائدہ ہوا ایسے مال کے جمع کرنے کا جو تباہی و بربادی کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اکثر مالدار زکوٰۃ دینے میں کوتاہی کرتے ہیں، ڈرتے ہیں کہ روپیہ کم ہو جائے گا۔ صاحبو! اول تو اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ زکوٰۃ وصدقہ دینے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔ اس وقت اگر کسی قدر نکل جاتا ہے تو کسی موقع پر اس سے زیادہ اس میں آ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔

دوسرے اگر بالفرض کم ہی ہو گیا تو کیا ہے، آخر اپنے حظوظِ نفس میں ہزاروں روپیے خرچ کر ڈالتے ہو، وہ بھی تو کم ہی ہوتا ہے۔ سرکاری ٹیکس اور محصول میں بہت کچھ دینا پڑتا ہے اور نہ دو تو باغی، مجرم قرار دیے جائیں۔ آخر اس میں بھی تو گھٹتا ہے۔

تیسرے یہ کہ یہاں گو کم ہوتا ہوا نظر آتا ہے، مگر آخرت میں جمع ہو جاتا ہے۔ آخر ڈاک خانے میں، بینک میں روپیہ جمع کرتے ہو، قبضے سے تو نکل ہی جاتا ہے، مگر اطمینان ہوتا ہے کہ معتبر جگہ ہے (ا) اسی طرح صاحب ایمان کو اللہ جل شانہ کے وعدوں پر اعتماد کر کے سمجھنا چاہئے کہ وہاں جمع ہو رہا ہے اور قیامت کے روز اصل مع نفع کے ایسے موقع پر ملے گا کہ اس وقت بہت ہی سخت ضرورت ہوگی۔ اس کے علاوہ حفاظتِ مال کے واسطے چوکی دار نوکر رکھتے ہیں، اس کو تنخواہ دینی پڑتی ہے، باوجودیکہ کہ یہ مقدار گھٹ جاتی ہے، مگر اس ڈر سے کہ تھوڑی بچت کے واسطے کہیں سارا روپیہ چوری نہ ہو جاوے، یہ رقم صرف کرنا گوارا کرتے ہیں، اسی طرح زکوٰۃ کے ادا کرنے کو مال کا محافظ سمجھو۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے مال ہلاک ہو جاتا ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ

''نہیں مخلوط ہوتی زکوٰۃ کسی مال میں کبھی، مگر ہلاک کر دیتی ہے وہ اس مال کو۔ روایت کیا اس کو شافعیؒ نے اور بخاریؒ نے کہ تجھ پر زکوٰۃ واجب ہوئی اور تو نے اس کو نہ نکالا ہو، سو یہ حرام اس حلال کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔

سو اپنے مال کی حفاظت کے لئے اس کو چوکی داروں کی تنخواہ ہی سمجھ لیا کرو، پھر یہ ہے کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے، جس کو حاجت مندوں کے لئے کچھ نہ کچھ خرچ کرنا پڑتا ہو۔ کاش اگر حساب کر کے خرچ کریں تو زکوٰۃ سہولت سے ادا ہو جاوے۔

زکوٰۃ بہرحال ادا کریں

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ایک آسان شکل یہ ہے کہ جو کچھ غریبوں، یتیموں اور رشتہ داروں پر خرچ کریں اس کو زکوٰۃ کی نیت سے خرچ کریں اور حساب رکھیں کہ کتنا خرچ کیا اور سال کے آخر میں ایک بار پورے مال کا حساب کرلیں اگر پوری زکوٰۃ ادا ہوگئی ہے تو بہت اچھا ورنہ جتنی مقدار باقی رہ گئی اتنی مقدار ادا کر دیں گے اس صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی ہو جائے گی اور طبیعت پر بار نہ پڑے گا، زکوٰۃ کی ادائے گی کے لئے سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دیکھ لیں اگر وہاں کوئی غریب اور حاجت مند ہو تو پہلے اس کو دیں اگر رشتہ داروں میں کوئی غریب نہ ہو تو دوسرے حاجت مندوں کو دیں اور مدارس اسلامیہ بھی اس کے لئے بہترین مصرف ہیں۔ وہاں پر بہت سے غریب و نادار طلبہ علم حاصل کرتے ہیں اس لئے مدارس میں دینے کے دو فائدے ہیں۔ ایک تو غریب بچوں کی ضرورت پوری ہوگی۔ یاد رکھئے علم دین کی تبلیغ واشاعت بہرحال صحیح صحیح زکوٰۃ ادا کریں ورنہ قیامت میں اللہ کی گرفت سے بچ نہ سکیں گے۔ جان اور مال سب اللہ کی امانت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ماہ رمضان میں مسلمان کی ذمہ داری

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِه وَصَحْبِه اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں، پیاری بہنو! آج ماہ رمضان کے تعلق سے کچھ باتیں آپ کے گوش گذار کرنی ہیں رمضان المبارک بڑا مقدس و بابرکت مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے کو فرض قرار دیا اور روزوں کی فرضیت اسی امت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جتنی بھی گذشتہ امتیں تھیں ہر ایک پر روزہ فرض کیا البتہ نواعیت الگ تھی اور روزہ میں فرق تھا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ اپنی عبادت کے لئے فرض کیا ہے جسے مقبول و مفید بنانے کے لئے اس اعمال کو اپنانا چاہئے۔

نمازوں کی پابندی کرنا چاہئے کیوں کہ بہت سے روزہ دار نماز پڑھنے سے غفلت برتتے ہیں حالانکہ نماز دین کا ستون ہے جسے چھوڑنے والا کافر ہے۔

اخلاق حسنہ اپنایئے اور روزہ رکھنے کے بعد کسی کو برا کہنے اور روزہ کی وجہ سے لوگوں سے بدسلوکی کرنے سے بچئے کیوں کہ روزہ انسانی نفس کی اصلاح کرتا ہے اور کفر مسلمان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

روزے کی حالت میں بہت احتیاط کرنے اور بچنے کی ضرورت ہے کیونکہ روزہ کا فائدہ اسی وقت ہے جب کہ روزے کے اصول وضوابط کا پاس ولحاظ کیا جائے اگر روزہ رکھ کر بھی بدسلوکی اور بداخلاقی سے پیش آتا رہا تو ایسے روزے سے کچھ فائدہ نہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسے روزوں کا کوئی ثواب نہیں ملتا بلکہ نیکی برباد اور گناہ لازم آجاتا ہے۔

زبان پر کنٹرول کریں

ہنسی مذاق کرتے ہوئے بھی بے ہودہ باتیں نہ کریں کیوں کہ اس سے روزہ ضائع ہوجاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب کوئی روزے کی حالت میں گالی گلوچ اور بے ہودہ باتیں کرے، کوئی جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری ومسلم)

روزے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سگریٹ چھوڑنے کی کوشش کیجئے کیوں کہ سگریٹ نوشی کینسر اور السر جیسی بیماریوں کا سبب بنتی ہے اور اپنے آپ کو صاحب عزم وہمت انسان بنائیں چنانچہ اپنی صحت اور مال کی حفاظت کرتے ہوئے افطاری کے بعد بھی ایسے ہی سگریٹ نوشی سے باز رہیے جیسے روزہ کی حالت میں تھے۔

روزہ افطار کرتے ہوئے زیادہ کھانا مت کھایئے کیوں کہ روزہ اس سے بے سود ہوجاتا ہے اور صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ صبح سے نفس بھوکا ہے اب اگر اناری کی

بندوق کی طرح ناک تک کھالیں گے تو صحت کے لئے بھی مضر اور عبادت میں بھی دقت ہوگی عشاء وتراویح پڑھنی مشکل ہوجائے گی جو رمضان المبارک کی مخصوص عبادت ہے اور حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے کہ کم کھانا جسم کی صحت کے لئے بڑا فائدہ ہے اس سے عبادت کی توفیق ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور حاصل ہوتا ہے کیونکہ بھوکا رہنا فرشتوں کی صفت ہے جو اللہ کے حکم کے خلاف ایک کام بھی نہیں کرسکتے ہیں اور زیادہ کھانا چوپایوں کی صفت ہے اس لئے چوپایوں کی صفت چھوڑ کر فرشتوں کی صفت اختیار کرنی چاہئے۔

سنیما اور ٹیلی ویژن دیکھنا اخلاق بگاڑنے والے اور روزے کی منافی ہیں اس لئے ایسی چیزوں سے دور رہئے۔ رات کو دیر تک جاگ کر سحری اور نماز فجر کو ضائع نہ کریں اور صبح سویرے اپنے کام میں مصروف ہوجائیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ہے کہ یا اللہ میری امت کے لئے صبح کے اوقات میں برکت پیدا فرمادے۔ (احمد، ترمذی، صحیح)

سویرے اٹھ کر کام کاج میں لگ جائیں

حدیث شریف میں بھی ہے اور تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ صبح کے کام میں بڑی برکت ہے۔ مگر بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج غیر مسلم تو صبح سویرے اٹھ کر اپنے گھروں کی صفائی کرتے ہیں اور اپنے مذہب اور عقیدے کے مطابق پوجا پاٹ کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی پوجا پاٹ گناہ کا ذریعہ اور دوزخ میں ڈالے جانے کا سبب ہے اور مسلمان جس کے لئے سویرے اٹھنا فرض ہے تاکہ فجر کی نماز پڑھ سکیں وہی دن چڑھنے تک پڑے سوتے رہتے ہیں۔ بتاؤ کامیابی کہاں سے مل سکتی ہے؟ یہ رمضان کا بابرکت مہینہ ہے اس کا بھی خیال نہیں رہتا کہ نیکیوں کا سیزن چل رہا ہے زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی کوشش کریں۔

قرابت داروں اور محتاج لوگوں پر زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کرو اور متحارب (لڑنے والوں) کے درمیان صلح کراؤ۔

کثرت سے اللہ کا ذکر، قرآن کریم کی تلاوت کرنے، قرآن سننے، اس کے معانی پر غور کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں اپنے اوقات صرف کریں کسی مسجد وغیرہ میں اگر مفید درس ہو تو ایسی علمی مجالس میں حاضری کی کوشش کریں جب کہ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجدوں کے اندر اعتکاف میں بیٹھنا سنت ہے۔

روزہ کے احکام جاننے کے لئے اس سے متعلقہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔ چنانچہ آپ کو معلوم ہوتا کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح آپ کے لئے جنبی حالت میں سحری کھانا اور روزہ کی نیت کرنا جائز ہے حالانکہ طہارت اور نماز کے لئے جنابت سے غسل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ہماری بہت سی مائیں اور بہت سی بہنیں اور بھائی ایسے ہیں جس کو روزے سے متعلقہ مسائل کی معلومات نہیں رہتی جس کے نتیجہ میں بعض دفعہ روزے میں گڑبڑیاں ہو جاتی ہیں اور روزہ ضرر ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ ایک کام کرنا رمضان میں جائز ہوتا ہے مگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے شبہ میں پڑ جاتے ہیں اس لئے روزے سے متعلقہ مسائل کا جاننا بہت ہی ضروری ہے اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد بھی ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ. علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے۔

جان بوجھ کر روزہ توڑنے کی سزا

رمضان کے روزوں کی پابندی کریں اور بغیر عذر روزہ افطار نہ کریں، جو شخص جان بوجھ کر روزہ چھوڑ دے اس دن کی قضا واجب ہوگی اور جو شخص رمضان میں روزہ کی حالت

میں بیوی سے مباشرت کر لیتا ہے تو اسے اس کا کفارہ دینا ہوگا کفارہ یہ ہے کہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

جان بوجھ کر روزہ توڑنے پر کتنے سخت احکام ہیں اس لئے جان بوجھ کر کبھی بھی روزہ نہیں توڑنا چاہئے بہت سے بھائی اور بہنیں باوجود استطاعت اور روزے پر قدرت رکھنے کے روزے نہیں رکھتے۔ یاد رکھیں اس کا سخت گناہ ہے ہاں اگر کوئی شخص بیمار ہو اور کوئی پریشانی لاحق ہو جس کی وجہ سے شریعت اس کو روزہ رکھنے پر مجبور نہیں کرتی بلکہ بعد میں جب صحت مند ہو جائے اور عذر دور ہو جائے تو روزہ رکھنے کے بجائے اس کا فدیہ ادا کر دیا کرے تاکہ اس کے چھوٹے ہوئے روزوں کا کفارہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کو نجات مل سکے۔

رمضان میں سرعام روزہ خوری ایسا جرم ہے جو اللہ کے خلاف جرات مندی اور اسلام کا مذاق اڑانے اور لوگوں میں برائی و بے حیائی پھیلانے کے مترادف ہے معلوم ہونا چاہئے کہ روزہ خوروں کے لئے عید نہیں، کیونکہ عید خوشی کا وہ عظیم جشن ہے جو روزے پورے ہونے اور عبادت قبول ہونے پر منایا جاتا ہے۔

اور جو شخص روزہ ہی نہ رکھے وہ کس لئے خوشی منائے مگر ہوتا یہ ہے کہ جو شخص روزہ نہیں رکھتا وہی زیادہ خوشی مناتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ عید ایسے ہی غیر روزے داروں کے واسطے آئی نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص رمضان کا روزہ نہ رکھے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

روزہ قرب الٰہی کا اہم ذریعہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترم معلمات، معزز خواتین، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو!

یہ مہینہ جو ہم پر سایہ فگن ہے بڑا ہی بابرکت اور باعظمت مہینہ ہے اس مہینہ کے استقبال کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے سرکش شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ مومنوں کو گمراہ نہ کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ بڑا رحم وکریم ہے۔ پیدائش سے لے کر موت تک وہ اپنے بندوں پر مسلسل رحم وکرم فرماتا رہتا ہے۔ اس کی رحمت اور مہربانی کا سب سے بڑا مظہر قرآن حکیم ہے۔ اس نے اپنی رحمت سے کام لیتے ہوئے انسانوں کو قرآن حکیم کے علم سے نوازا۔

قرآن حکیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب ہستی نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر نازل فرمایا اور نازل بھی اس ماہ مبارک میں فرمایا جسے اس نے اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ یہ مہینہ میرا مہینہ ہے۔

ارشاد ربانی ہے ”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا“۔ (سورہ البقرہ)

اور اس کے نزول کے لئے اس نے وہ گھڑی منتخب فرمائی جو سال کے تمام لمحات میں انتہائی بابرکت ہے جس کے متعلق ارشاد ربانی ہے ”بیشک ہم نے اس (قرآن حکیم) کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تمہیں معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے“۔ (سورہ القدر)

قرآن حکیم کا نزول اس شب مقدس میں ہوا جو اپنی عظمت اور خیر و برکت میں ہزار مہینوں سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔ قرآن حکیم محض ثواب کمانے والی کتاب نہیں ہے، نہ یہ کوئی عام کتاب ہے بلکہ یہ تو ایسی عظیم کتاب ہے جو انسانوں کی رہنمائی کرتی اور انہیں راہ ہدایت دکھاتی ہے۔

ارشاد ربانی ہے ”یعنی قرآن وہ کتاب ہے جو لوگوں کو بالکل سیدھا اور ہدایت کا راستہ دکھاتی ہے جو لوگوں کو بالکل سیدھا اور ہدایت کا راستہ دکھاتی ہے“۔ (سورہ بنی اسرائیل)

ماہ مبارک میں قرآن حکیم نازل ہوا۔ اسی لئے اس ماہ مبارک میں قرآن حکیم سنا اور سنایا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ”جس شخص نے ایمان اور احتساب کا خیال رکھتے ہوئے رمضان کی راتوں میں قیام کیا (تراویح پڑھی) اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے“۔

رمضان المبارک کی خاص عبادت روزہ اور رات کی عبادت تراویح ہے۔ تراویح میں بھی دو عبادتیں ایک محض تراویح اور دوسری عبادت قرآن حکیم کی سماعت

ہے۔روزہ اور تراویح رمضان کے پورے مہینہ کی عبادت ہے۔اور رمضان تو پورا ہی عبادتوں کی فصل بہار ہے اس کی ایک ایک ساعت میں مومن کے لئے رحمت ومغفرت کا سامان ہے اس لئے رمضان کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرنی چاہئے باقی گیارہ مہینے تو سوکر اور غفلت وکوتاہی اور سستی میں گذار دیتے ہیں اگر ایک مہینہ طاعت وعبادت اور ذکر الٰہی میں لگا دیں تو کیا مشکل ہے۔دنیا کی حقیر کوڑیوں کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں کیا آخرت کی دائمی اور ہمیشگی نعمتوں کی خاطر تھوڑی سی تکلیف برداشت نہیں کرسکتے ہیں اصل میں دین کی قدر و قیمت اور اہمیت ہمارے دلوں میں ہوتی تو کئی راتیں جاگ سکتے، طاعت وعبادت میں گزار سکتے، اور تلاوت قرآن ونوافل اور تراویح کی پابندی کی جاسکتی ہے۔

قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں

تراویح میں قرآن حکیم سنانے والے حفاظ کرام کو اس بات کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے کہ وہ قرآن حکیم تراویح میں اس طرح صاف اور واضح انداز میں پڑھا کریں کہ سامعین اور مقتدی حضرات کو ایک ایک لفظ سمجھ میں آئے کہ حافظ صاحب نے کیا پڑھا ہے؟ انہیں قرآن حکیم اتنا تیز اور جلدی ہرگز نہیں پڑھنا چاہئے کہ مقتدیوں میں سے کسی کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آئے کہ حافظ صاحب نے کیا پڑھا اس طرح پڑھنے سے ثواب کے بجائے گناہ ہوتا ہے۔

تراویح کی بیس رکعتیں ہیں جو عشاء کی نماز کے بعد دو دو رکعتیں کر کے پڑھی جاتی ہیں ۔ ہر چار رکعت تراویح کے بعد تھوڑی دیر کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے۔اس وقفے میں نماز تراویح کی تسبیح بھی پڑھی جاسکتی ہے اور خاموش بھی بیٹھا جاسکتا ہے۔نماز تراویح کے بعد رمضان المبارک میں وتر بھی باجماعت پڑھے

جاتے ہیں جو لوگ نماز تہجد کے عادی ہیں ان کو بھی رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھ لینے چاہئیں۔

بقیہ دنوں میں وتر وتہجد کے بعد پڑھنا بہتر اور کثرت ثواب کا باعث ہے مگر رمضان المبارک میں تراویح کے بعد جماعت کے ساتھ ہی پڑھنا زیادہ بہتر ہے اسی طرح رمضان المبارک میں بکثرت تلاوت کا بھی اہتمام کرنا چاہئے صرف تراویح میں اکتفا ہرگز نہ کریں کیونکہ جو لمحہ گذر گیا پھر دوبارہ لوٹا کر نہیں آئے گا۔

یوں تو رمضان المبارک کا پورا مہینہ خیر و برکت اور عظمت کا ہے مگر آخری عشرہ تو سارے رمضان کا نچوڑ ہے۔اس آخری عشرے کی طاق راتوں یعنی اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس، انتیس (21,23,25,27,29)ویں راتوں میں سے کوئی ایک شب قدر ہوتی ہے۔اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادتوں سے بھی بڑھ کر ہے بشرطیکہ خلوص اور محبت کے ساتھ اللہ رب العزت کی عبادت کی جائے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس رات کی ساری عبادت تنہائی اور خلوص میں کی جائے اور یہ عبادت عابد اور معبود کے مابین محدود رہنی چاہئے۔شب قدر کے اوقات پوری زندگی کا حاصل ہیں، ان کو غنیمت سمجھنا اور ان میں اپنے خالق و مالک اللہ رب العزت کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔ اگر وہ راضی ہوجائے اور ساری دنیا ناراض ہوجائے تو کوئی پروا نہیں ایک مسلمان کی پوری زندگی کا حاصل تو یہی ہے کہ کسی طرح رب راضی ہوجائے۔اور کسی وقت بھی انسان اپنے اللہ کو ناراض کرنے والا عمل ہرگز نہ کرے اللہ راضی ہے تو بیڑہ پار ہے اور اللہ کو ناراض کر کے کوئی بھی سکھ کی زندگی نہیں گذار سکتا۔

اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرے کی ایک عبادت مساجد میں اعتکاف کرنا بھی ہے۔ سنجیدہ اور عمر رسیدہ لوگوں کو اعتکاف میں بیٹھنا چاہئے جو دس پندرہ روز کے لئے اپنی تمام مصروفیات ترک کر سکتے ہیں۔

اعتکاف میں بیٹھنے والا شخص اپنی بیوی، بچوں، اپنے عزیز رشتے داروں، کاروبار اور ملازمت سب سے کٹ کر ایک اللہ کے دروازے پر جا کر ڈیرے ڈال کر بیٹھ جاتا ہے کہ اب تو کسی سے بات بھی نہیں کروں گا، بات کروں گا تو اپنے اللہ ہی سے، سب سے تعلق ختم کر کے ایک اللہ ہی سے اپنا تعلق جوڑ لیا ہے اس کی یاد میں وہ اپنے شب وروز بسر کرتا اور اپنے عمل سے بھی اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اس بڑے دربار سے خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا۔ میری جھولی بھرے گی تب ہی یہاں سے اٹھوں گا۔

اگر کوئی فقیر کسی دنیادار کے پاس جا کر بیٹھ جائے اور منت وسماجت کرنے لگے تو سخت دل والا بخیل نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا سوال پورا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو شہنشاہوں کے شہنشاہ ہیں پھر کیونکر ممکن ہے کہ بندے کی درخواست کو قبول نہ کریں۔

عیدالفطر کی رات بڑی اہمیت کی حامل ہے

رمضان المبارک کے اختتام پر ہلال عید نظر آنے کے بعد والی شب بہت قیمتی ہے۔ اس قیمتی اور گراں قدر وقت کو یوں ہی رائیگاں نہ جانے دیجئے۔ حضور سرور کائنات رسول اکرم رحمت مجسم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شب کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مزدور مہینہ ختم ہونے کے بعد توقع رکھتا ہے کہ آج مہینے بھر کام کرنے کی اجرت ملے گی۔ آج رات اس کو اس پورے مہینے کا اجر عطا کیا جائے گا اس لئے اس

شب کو یوں ہی ضائع نہ کیا جائے بلکہ اللہ رب العزت کو راضی کرنے کے لئے جو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے اس میں کمی نہ کی جائے اور اس کے سامنے اپنا دست طلب دراز کیا جائے اس سے دنیا اور آخرت کی ساری نعمتیں اور بھلائیاں طلب کرنی چاہئیں کہ عطاء بخشش اس کا کام ہے اور وہ کسی بھی مانگنے والے کو محروم نہیں رکھتا۔ مانگنے کے لئے آج کی رات ہے اور جو شخص اس رات میں بھی سوتا رہ گیا وہ محروم رہ گیا۔ اس نے اپنی قسمت خود کھوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک مہینے کی رحمت وسعادت سے فیضیاب فرمائے۔

آج کل لوگوں کا معمول بن گیا ہے کہ جیسے ہی عید کا چاند نظر آ گیا بازاروں اور مارکٹوں میں عید کی تیاری کے لئے نکل جاتے ہیں حتی کہ کتنے لوگ عشاء کی نماز بھی نہیں پڑھتے بڑے افسوس کی بات ہے کہ رمضان بھر محنت کی اور مزدوری لینے کا وقت آیا تو سیر وتفریح کے لئے چلدیئے جو مزدوری ملنی تھی وہ رہ گئی اس لئے جیسے پورے رمضان عبادت وریاضت میں بسر کرتے ہیں اسی طرح آخری رات بھی اللہ کی عبادت ہی میں گذاریں تاکہ رمضان کی پوری برکتیں حاصل ہوں۔ اور ہم جو بازاروں میں کپڑے وغیرہ خریدنے کے لئے نکلتے ہیں اور مردوں سے کہیں زیادہ عورتیں رونق بازار بنی رہتی ہیں اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح یہ رات برکت والی ہے اسی طرح اس کی قدر بھی ضروری ہے اگر اس رات کی ناقدری کریں گے تو گناہ بھی دیگر راتوں کے مقابلہ میں زیادہ ہی ہوں گے اسی لئے بعض اکابر سے منقول ہے کہ مکہ میں مکمل سکونت اختیار نہ کی جائے کیوں کہ اگر اس کا احترام نہ کر سکا تو اس کا وبال بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

روزہ کی تاریخ کیا ہے؟

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ معلمات، سامعین باوقار، معزز ماؤں اور پیاری بہنو! میں نے ایک حدیث شریف آپ کے سامنے پڑھی ہے یہ حدیث بہت سی کتابوں میں محدثین نے نقل کی ہیں اسلام کی بنیادوں کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلام کو ایک خیمہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کے پانچ ستون ہیں اس میں سب سے مضبوط ستون کلمہ لا الٰہ اللہ ہے جس

کے بغیر خیمہ مکمل بلکہ قائم ہی نہیں ہوسکتا ہے۔ جب یہ ستون مضبوط ہوگا تو دیگر ستون بھی قائم اور مضبوط رہیں گے اور اس میں کچھ کمزوری ہے تو دوسرے ستون بالکل بے کار ہیں بلکہ آدمی اسلام ہی سے خارج ہے دوسرے یہ ہے کہ اقامت صلوٰۃ صرف نماز پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ جماعت کے ساتھ پڑھنا اور دوسروں کی فکر رکھنا کہ کس طرح لوگ مسجد میں باجماعت نماز پڑھیں۔ تیسرے یہ ہے کہ زکوٰۃ جس سے غریبوں کی کفالت اور ان کی عانت وامداد ہونی چاہئے۔ چوتھے یہ ہے کہ پرروزہ اور پانچویں یہ ہے کہ زکوٰۃ ہے آج کی اس مجلس میں روزے کے تعلق سے چند باتیں عرض کرنی ہیں۔

روزہ کا مفہوم

روزہ اسلام کی عبادت کا تیسرا رکن ہے، عربی میں اس کو ''صوم'' کہتے ہیں، جس کے لفظی معنی ''رکنے اور چپ رہنے کے ہیں''، بعض مفسرین کی تفسیروں کے مطابق قرآن پاک میں اس کو کہیں کہیں ''صبر'' بھی کہا گیا جس کے معنی ''ضبط نفس'' ثابت قدمی اور استقلال کے ہیں، ان معنوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی زبان میں روزے کا کیا مفہوم ہے؟ وہ درحقیقت نفسانی ہوس اور بہیمی خواہشات سے اپنے آپ کو روکنے اور حرص وہوا کے ڈگمگا دینے والے موقعوں میں اپنے آپ کو ضابطہ اور ثابت قدم رکھنے کا نام ہے، روزانہ استعمال میں عام طور سے نفسانی خواہشات اور انسانی حرص وہوا کا مظہر تین چیزیں ہیں، یعنی کھانا، پینا اور عورت ومرد کے جنسی تعلقات وغیرہ میں سے ایک مدت تک رکے رہنے کا نام شرعاً روزہ ہے لیکن دراصل ان ظاہری خواہش کے ساتھ باطنی خواہش اور برائیوں سے دل اور زبان کا محفوظ رکھنا بھی خواص کے نزدیک روزہ کی حقیقت میں داخل ہے۔

روزے کا مقصد اصلی جو قرآن کریم نے بیان کیا وہ ہے دلوں کا تقویٰ کہ آدمی کے اندر پرہیزگاری کیسے آئے؟ اللہ کا خوف دلوں کے اندر کیسے پیدا ہو؟ اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ کھانے پینے اور خواہش نفسانی سے باز رہنے کے ساتھ زبان اور دل کو بھی پاک وصاف رکھا جائے ۔لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ کرنے سے اپنی زبان کو روکے، لوگوں کے تعلق سے اپنے دل میں بغض وعداوت نہ رکھے، ہر معاملہ میں شریعت کے احکام کی پابندی کرے، چونکہ رمضان کا مہینہ ہے جو بڑی برکت والا مہینہ ہے۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روزے کی تاریخ بھی بیان کردی جائے۔

روزہ کی ابتدائی تاریخ

روزہ کی ابتدائی تاریخ معلوم نہیں، انگلستان کا مشہور حکیم ہربرٹ اسپنسر (Herbert Spencer) اپنی تصنیف پرنسپلز آف سوشیا لوجی Principles of Sociology (اصول معاشرت) میں چند وحشی قبائل کی تمثیل اور استقراء کی بنا پر قیاس کرتا ہے کہ روزہ کی ابتداء اصل میں اس طرح ہوئی ہوگی کہ: لوگ وحشت کے زمانہ میں خود بھوکے رہتے ہوں گے اور سمجھتے ہوں گے کہ ہمارے بدلے ہمارا کھانا اس طرح مردوزن کو پہنچ جاتا ہے، لیکن یہ قیاس ارباب خرد کی نگاہ میں سندِ قبول حاصل نہ کرسکا۔

بہرحال مشرکانہ مذاہب میں روزہ کی حقیقت کے خواہ کچھ ہی اسباب ہوں لیکن اسلام کا روزہ اپنی ابتداء کی تشریح میں اپنے پیروں کی وکالت کا محتاج نہیں اور بہ آواز بلند مدعی ہے: (یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ)، ’’مسلمانوں! روزہ تم پر اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی قوموں پر فرض تھا تا کہ تم پرہیزگار بنو‘‘، ماہِ رمضان وہ مہینہ

ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو انسانوں کے لئے سرتاپا ہدایت کی دلیلیں اور حق وباطل میں فارق بن کر آیا تو جو اس رمضان کو پائے وہ اس مہینہ بھر کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو، یا سفر پر ہو، وہ دوسرے دنوں میں رکھ لے، خدا آسانی چاہتا ہے سختی نہیں تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کرسکو اور (یہ روزہ اس لئے فرض ہوا) تاکہ تم اللہ کی طرف سے ہدایت ملنے پر اس کی بڑائی کرو اور شکر بجالاؤ)۔

ان آیات پاک میں نہ صرف روزہ کے چند احکام، بلکہ روزہ کی تاریخ روزہ کی حقیقت، رمضان کی ماہیت اور روزہ پر اعتراض کا جواب، یہ تمام امور مفصل بیان ہوئے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرکے تشریف لائے تو مدینہ کے یہودی دسویں محرم الحرام کو روزہ رکھتے تھے۔حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو تو یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم وستم سے نجات عطا فرمائی اور فرعونیوں کو غرق آب کردیا تو موسی علیہ السلام اس دن روزہ رکھتے اس لئے ہم لوگ بھی روزے رکھتے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام تو میرے بھائی ہیں میں ان کی اتباع کرنے کا تم سے زیادہ حقدار ہوں چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے عاشور کا روزہ رکھا اور تمام مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور اس طرح ابتداء اسلام میں صرف عاشورا کا روزہ ہی فرض تھا، جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورا کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور اب عاشورہ کا روزہ فرض نہیں بلکہ سنت ہے بہتر یہ ہے کہ صرف عاشورا کے دو روزہ رکھے نویں اور دسویں کو یا دسویں اور گیارہویں کو تا کہ یہودیوں سے مشابہت نہ ہو۔

روزہ کی مذہبی تاریخ

قرآن پاک نے اپنی آیاتوں میں تصریح کی ہے کہ روزہ اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اسلام سے پہلے بھی وہ کل مذاہب کے مجموعۂ احکام کا ایک جز رہا ہے، عرب کا پیغمبر اُمی ﷺ جو بقول مخالفین عالم کی تاریخ سے ناواقف تھا، وہ مدعی ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں روزہ فرض عبادت رہا ہے، اگر یہ دعویٰ تمام تر صحت پر مبنی ہے، تو اس کے علم کے مافوق ذرائع میں کیا شک رہ جاتا ہے؟ اس دعویٰ کی تصدیق میں یورپ کے محقق کا قول عرض کرتا ہوں۔

انسائکلو پیڈیا برٹانیکا کا مضمون نگار روزہ (Fasting) لکھتا ہے، ''روزہ کے اصول اور طریقے کو آب وہوا، قومیت تہذیب اور گردوپیش کے حالات کے اختلاف سے بہت کچھ مختلف ہیں لیکن بہ مشکل کسی ایسے مذہب کا نام ہم نہیں لے سکتے جس کے مذہبی نظام میں روزہ مطلقاً تسلیم نہ کیا گیا ہو۔

مزید لکھتا ہے: ''گوکہ روزہ ایک مذہبی رسم کی حیثیت سے ہر جگہ موجود ہے''۔ ہندوستان کو سب سے زیادہ قدامت کا دعویٰ ہے، لیکن برت یعنی روزہ سے وہ بھی آزاد نہیں، ہر ہندی مہینہ کی گیارہ بارہ برہمنوں پرا کادشی کا روزہ ہے، اس حساب سے سال میں چوبیس (۲۴) روزے ہوئے، بعض برہمن ''کارتک'' کے مہینہ میں ہر دوشنبہ کو روزہ رکھتے ہیں، ہندو جوگی چلہ کشی کرتے ہیں، یعنی چالیس دن تک اکل وشرب سے احتراز کرتے ہیں....سارے ہی مذاہب میں خواہ آسمانی ہوں یا غیر آسمانی روزے ضرور پائے جاتے ہیں البتہ روزے کی نوعیت مختلف رہی ہے اور ہر مذہب میں روزہ عبادت ہی کے طور پر رکھا جاتا رہا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے نبی آخر الزماں ﷺ تک کوئی شریعت بغیر روزے کے نہیں آئی۔

روزے کی تاریخ

ہندوستان کے تمام مذاہب میں جینی دھرم میں روزے کے سخت شرائط ہیں، چالیس چالیس دن تک ان کے یہاں ایک روزہ ہوتا ہے، گجرات ودکن میں ہر سال جینی کئی کئی ہفتہ کا روزہ رکھتے ہیں، قدیم مصریوں کے ہاں بھی روزہ دیگر مذہبی تہواروں کے شمول میں نظر آتا ہے، یونان میں صرف عورتیں تموفیریا کی تیسری تاریخ کو روزے رکھتی تھیں، پارسی مذہب میں گو عام پیروکاروں پر روزہ فرض نہیں لیکن ان کی مذہبی کتاب کی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کا حکم ان کے ہاں موجود تھا، خصوصاً مذہبی پیشواؤں کے لئے پنچسالہ روزہ ضروری تھا۔

یہودیوں میں بھی روزہ فریضۂ الٰہی ہے، حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر چالیس (۴۰) دن بھوکے پیاسے گزارے۔ (روج:۳۴-۳۸) چنانچہ عام طور سے یہود حضرت موسیٰ کی پیروی میں چالیس دن روزہ رکھنا اچھا سمجھتے ہیں، لیکن چالیسویں دن کا روزہ ان پر فرض ہے جو ان کے ساتویں مہینہ (عشرین) کی دسویں تاریخ کو پڑتا ہے اور اس لئے اس کو عاشورہ (دسواں) کہتے ہیں، یہی عاشورہ کا دن وہ دن تھا جس میں حضرت موسیٰ کو تورات کے احکام عنایت ہوئے تھے، اسی لئے تورات میں اس دن کے روزہ کی نہایت تاکید آئی ہے، اس کے علاوہ یہودی صحیفوں میں اور دوسرے روزوں کے احکام بھی بتصریح مذکور ہیں۔

عیسائی مذہب میں بھی روزے ہیں چنانچہ عیسیٰؑ نے بھی چالیس دن تک روزے جنگل میں رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم پر روزے اس طرح فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے یعنی تم یہ نہ سمجھو کہ یہ کوئی مصیبت اور بلا ہے جو

ہم پر ڈالی گئی بلکہ دستور خداوندی ہے جو ہر ایک نبی ورسول کی امت پر حسب استطاعت فرض کئے گئے اور فرمانبرداروں نے فریضۂ خداوندی سمجھ کر اس کو ادا کیا تو ہمارے لئے روزہ رکھنا کوئی مشکل کام نہیں رہا بلکہ بشاشت کے ساتھ اللہ کے اس فریضہ کو ادا کریں تاکہ دنیوی واخروی کامیابی ہم کو حاصل ہو، روزہ رکھنے سے آدمی کی صحت وتندرستی بھی برقرار رہتی ہے کیونکہ روزہ جسم کی زکوٰۃ بھی ہے جس طرح زکوٰۃ نکال دینے سے مال پاک وصاف ہوجاتا ہے اور اس میں بڑھوتری ہوتی رہتی ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے بدن کی صفائی ہوتی ہے اور آدمی تندرست ہوجاتا ہے لیکن یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ روزہ اصول وضوابط کی روشنی میں رکھا جائے ایسا نہ ہو کہ سحری میں اتنا کھالیں کہ شام تک کھٹی ڈکاریں آتی ہیں اور شام میں افطار اور افطار کے بعد کھانا اتنا زیادہ کھالیں کہ تراویح پڑھنا مشکل ہوجائے۔ باطنی نور اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب پیٹ بھر نہ کھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

خیر وبرکت کا مہینہ رمضان المبارک

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ ھُدیً لِلنَّاسِ وَبَیِّنٰتَ مِنَ الْھُدیٰ وَالْفُرْقَان. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ خواتین، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! اللہ رب العزت نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور بہت ساری مصلحتوں کے پیش ایک انسان کو دوسرے انسان پر ایک مکان کو دوسرے مکان پر ایک زمانہ کو دوسرے زمانہ پر فضیلت وبرتری عطا فرمائی۔ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کو تمام مکانوں پر فوقیت حاصل ہے تمام انسانوں میں انبیاء علیہم السلام کو فضیلت عطا فرمائی اور انبیاء میں بھی ایک دوسرے کو مرتبہ میں یکساں اور برابر نہیں رکھا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی

بَعْضٍ یہ رسول ہیں ان میں سے ایک کو دوسرے پر ہم نے فضیلت عطا فرمایا تمام انبیاء ورسل میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سب سے بڑا مقام عطا کیا اایسے ہی رمضان کو بھی تمام مہینوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

کسی بھی دن اور رات کو مسلمان خیر وبرکت کا باعث اپنے قول وفعل سے بنا سکتا ہے، طاعت وعبادت کو اختیار کرے اور معصیت (گناہ) سے دوری بنالے، لیکن ایسا ہو نہیں پاتا، اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینہ کو ایسا بابرکت مہینہ بنادیا کہ جس کی راتیں اور جس کے دن خیر وبرکت سے معمور کردیئے، دن میں روزہ رکھ کر اور رات میں شب بیداری اور سحر خیزی کے ذریعہ، اور اس پر مزید شیاطین کو ایک ماہ کے لئے بے دست وپا کردیا، پھر بھی جو برائیوں کا عادی ہو چکا ہوتا ہے وہ ان برائیوں سے چھٹکارا نہیں پاتا، اللہ نے اعتکاف کو اس ماہ میں مسنون کیا، کہ اس میں روزہ دار کے لئے بھی مقرب بارگاہ ایزدی ہونے کا راستہ آسان ہوجاتا ہے، لیکن اعتکاف صرف جسمانی کافی نہیں ہوتا، اعتکاف ذہنی بھی ہو، قلب یکسو ہو، اگر کسی کا قلب یکسو نہیں، پراگندہ خاطر ہے، تو اس کو ان روحانی وتربیتی کیمپوں میں پناہ لینی چاہیئے، جو رمضان کی نورانی فضا سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قائم کیے جاتے ہیں، جہاں علمی غذا بھی فراہم کی جاتی ہے، اور روحانی غذا بھی پہنچائی جاتی ہیں، اس کی رضا ڈھونڈھنے والے پہنچتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ کس کس طرح اپنے رب کو راضی کرلیں، پوری پوری رات نماز تلاوت ذکر ودعا، مراقبہ وشغل اور دوسروں کی مدد اور دینی مذاکرہ میں گزاردیتے ہیں، اور خوب خیر وبرکت حاصل کرتے ہیں۔

اور اسی دنیا میں رہ کر اپنی اخروی زندگی کو سدھارتے ہیں جس طرح تجارت اور کاروبار کرنے والے لوگ تجارت کے موسم میں خوب خوب فائدہ اٹھانے کی کوشش

کرتے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی رمضان کے مہینہ میں کثرت سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

رمضان اور قرآن الٰہی

ماہ مبارک کو قرآن مجید سے بڑی مناسبت ہے، اور کیوں نہ ہو، قرآن مجید اسی ماہ مبارک میں آسمان دنیا پر نزول ہوا اور پھر بتدریج قرآنی آیات حالات اور مناسبتوں کے لحاظ سے نازل ہوتی رہیں، کبھی کسی چیز کے کرنے کو کہا جاتا، کبھی کسی چیز سے رکنے کو کہا جاتا، کچھ سورتیں مکی کہلائیں، جو مکہ مکرمہ کے قیام میں نازل ہوئیں اور کچھ مدنی کہلائیں، جو مدینہ منورہ کے قیام میں نازل ہوئیں، ان میں مؤمنین کے لئے بشارتیں ہیں اور کفار ومنافقین کے لئے سخت وعید ہیں۔

قرآن مجید میں ہے: (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآن) کلام پاک کی ماہ مبارک سے مناسبت، تراویح کا نظام بھی قرآن مجید سے تعلق کو اور بڑھاتا اور مستحکم کرتا ہے، پھر قرآن مجید کے دروس اور زیادہ سے زیادہ تلاوت، یہ وہ خصوصیات ہیں جو رمضان کے ساتھ خاص ہیں، انہی راتوں میں ایک رات سب سے زیادہ نورانی ہے لیکن اس کو متعین نہیں کیا تاکہ کوتاہ انسان کوتاہی سے اپنا کوئی بڑا نقصان نہ کر بیٹھے، یہ ہے لیلۃ القدر (شب قدر) اور یہی وہ رات ہے جس میں قرآن پاک نازل ہوا، ارشاد ہے: (اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ)۔

رمضان کی خیر وبرکت اور عظمت واحترام کے لئے صرف اتنی ہی بات کافی تھی کہ اس ماہ مبارک میں قرآن کریم کا نزول ہوا مگر صرف اتنا ہی نہیں بلکہ تمام آسمانی کتابیں اسی بابرکت مہینہ میں نازل ہوئیں اللہ رب العزت کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے رمضان جیسا انتہا خیر وبرکت والا مہینہ عطا فرمایا ہر لمحہ برکتوں کا نزول ہوتا ہے اور اللہ کی

رحمت تو بہانہ ڈھونڈھتی ہے اور عبادتوں کے لئے بہت زیادہ کوشش بھی نہیں کرنی پڑتی کیونکہ شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔اسی وجہ سے لوگ عبادتوں میں لگے رہتے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت اور ذکرواذکار میں مشغول رہتے ہیں بڑے بڑے شرابی کبابی بھی اس ماہ میں دیگر مہینوں کے مقابلہ میں گناہوں کا ارتکاب کم کرتے ہیں۔

روزہ رکھنے میں دنیوی واخروی فائدہ

رمضان کے دن اور رات مسلمان کے لئے برابر ہوجاتے ہیں، وہ ہر وقت مستعد، چوکس اور چوکنا رہتا ہے کہ کونسا خیر کس وقت نازل ہو اور وہ محروم نہ رہ جائے، روزے کی الگ برکات ہیں، جس طرح زکوٰۃ حق المال ہے اور مال ومتاع کو صاف ستھرا اور پاکیزہ بناتی ہے۔ایک حدیث میں روزے کو بدن کی زکوٰۃ کہا گیا ہے، حدیث کے الفاظ ہیں:''اَلصَّوْمُ زَکٰوۃُ الْجِسْمِ'' (ابن ماجہ) جنت کا ایک مخصوص دروازہ ''ریان'' ہے جس سے روزہ دار جنت میں داخل ہوں گے، اور جو رمضان میں بلا عذر روزہ چھوڑ دیتا ہے، یا زبردستی کے عذر اختیار کر لیتا ہے اور جس کے روزے کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ جاتے ہیں، اور وہ ان کی قضا میں تساہلی برتتا ہے یہاں تک کہ اگلا رمضان آجاتا ہے اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے کہ اللہ سے کوئی چیز مخفی اور مستور نہیں ہے، یہ بدنصیبی ہے کہ وہ خود بڑی خیر وبرکات سے محروم کرتا ہے، روزہ اتنی عظیم شئے ہے کہ اس کے تعلق سے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد رسول اللہ ﷺ کی زبان سے صاف صاف وارد ہوا ہے:''اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ'' (بخاری ومسلم)

روزہ میرے لئے ہیں اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا ساری عبادتوں کا بدلہ اور ثواب اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ دلواتے ہیں مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اللہ ہی اس کا بدلہ دیں گے کوئی عبادت ہو اس میں ریا وغیرہ کی آمیزش ہوسکتی ہے مگر روزہ

میں ریا وغیرہ کوئی چیز نہیں پائی جاتی آدمی چھپ کر کھا پی لے تو بھی معلوم نہیں ہوسکتا لیکن صرف اللہ ہی کے خوف سے تنہائیوں میں بھی کھانے پینے سے باز رہتا ہے کہ دنیا میں تو کوئی نہیں دیکھتا مگر میرا آقا و مالک حقیقی جس نے مجھے پیدا کیا وہ تو مجھے دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کو کس قدر پیارا آتا ہوگا اپنے ایسے بندوں سے جو خوف خداوندی سے اپنے کھانے پینے اور خواہش نفسانی کے پورا کرنے سے باز رہتے ہیں۔

رمضان میں عبادات کی کثرت کریں

روزہ مسلمانوں کو پاک وصاف کر دیتا ہے، اس طور پر کہ اس کے وہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں جو وہ پہلے کر چکا تھا، جیسے کہ ایک حدیث میں ہے:''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ''. (صحیح بخاری)

ماہ رمضان کو سخاوت، غمخواری، اطعام طعام اور انفاق سے بڑی مناسبت ہے، اس میں لوگوں کے ہاتھ کھل جاتے ہیں، دشمن دوست بن جاتے ہیں، کام آنے میں کوئی تفریق اور بھید باؤ نہیں کرتا، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کا سید الانبیاء ﷺ سے انتساب ہے، جن کے بارے میں صحیحین کی روایت ہے:''کَانَ النَّبِیُّ أَجْوَدَ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ''۔

رمضان کے آتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں صحیحین کی روایت ہے:''اِذَا جَاءَ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ''۔

اس ماہ مبارک میں ذکر ''اللہ لا الہ الا اللہ'' کی کثرت کرنی چاہئے، اس کی خاص طور پر حدیث میں فضیلت آئی ہے اور اللہ کی حمد وثنا اور تسبیح خوب بیان کرنی چاہئے، اور استغفار کی کثرت رکھنے کے ساتھ جنت طلب کرنے اور دوزخ سے نجات چاہئے

کا عمل بھی جاری رکھنا چاہیئے، اور کسی بھی خیر کے کام اور نیکی کے عمل کو کم یا چھوٹا سمجھ کر چھوڑ نا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ رمضان کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے۔

آج اس کو ضائع کردے گے تو دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے گا۔ رات ودن میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کریں۔ سنن ونوافل کی کثرت سے پابندی کریں باقی گیارہ مہینے تو غفلت وکوتاہی میں بسر کرتے ہیں کیا اس مبارک مہینہ کو بھی سستی اور غفلت میں گذاریں گے یہ بڑی بدنصیبی کی بات ہوگی اس ماہ کی عبادتوں میں ایک اہم عبادت اعتکاف بھی ہے جو سنت موکدہ ہے رمضان کے آخری عشرے میں دس دنوں کا اعتکاف مرد مسجدوں میں اور عورتیں گھر کے کسی ایک کونے میں کریں اگر عورتیں دس دنوں کا نہیں کرسکتی ہیں تو گھر کی چند عورتیں باری لگالیں اور دس دن کی تعداد پوری کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

رمضان روحانی تربیت کا سالانہ نظام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ معلمات، عزیزہ طالبات، معزز سامعین، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! رمضان المبارک کے تعلق سے چند باتیں عرض کرنی ہیں یوں تو زندگی کا ہر ہر لمحہ ہی مومن کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مگر بعض دفعہ کسی وجہ سے کسی زمان او رمکان کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے اس لئے اس کا اہتمام بھی دیگر زماں ومکان کے مقابلہ میں زیادہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کی زیادہ قدر کرنی چاہیئے۔ اسی میں سے رمضان کا مہینہ بھی ہے۔

رمضان کی آمد برکتوں کی آمد

رمضان المبارک کا مہینہ خیر وبرکت کا مہینہ ہے، ایمان وعبادت کا مہینہ ہے، مسلمان کو مسلمان بن کر اور اپنے اعمال کو خدا کی خوشنودی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کا مہینہ ہے، دولت مند کو اپنی دولت مندی کے ذریعہ خدا کو راضی وخوش کرنے کا، اور غریب کو اپنی غریبی کے باوجود نیک عمل کرنے کا مہینہ ہے، یہ مہینہ آتا ہے تو فضا کو پرنور بنا دیتا ہے، اہل ایمان میں مسرت کی لہر دوڑا دیتا ہے، مسلمانوں کی صباح ومساء کو پُر رونق بنا دیتا ہے، بڑے عمر کے لوگ خلوص عمل کے ساتھ نیکی پر کار بند ہوتے ہیں، چھوٹی عمر کے افراد اس ماہ کی پر لذت افطاری سے سرور ولطف حاصل کرتے ہیں، اس کی سحریاں اور اس کی افطاریاں اس کی راتوں کا ذکر وعبادت، اس کے دنوں کی تلاوت، سب اس ماہ کی رونق کو دوبالا بناتی ہیں، پھر ان سب باتوں پر حاصل ہونے والا اجر ہر مومن کے دل کو پر سرور بناتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر اجر دینے کا وعدہ ہے۔ اور اجر بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ اپنی شایان شان عطا کریگا کیوں کہ اس نے خود ارشاد فرمادیا: اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا، دیگر عبادتوں کا بدلہ اللہ رب العزت تو فرشتوں سے دلوا دیتے ہیں مگر رمضان کے مہینہ میں بندہ جو روزہ رکھتا ہے اس کا بدلہ اللہ ہی دیتے ہیں کیونکہ روزے دار درحقیقت اللہ سے ڈر کر کھانے پینے اور خواہشات نفسانی کے پورا کرنے سے باز رہتا ہے اور دیگر مہینوں کے مقابلہ میں بکثرت عبادت کرتا ہے۔

شیاطین قید سلاسل میں

رمضان کا روزہ درحقیقت مختلف قسم کے اعمال کا مجموعہ ہے، اس میں مسلمان کو اپنے پروردگار کی رضاء کی طلب میں اپنے نفس کو مارنا پڑتا ہے، اس میں آخرت کے

اجر کے لئے اپنے مال کو صرف کرنے اپنے پروردگار کی یاد کو دل میں جگانے کے لئے نماز وتلاوت کا خاص موقع ملتا ہے، اپنی زبان کو خوبی اور نیکی کا پابند بنانے کا ماحول ملتا ہے، اپنے وقت کو ستھرے اور پاکیزہ کام کے ساتھ وابستہ کرنے کا داعیہ ملتا ہے، اور نیک عمل کی توفیق ہوتی ہے۔

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیاطین قید سلاسل کردیئے جاتے ہیں، شیاطین جن کا کام یہ ہے کہ وہ انسانوں کو اچھے کاموں سے برگشتہ بنائیں اور بُرے کاموں کے سبز باغ دکھائیں، اس ماہ میں اپنے اس ظالمانہ اور گندے کام سے روک دیئے جاتے ہیں، اس کے نتیجہ میں نیکی کرنے والوں کی نیکی کرنے میں آسانی ہتی ہے، اور برائی اختیار کرنے والوں کو برائی کی طرف مائل ہونے میں اتنا داعیہ نہیں باقی رہتا جتنا غیر رمضان میں ہوتا ہے۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بڑے بڑے گنہگار جو غیر رمضان میں کھلم کھلا اور برسر عام شراب پیتے اور جوا کھیلتے ہیں رمضان المبارک میں بہت کم کردیتے ہیں یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے گنہگار بندوں پر۔

شیطان سے بڑا دشمن نفس ہے

ہر انسان نفس ونفسانیت سے بھی مرکب ہے، انسان کا نفس لذت کوش اور راحت طلب ہوتا ہے، اس میں طمع کا مادہ بھی ہوتا ہے، اور خود غرضی کا جذبہ بھی ہوتا ہے، زندگی کی بہت سی برائیوں کو اختیار کرنے میں انسان کا نفس محرک بنتا ہے، اس میں شیطان کی کوشش پر ہی انحصار نہیں، شیطان اس میں صرف بڑھاوا دیتا اور طاقت پہنچاتا ہے اور مزید برائیوں کی طرف مائل کرتا ہے اور ان میں معاونت کرتا ہے، رمضان میں جو برائیاں کی جاتی ہیں وہ اس لئے کم ہوتی ہیں کہ وہ صرف نفس کے اثر سے ہوتی ہیں ان کو شیطان کا سہارا نہیں ملتا۔

لیکن انسانی نفس بعض انسانوں میں اور بعض موقعوں پر اتنا قوی اور موٹا ہو جاتا ہے کہ اس کو اپنے بُرے اقدامات کے لئے شیطان کے سہارے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی، یہ نفس رمضان کے مہینہ میں بھی اپنا کام کرسکتا ہے اور کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے روزہ میں یہ بھی اثر رکھا ہے کہ وہ نفس کو کمزور کردے اور اس کو اس کے بُرے اثرات سے روکے اور اس کے اثر کم کردے، کیونکہ روزہ درحقیقت نفس کے خراب اثر کو توڑنے کا عمل ہے، انسان کا پیٹ جب خالی ہوتا ہے اور پیاس کا احساس ہوتا ہے تو برائیوں کی طرف اس کا رجحان کمزور پڑ جاتا ہے، انسان میں بھرے پیٹ کے ساتھ غلط کاموں کی طرف جو میلان ہوتا ہے وہ خالی پیٹ میں اور انسانی خواہش کی عدم تسکین کے موقع پر نہیں ہوتا، اسی لئے حضور ﷺ نے ایسے شخص کو جس کو نفسانی خواہش زیادہ ہوتی ہو لیکن اس کے پاس ازدواجی زندگی اختیار کرنے کی مالی سکت نہ ہو، روزے رکھنے کی تلقین فرمائی تاکہ وہ اپنی خواہش پر غالب آسکے اور اس کی خاطر غلط کام میں مبتلا نہ ہوجائے، روزہ کی ساخت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ وہ نیکیوں کی راہ بناتا ہے، اور گناہوں کی راہ روکتا ہے لیکن روزے کے اثرات اور اس کی نیک فضا اسی وقت اپنا عمل کرتی ہے جب روزہ کو اس کے آداب اور اس کی مقررہ احتیاطوں کے ساتھ رکھا جائے، وہ صرف اللہ کے لئے ہو کسی مادّی یا خودغرضانہ مقصد کے لئے نہ ہو، روزہ میں جو باتیں ممنوع قرار دی گئی ہیں ان سے پورا پرہیز ہو اور روزہ کی فضاء کو قائم کرنے کے لئے جو اعمال بتائے گئے ہیں وہ اختیار کئے جائیں۔

غیبت چغل خوری فضول اور لایعنی کاموں سے بچا جائے، دوسرے ایام میں بھی یہ سب چیزیں بری ہیں مگر رمضان کا مہینہ جو بڑا مقدس اور بڑی برکتوں والا ہے اس

میں یہ سب چیزیں اور زیادہ بری ہوجاتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے: ''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانُ'' اے اللہ ہم کو برکت عطا فرما رجب اور شعبان میں اور رمضان تک ہم کو پہنچا۔ رمضان المبارک کی خاطر جنت کو سال کے شروع ہی سے آراستہ کیا جاتا ہے رمضان کا پورا مہینہ ہی خیر و برکت والا ہے بڑا ہی محروم ہے وہ شخص جو رمضان المبارک میں بھی محروم رہ جائے۔

روزے میں تمام برائیوں سے رکنا

روزہ یوں تو ظاہر میں فجر کے وقت سے غروب آفتاب کے وقت تک کھانے پینے اور ازدواجی عمل سے بچنے کا نام ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ جھوٹ سے، غیبت سے اور زبان و ہاتھ کے دوسرے گناہوں سے پورا پرہیز کا نام بھی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ کسی نے روزہ رکھا اور کھانے سے پرہیز کیا لیکن غیبت، جھوٹ جیسے کاموں سے پرہیز نہیں کیا تو اس کو کیا ضرورت تھی کہ وہ بھوکا پیاسا رہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسے شخص کا روزہ بیکار گیا، اسی لئے بعض ائمہ فقہ کے یہاں جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، لیکن سب ائمہ کے نزدیک ایسا نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ روزہ کا ظاہری عمل تو انجام پاجاتا ہے کیونکہ اصل شرط پوری ہوگئی، لیکن اس کا ثواب جاتا رہتا ہے کیونکہ اس کے آداب کا لحاظ نہیں ہے.....

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا اور بھوک کی وجہ سے ان کی حالت مرنے کے قریب ہوگئی، حضور ﷺ کو اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک قاب میں دونوں کو قے کرنے کے لئے کہو چنانچہ ان دو عورتوں نے قے کیا اس میں تازہ کھایا ہوا گوشت کا ٹکڑا نکلا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ان دو عورتوں نے اللہ کے دیئے ہوئے حلال مال سے روزہ رکھا مگر حرام مال سے افطار کیا یعنی دونوں

عورتوں نے غیبت کی، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں غیبت کو مردار بھائی کے گوشت سے تعبیر کیا ہے۔ وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ ۔ اور تم میں کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے سو تم اس کو ناپسند کرو گے۔ کوئی شخص اپنے بھائی کا گوشت کھا ہی نہیں سکتا پھر وہ بھی مرا ہوا بھائی جس طرح مرا ہوا شخص بدلہ نہیں لے سکتا اسی طرح پیٹھ پیچھے جس کی برائی کی جا رہی ہے وہ بھی کچھ نہیں کر سکتا، الحمدللہ لوگ روزہ تو رکھتے ہیں مگر غیبت جیسی بری چیز سے بچ نہیں پاتے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم روزے میں ہر طرح کی برائی سے بچیں تاکہ صحیح طور پر روزے کی برکتیں حاصل ہوں۔ اللہ ہم سب کو ہر برائی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

لمحہ لمحہ میں خیر و برکت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبْنَا وَشَعْبَانِ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانِ. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

معزز سامعین، خواتین اسلام، عزیزہ طالبات، ماؤں اور پیاری بہنو! اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل وکرم اور احسان ہے کہ اس نے ہم سب کو انسان بنایا، اللہ کی بہت سی مخلوقات ہیں جو انسانوں سے کئی گنا بڑی اور طاقتور بھی ہیں مگر اشرف المخلوقات ہونے کا مقام ومرتبہ صرف انسان ہی کو حاصل ہے پھر اللہ تعالیٰ نے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی بنایا ہے اور امت محمدیہ میں پیدا فرما کر مزید فضل واحسان کیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ رمضان کی مقدس عید بھی عطا کی۔

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

یہ حقیقت ہے کہ صبح کا پتہ چلتا ہے نہ شام کا، دن اس طرح گذرتا ہے کہ جیسے چندلمحات ہوں، ہفتہ ایک دن معلوم ہوتا ہے اور مہینہ ایسا لگتا ہے جیسے ایک ہفتہ ہو، اور اب تو عالم یہ ہے کہ پورا پورا سال اس طرح گذر جاتا ہے کہ اس کی مدت چند مہینہ سے زیادہ معلوم نہیں ہوتی، انسان نے جس طرح اپنی زندگی مشینی بنائی ہے اللہ تعالیٰ نے اسی طرح زمانہ کو بھی ایک مشین کی طرح بنادیا ہے جس کی رفتار بڑھتی ہی چلی جارہی ہے، اور یہ ایک پیشن گوئی ہے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کہ قیامت جتنی قریب آتی جائے گی زمانہ سکڑتا چلا جائے گا۔

ابھی کل کی بات معلوم ہوتی ہے کہ رمضان کا مبارک مہینہ اپنی آن بان کے ساتھ آیا تھا اور بہاریں بکھیر کر رخصت ہوا تھا، سال کس طرح گذر گیا لگتا ہے کہ ایک خواب تھا۔

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے

زندگی کے ان طوفانی مراحل میں وقت کو پکڑنا اور اس کو قیمتی بنالینا کوئی کھیل نہیں، جو حضرات لمحوں لمحوں کا حساب کرتے ہیں اور سیکنڈوں سے بھی کچھ وصول کر لیتے ہیں وہ زمانہ کے کامیاب ترین لوگ ہیں اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ جب زندگی کو آدمی خود گذارے، زندگی اس کو نہ گذارے، زندگی کی لگام اس کے ہاتھ میں ہو، وہ زمانہ کے رخ پر بہہ نہ جائے بلکہ وہ خود زمانہ کو رخ دینے کی صلاحیت رکھتا ہو، اس کے لئے ہر چیز کا بہت پہلے سے حساب لگانے کی ضرورت ہوتی ہے اور خاص طور پر اگر کوئی چیز قیمتی ہے تو اس کے لئے بہت پہلے سے تیاری کی ضرورت پڑتی ہے۔

اور ایسے لوگوں کو تلاش کرنے سے بھی نہیں مل سکتے ہیں کتابوں کے اوراق میں ایسے لوگوں کی زندگیاں مرقوم ہیں جنہوں نے ایک ایک لمحہ کی قدر کی اور ایک سکنڈ کو

بے کار ضائع ہونے سے بچایا مثل مشہور ہے: اَلْوَقْتُ اَثْمَنُ مِنَ الذَّهَبِ وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے جو وقت گذر گیا وہ کبھی واپس نہیں آسکتا ہے، ہر چیز کی قضا ہے مگر وقت ایک ایسی چیز ہے جس کی قضا نہیں، عربی زبان کا ایک دوسرا مقولہ ہے: مَا اَبْعَدُ مَا فَاتَ وَمَا اَقْرَبَ مَا هُوَ اٰتٍ. جو چیز گذر گئی وہ بہت ہی دور ہوگئی اور جو چیز آنے والی ہے وہ بہت ہی قریب ہے۔ عقلمند آدمی وہی ہے جو اپنے وقت کی قدر کرے اور کوئی لمحہ ضائع نہ ہونے دے آج ہم کو وقت کی قدر معلوم نہیں کل جب آنکھیں بند ہوں گی اس وقت معلوم ہوگا کہ ہم نے کیسی قیمتی زندگی گنوادی۔

رمضان میں ﷺ دعا فرماتے

رمضان کا مبارک مہینہ اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے، اللہ نے اس کے اندر ایسے لعل وجواہر رکھے ہیں کہ ان کو سمیٹنے کے لئے بڑے ظرف کی ضرورت ہے اور یہ پوری طرح اسی وقت ممکن ہے کہ پہلے سے اس کی تیاری کرے، حضور ﷺ نے اسی لئے امت کو پہلے سے متوجہ فرمادیا، حدیث میں آتا ہے کہ جب رجب کا چاند نکلتا تھا تو حضور ﷺ یہ دعا فرماتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ'' (اے اللہ ہمارے لئے رجب وشعبان میں برکت دے اور ہمیں رمصان تک پہنچادے) اس دعاء میں بڑے حکیمانہ انداز سے حضور ﷺ نے کم از کم دو مہینہ پہلے سے رمضان کی تیاری کی تلقین فرمائی ہے۔ دو مہینے انتظار اور تیاری کے ہیں اور برکت کی دعا میں یہ خاص پہلو ہے کہ تیاری بہتر سے بہتر طریقہ پر ہو، اور ایمان والا اپنے کو ایسا بنالے کہ رمضان کی آمد ہوتے ہی اس پر رحمت وبرکت کی بارش شروع ہوجائے۔

ایک باغباں بارش سے پہلے اپنے کھیت کی فکر کرتا ہے کہ جو بارش ہو وہ ضائع نہ ہوجائے اس کا پانی اس کے کھیت میں جذب بھی ہو اور رک بھی جائے تا کہ اس سے

فائدہ اٹھانا پوری طرح ممکن ہو، اسی لئے محنتی کسان ایک کھیت سے کئی کئی فصلیں تیار کرتا ہے اور جو غافل اور سست ہو اس کے لئے ایک فصل تیار کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

رمضان کا مہینہ بھی نیکیوں کی فصل بہار ہے دانا وہوشمند آدمی وہی ہے جو رمضان کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرکے اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ تیار کرلے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اَمُکَبَس مَنُ دَانَ نَفُسَهُ وَعَمِلَ لَمَّا بَعُدَ الْمَوُتَ وَالُعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفُسَهُ هَوَاهَا وَ تَمَنَّى عَلَى اللّٰهِ. عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں کرلے اور وہ عمل کرے جو مرنے کے بعد کام آئے اور نادان وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے چل پڑے اور اللہ تعالیٰ سے لمبی لمبی امیدیں وابستہ کرلے۔ آج کل ہم لوگوں کا یہی حال ہے۔ سستی اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور کرنا کچھ نہیں چاہتے دنیوی لذت وخواہشات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ہر وقت دنیا کمانے اور دنیوی ساز وسامان کے اکٹھا کرنے میں مگن ہیں آئے دن لوگوں کو مرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں حوادثات پے در پے پیش آرہے ہیں مگر پھر بھی ہماری آنکھ نہیں کھلتی، گناہوں میں زندگی بسر کررہے ہیں اور اللہ سے یہ امیدیں لگائے ہوئے ہیں کہ ہم کو بخش دے گا یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی بخشش کرنے والے بڑے ہی معاف کرنے والے ہیں، لیکن یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جبار وقہار بھی ہیں اگر انصاف سے کام لیں تو اولیا واقطاب بھی کانپ اٹھیں اللہ تعالیٰ کی ستاری بے حساب ہے کہ گناہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے مگر پھر بھی گرفت نہیں کرتا اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے پکڑ کریں، تو زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑیں، لیکن اللہ تعالیٰ ایک وقت مقررہ تک مہلت دیتے ہیں، یہ مہلت اسی لئے دی جاتی ہے کہ انسان سنبھل جائے اور گناہوں سے باز آئے، دنیا کی معمولی کوڑیوں کی خاطر طرح

طرح کی مشقتیں اٹھاتا ہے پریشانیاں برداشت کرتا ہے بلکہ بسا اوقات ذلتیں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں تو کیا آخرت کی دائمی زندگی کی خاطر انسان کو محنت اور جدوجہد نہیں کرنی چاہئے؟ رمضان کا بابرکت مہینہ چل رہا ہے آخرت کی زندگی کو سنوارنے کا بہت اچھا موقع ہے۔

رمضان المبارک کی اصل تیاری

رمضان المبارک کی تیاری بھی اگر پہلے سے کی جاتی ہے تو اس کا لمحہ لمحہ خیر وبرکت کے ساتھ گذرتا ہے، تیاری کو بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ سحر وافطار کا نظم پہلے سے کرلیا جائے اور انواع واقسام کی چیزیں رمضان کے لئے جمع کرکے رکھ لی جائیں، یہ تیاری تو بجائے فائدہ پہنچانے کے کبھی کبھی نقصاندہ ثابت ہوتی ہے اور مقصد کو فوت کردیتی ہے۔ اصل تیاری یہ ہے کہ دل کو رحمت الٰہی کے قابل بنایا جائے، جو اعمال رحمت سے دوری کا سبب بنتے ہیں ان سے توبہ کی جائے۔

رمضان عبادتوں کی بہار اور جشن عام کا موسم ہے، اس میں سال بھر کی روحانی غذا فراہم ہوتی ہے، جس کا رمضان کیفیتوں اور برکتوں کے ساتھ گذرا اس کا سال بھی بہتر گذرتا ہے، اور یہ کیفیتیں اور برکتیں اسی وقت حاصل ہوسکتی ہیں جب ایمان والا پہلے سے اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کرے، اس کے لئے بنیادی طور پر دو چیزیں ضروری ہیں، ایک یہ کہ اللہ سے تعلق کو مضبوط بنالیا جائے اور اس سلسلہ کی جملہ کوتاہیوں سے توبہ کی جائے، نمازوں کا اہتمام، تلاوت وذکر کا اہتمام، ہر طرح کے گناہوں سے توبہ کرکے دل کو اس قابل بنانے کی کوشش کی جائے کہ اس پر جب رحمت الٰہی کی بارش ہو تو وہ اس کو جذب کرسکے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ بندوں

سے تعلقات کو بھی درست کیا جائے اور اگر کسی کا کوئی حق پہلے سے واجب ہے تو اس کو ادا کر کے دل کے غبار کو صاف کیا جائے، اگر کسی سے لڑائی جھگڑا ہو تو صلح صفائی کر لی جائے کہ یہ چیز سب سے زیادہ رمضان کی رحمتوں سے دوری کا سبب بنتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حق کو معاف کر دیتا ہے لیکن بندوں کا حق بغیر ادا کیے صاحب حق سے معاف کرائے معاف نہیں ہوتا، اور اس سلسلہ میں زیادہ کوتاہی ہوتی ہے۔

اس لئے حقوق العباد کی طرف توجہ دینے کی خاص ضرورت ہے ورنہ ہماری نیکیاں کل قیامت میں ہم کو بچا نہ سکیں گی بلکہ حقوق العباد میں ہم نے جو کوتاہیاں کر رکھی ہیں ہماری ساری نیکیاں صاحب حق کو دیدی جائیں گی اور ہمارے ذمہ صرف گناہ ہی رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

رمضان پاکیزہ مہینہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَان. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

معزز سامعین، مشفق و مہربان معلمات، خواتین اسلام، عزیزہ طالبات، ماؤں اور پیاری بہنو!

یہ مہینہ جو ہم پر سایہ فگن ہے بڑی خیر و برکت والا مہینہ ہے بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ جو اس ماہ مبارک کی آمد سے قبل صحت وتندرستی کی نعمت سے مالا مال ہیں اور رمضان المبارک کے انوار و برکات حاصل کرنے کی استطاعت اور قدرت رکھتے ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ دعا فرماتے، اے اللہ ہمارے لئے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور رمضان تک ہم کو پہونچا اس لئے ہم کو بھی خوش ہونا چاہئے کہ

رمضان آ گیا اللہ نے رمضان کے روزوں کو فرض قرار دیا اور اسکا مقصد یہ بتایا کہ تمہارے اندر تقویٰ ہو۔

تقویٰ کا پاک وصاف قرآنی لفظ اپنی زندگی میں شاید ہزاروں دفعہ سنا ہوگا، اس کے معانی ومطالب سے بھی خوب واقف ہیں، اس موضوع پر اچھی سی اچھی تقریر کر کے لوگوں کو متاثر بھی کر سکتے ہیں، ایک شاندار مضمون لکھ کر بلکہ اور آگے بڑھ کر کہیں تو ایک عمدہ کتاب تصنیف کر کے لوگوں سے داد پا سکتے ہیں، بہت سارے ایسے حضرات ہیں جو یہ کام بحسن وخوبی انجام دے سکتے ہیں، یہ تصویر کا ایک رخ ہے، تصویر کا دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ ہماری سوچ کا رخ ہماری اپنی داد کی طرف بہت کم رہتا ہے، اچھائیوں کے تعلق سے ہماری فکر کا محور ''کیا کہنا ہے اور کیسے کہنا ہے'' بس یہی رہتا ہے، عوام الناس میں جو حضرات دین پسند سمجھے جاتے ہیں ان کی سوچ بھی ''کیا سننا ہے اور کتنا سننا ہے'' سے آگے نہیں بڑھ پاتی۔ جو طبقہ دین سے دور ہے اس نے اپنی زندگی کے تعلق سے یہ اصول بنالیا ہے کہ ''ہمیں کچھ نہیں سننا ہے''۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور اپنی زندگی میں کس طرح کا انقلاب برپا کرنا ہے یہ سوچنے کی فرصت نہیں ہے، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ اس کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے، خود احتسابی کا فقدان اور اپنے متعلق غیر حقیقی پسندانہ رویہ ذاتی اور قومی روگ بن گیا ہے، بلکہ ہماری پہچان بنا ہوا ہے، شب وروز پیش آنے والے کتنے واقعات ہیں، وقتاً فوقتاً بہت سے عبرت انگیز واقعات سامنے آتے رہتے ہیں، لیکن خود اپنے متعلق غفلت کے پردے چاک نہیں ہوتے، نگاہوں پر پٹی بدستور بندھی رہتی ہے، اپنے آپ کو درجۂ کمال پر فائز سمجھ کر آگے بڑھتے ہیں، صرف عوام ہی نہیں بلکہ پڑھے لکھے لوگ اور خواص کا بھی یہی حال ہے کہ دوسروں کے عیوب پر نظر زیادہ پڑتی ہے

اور اپنے عیوب بہتر معلوم ہوتے ہیں۔ غیبت، چغل خوری، تہمت والزام سینکڑوں برائیاں رمضان میں بھی کرنے سے باز نہیں آتے ہیں۔

تبدیلی کی ضرورت

ہماری زندگی میں رمضان کا مہینہ کتنی دفعہ آیا اور گذر گیا، روزے بھی ذوق وشوق سے رکھے گئے، تراویح بھی ادا ہوتی رہی، اور عبادت بھی حتی المقدور ہوئیں، لیکن غیبت کو کھرچ کر نکالا نہ جاسکا، ناک اونچی رکھنے کا شوق بدستور سر پر سوار، لڑائی جھگڑے پہلے ہی کی طرح، غلط مقدمہ بازی کا مزاج مٹایا نہ جاسکا، جاہلی نخوت اور عصبیت بالکل ویسی ہی، قطع رحمی اور حقوق کی پامالی میں ادنی تغیر نہیں، گویا رمضان میں پردہ پڑا ہوا تھا، مہینہ کیا گزرا کہ پردہ اٹھ گیا، ہر چیز جوں کی توں، مرض میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں، کیا یہ مبارک مہینہ صرف اسی لئے آتا ہے کہ بعض خاص عبادات کا اضافہ ہو اور ضابطہ کی خانہ پری کی جائے پھر خوش بھی ہو جائیں کہ اب کی بار ہم نے رمضان کا حق ادا کر دیا؟ اگر یہ تصور صحیح ہے (جو ہمارا بنا ہوا ہے) تو پھر اس مبارک آیت کا کیا مطلب ہے؟ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ) (اے لوگو جب ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم اللہ سے ڈرنے لگ جاؤ)، اسی طرح اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا: ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ''. (بخاری) ''جو شخص جھوٹی قسمیں، جھوٹی باتیں اور جھوٹے کام نہ چھوڑے تو اللہ کو بھی کوئی ضرورت نہیں کہ ایسا شخص (روزے کے نام پر) اپنا کھانا پینا چھوڑ دے''۔

”عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ: کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهُ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الظَّمَأُ وَکَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهُ مِنْ قِیَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ“ (دارمی) ”کتنے ایسے روزے دار ہیں جن کو اپنے روزے سے پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں، کتنے ایسے عبادت گذار ہیں جنہیں اپنی عبادت سے نیند چھوڑنے کی تکلیف کے سوا کچھ نہ ملا“۔

ہم نے روزوں کو بوجھ سمجھ لیا ہے اور جیسے تیسے اس کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو لگن ہونی چاہئے روزے کے لئے میں اور جس بشاشت کے ساتھ روزے کی ادائیگی کرنی چاہئے وہ ہمارے اندر بالکل نہیں پائی جاتی یہی حال تراویح کا بھی ہے کہ شوق پورا کرنے کے لئے تراویح میں جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اندر سے ہمارا دل اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ظاہر ہے وہ نورانیت اور برکات ہم کو کہاں سے حاصل ہوسکتی ہیں جو رمضان کا مقصد اصل نہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ رمضان کے فوائد مکمل طور پر حاصل ہوں تو ضروری ہے کہ اکابر کے طرز پر روزے رکھیں دنیا کا کوئی معمولی سا کام بھی اصول وضابطہ کے بغیر صحیح طور پر انجام نہیں پاتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ رمضان جیسے خیر و برکت والے مہینہ کو اصول وضابطہ کے بغیر بجا طور پر انجام دے سکیں۔

یاد رکھئے رمضان کا مہینہ ہم سے زبردست انقلابی تبدیلی کا مطالبہ کرتا ہے ،تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ خوف خدا کی ایسی کیفیت پیدا ہو جائے جو زندگی پر چھا جائے، قرآن کریم نے تقویٰ کے لئے (خیر الزاد) کا لفظ استعمال کیا ہے، جس طرح توشہ انسان کی جسمانی بقاء کا سامان کرتا ہے، اس سے بڑھ کر انسان کی شخصیت کو قائم رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ تقویٰ ہے، اسی کو (لباس التقویٰ) کہا گیا ہے، یعنی تقویٰ نمائشی تواضع کا نام ہرگز نہیں، یہ تو انسان پر چھانے والی کیفیت ہے جو زندگی کے دھارے کو بدل کر رکھ دے، اس کا تعلق دل سے ہے، اندر اتنی حسین تبدیلی

آ جائے کہ خود بخود اس کے پھول کھلنے لگ جائیں، اور انسان سراپا جود و کرم، سراپا خیر و برکت اور مجسم اخلاق حسنہ بن جائے، خدا کا وفادار اور بندگانِ خدا کا وفا شعار۔

ہم نے ظاہری نمائش پر تو بہت توجہ دی اور اندرونی طور پر سدھار کرنے کی کوئی فکر نہیں کی، لباس عمدہ سے عمدہ، مکان خوبصورت، کھانا پینا بھی اچھا، غرض جو چیزیں لوگوں کی نظروں میں آتی ہیں وہ اچھی ہوں اور باطنی کیفیت کیسی بھی ہو اس کی کوئی فکر نہیں، رمضان کا مہینہ ہے مگر نہ ہم کو اخلاق کی درستگی کی فکر ہے نہ ہمارے معاملات ٹھیک ہیں نہ طور طریق درست۔

خوب سے خوب تر کی تلاش

یہ مبارک مہینہ خوب سے خوب تر کی تلاش کا سبق دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کس کی زندگی کامل ہوسکتی ہے؟ بنفسِ نفیس حضور ﷺ کی عبادت، سخاوت اور تلاوت میں مزید اضافہ ہوتا، شب بیداری کی مقدار ایک تہائی رات یا نصف رات سے بڑھ کر پوری پوری رات تک پہنچ جاتی، عشرہ اخیرہ میں تو لگ بھگ پوری شب عبادت کا معمول نظر آتا۔

اس سے امت کو ایک پیغام دینا بھی مقصود ہے کہ عبادت، اعمال، اخلاق، احسان، ہر نیک عمل میں چاہے وہ قلبی ہو یا بدنی، مالی ہو یا اخلاقی، جو بھی ترقی ہوسکتی ہے وہ اس مہینہ میں کی جائے۔ اور کوئی نیکی ایسی نہ ہو جو نہ کرسکیں کیونکہ رمضان کا مہینہ نیکیوں کے حاصل کرنے کا سنہری اور فصل بہار ہے، رات اور دن کا ہر ہر حصہ برکتوں سے معمور ہے کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونا چاہئے، زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے ذکر و اذکار اور تلاوت قرآن میں گذارنا چاہئے تاکہ رمضان گذرنے کے بعد کف افسوس نہ ملنا پڑے۔

خود کا احتساب کیجئے

زندگی کے سفر میں یہ مبارک مہینہ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جہاں کچھ دیر رک کر گذرے ہوئے سفر کو دیکھا جائے، اور آگے کے لئے راستے ہموار کیے جائیں، اسی کا نام خود احتسابی ہے، خود احتسابی کا یہ عمل ہر پہلو سے ضروری ہے، عجیب بات ہے کہ اللہ رب العزت نے اس مبارک، یہ صبر کا مہینہ ہے، لہٰذا روزوں کے ذریعہ یہ بھی دیکھے کہ بے صبری کی کیفیت کتنی بے قابو ہو چکی ہے تا کہ اس پر بند باندھا جائے، یہ نفسانی خواہشات سے بچنے کا مہینہ ہے، اس بنا پر آسانی کے ساتھ اپنے اندر کی ''نفسانیت'' معلوم کی جاسکتی ہے تا کہ اس منہ زور گھوڑے کی لگام کسی جائے، یہ راتوں کو جاگنے کا مہینہ ہے، زندگی میں سستی و کاہلی کا عمل دخل کتنا بڑھ چکا ہے، تا کہ آئندہ کی زندگی میں اس فضول لعنت کی کوئی گنجائش ہی نہ رہے، یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے، انسانوں کا وہ طبقہ جو دبا کچلا ہے، معاشرہ میں جسے کوئی قریب کرنے اور گلے لگانے کے لئے تیار نہیں، اس طبقہ کے ساتھ اپنے رویے پر نظر ثانی کی جائے اور رسول اکرم ﷺ کا مبارک ارشاد: ''اَبْغُوْنِیْ فِی الضُّعَفَاءِ'' (مجھے کمزوروں میں تلاش کرو) کو ایک بار پھر تازہ کیا جائے، یہ سخاوت و فیاضی کا مہینہ ہے، اس لئے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ دل و دماغ کے کن گوشوں میں بخل و کنجوسی کے جراثیم پنپ رہے ہیں، پھر خداوند قدوس کی شان کریمی پر بھروسہ رکھتے ہوئے صدقہ و خیرات کی بارش سے بخل کے جراثیم کو ہمیشہ کے لئے صاف کر دیا جائے، یہ مبارک مہینہ دعا کی قبولیت کا ہے، متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں دعا قبول ہوتی ہے، اسی طرح روزہ دار کی دعا بھی رد نہیں ہوتی، افطار کا وقت خاص قبولیت کا ہوتا ہے، رمضان کے مہینہ میں افطار کے وقت دعا کرنے والا روزہ دار کم از کم تین

اسباب قبولیت کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے، خود قرآن کریم میں صیام کے دوران قبولیت دعا کی آیت وارد ہوئی ہے، جس سے اشارہ ملتا ہے کہ اس مہینہ کا دعا سے کتنا گہرا تعلق ہے، ''قوت بازو پر بھروسہ'' کے نام پر ہمارا نوجوان طبقہ دعا جیسی عظیم عبادت اور سعادت سے پہلو تہی کرتا ہے، حالانکہ اس مبارک مہینہ سے بہتر زمانہ کہاں مل سکتا ہے کہ اپنا احتساب کرے، دوسری طرف وہ حضرات ہیں جو معمولات کے دائرے سے قدم باہر نکالنا گویا گناہ تصور کرتے ہیں، بندگان خدا کی نفع رسانی کے لئے جدوجہد کا مزاج نہیں رکھتے، ان کے لئے بھی یہ مہینہ پیغام رکھتا ہے کہ اللہ کی عطا کی ہوئی طاقت کو پورے عزم وحوصلہ کے ساتھ اللہ کے صرف کی جائے، تا کہ ''اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَأَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ'' کا نمونہ سامنے آئے، روزے جیسی عظیم الشان عبادت میں اللہ رب العزت نے طبعی طور پر جو مشقت رکھی ہے اسی کو پیش نظر رکھ کر زندگی کے تمام میدانوں میں اللہ کے لئے عملی جدوجہد کا مزاج بنایا جائے۔ اگر دوسروں کے لئے محنت و مشقت برداشت کرنے اور اپنی جانوں کو جوکھم میں ڈالنے کی گویا عملی ٹریننگ ہو جائے تو رمضان کے بعد بھی سال بھر اس کے اثرات باقی رہیں۔

تقوے کی مبارک کیفیات

قرآن کریم میں روزوں کی ابتداء اور انتہاء تقویٰ پر کی گئی، ابتداء اس باوقار انداز سے ہوتی ہے: (یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ) (اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو)۔ پھر روزوں سے متعلق آیات کا اختتام اس طرح

کیا گیا: (كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ) ''اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے کھول دیتا ہے تاکہ وہ متقی بن جائیں''۔

جنت کے دروازے کھولنے والا

تقویٰ کی یہ مبارک کیفیات اللہ رب العزت کے سامنے جوابدہی کا احساس رکھتی ہیں، یہی درحقیقت خود احتسابی کی جان ہے، اس کی ضرورت سے کسی کو انکار نہیں، یہاں تک کہ جو لوگ ''تکمیل'' کے مرحلہ سے گذر چکے ہوں، ان کو بھی اس کی بڑی ضرورت ہے، چاہے یہ ''تکمیل'' مدرسی ہو، خانقاہی ہو، جماعتی ہو یا پھر تحریکی ہو، اس ضرورت سے کوئی مستثنیٰ نہیں، رمضان کے مبارک مہینہ سے بڑھ کر اس کے لئے کوئی موزوں زمانہ نہیں۔

جنت کے دروازے کھولنے والا یہ مبارک مہینہ ایک مرتبہ پھر ہمارے سامنے ہے، رحمت کی بارش برسنے کو بالکل تیار ہے، غور کرنے کی ضرورت ہے کہ خود ہمارے دلوں کی زمین کتنی زرخیز ہے؟ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ (جو کوئی خوشی خوشی بھلے کام کرے وہی اس کے لئے سب سے بہتر ہے)۔

نیکیوں کے بہت سے راستے ہیں جس طرح چاہے اپنے دامن کو نیکیوں سے بھر سکتے ہیں غریب بکثرت نماز پڑھیں تلاوت قرآن کریں اور مالدار جن کو اللہ نے صاحب نصاب بنایا ہے وہ اپنا مال غریبوں پر خرچ کر کے نیکیاں جمع کر سکتے ہیں زکوٰۃ فرض عبادت ہے، لہٰذا جو شخص رمضان میں زکوٰۃ ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کو ایک دفعہ زکوٰۃ ادا کرنے کا ستر گنا ثواب دیں مالدار کو اس سلسلہ میں بالکل بخل نہیں کرنا چاہئے خوشدلی سے اللہ کے فریضۂ زکوٰۃ کو ادا کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی مکمل قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

زکوٰۃ نہ دینے کا وبال

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری پیاری معلمات اور عزیزہ طالبات اسلام کا بنیادی رکن ہے زکوٰۃ جس طرح نماز کا پڑھنا فرض عین اسی طرح جس آدمی کے پاس نصاب کے بقدر مال ہے اس پر بھی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اس لئے کامل مسلمان وہی ہے جو اسلام کے ان پانچوں ارکان پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو۔

جس مال پر زکوٰۃ فرض ہو جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے اور مال کی محبت میں اس کو جوڑ کر رکھا جائے تو اس کے متعلق قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں سخت

وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ، يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ'' اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ ﷺ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے کہ ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی گردنوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا، یہ وہ ہے جس کو اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا اب جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ (بیان القرآن) کون ہے جو دوزخ کی آگ کو برداشت کر سکے جب کہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے مقابلہ میں ستر گنا کم ہے اس کی تپش اور سوزش کا یہ عالم ہے تو جہنم کی آگ کیسی ہوگی؟ اللہ ہی کو معلوم ہے اس لئے اس سے بچنے کی آج ہی فکر کریں، سونے چاند کے زیوارت جو مستورات استعمال کرتی ہیں ان میں اکثروں پر زکوٰۃ فرض رہتی ہے مگر زکوٰۃ ادا کرنے میں بڑی سستی اور کاہلی کرتی ہیں بلکہ اکثر تو ادا ہی نہیں کرتی ہیں۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کے حق میں خلیفۂ اوّل کی شدت

حضرات صحابہ وصحابیات ؓ کو زکوٰۃ کی ادائیگی کی بڑی فکر رہا کرتی تھی حضور ﷺ کے وصال کے بعد بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں اونٹ کے ساتھ اس کی رسی بھی زکوٰۃ میں دیا کرتا تھا اور آج صرف اونٹ دے گا اور رسی دینے سے انکار کرے گا تو ابوبکر اس سے بھی جہاد کرے گا اور فرمایا: وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ. بخدا جو شخص نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا ابوبکر اس سے قتال

کرے گا۔ صحابہ کرام کی بڑی جدوجہد اور بڑی قربانیاں رہی ہیں اسلام کو پھیلانے میں اگر ان معزز ہستیوں نے اس خدا کی دین پر محنت نہ کی ہوتی تو اسلام صحیح شکل میں ہمارے پاس نہ پہونچتا۔ الغرض زکوٰۃ بہت اہم چیز ہے جس کے پاس سونے چاندی کے زیوارت یا نقد روپے ہوں یا مال تجارت ہو تو اس کی زکوٰۃ ادا کیا کریں ورنہ آخرت میں سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

مال کی زکوٰۃ نہ دی تو عذاب کا ذریعہ بنے گا

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی وہ قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے شخص کو اس وقت تک تلاش کرتا رہے گا جب تک کہ اس کو ڈھونڈ کر ڈس نہ لے اور اس کی انگلیوں کو کاٹ کر نگل نہیں لے گا، خاص طور سے انگلیوں کا ذکر کیا ہے اس لئے کہ مالک نے ہاتھ سے مال کمایا اور اس کو جمع کر کے رکھا تھا ''عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعُ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يُلْقِمَهُ اَصَابِعَهُ''. (رواہ احمد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے جمع کیا ہوا مال قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ اس کو ڈھونڈتا ہوگا یہاں تک کہ (جب اس کو پالے گا) تو اس کی انگلیوں کو لقمہ بنا لے گا، ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس مال کو سانپ کی شکل دے کر مالک کے گلے میں بطور طوق ڈال دیں گے، اور وہ ڈستا رہے گا، چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوةَ مَالِهِ اِلَّا

"جَعَلَ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ عُنُقِہٖ شُجَاعًا" پھر آپ ﷺ نے اس کی تائید کے لئے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی "وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرٌ الَّھُمَّ بَلْ ھُوَ شَرٌّلَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُو بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَ" جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے قیامت کے دن وہی لوگ سب سے زیادہ خسارہ اور گھاٹے میں ہوں گے جن جانوروں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی وہ جانور قیامت کے دن اپنے مالکوں کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور سینگوں سے ٹکر ماریں گے اور باری باری یہ روندنا اور ٹکر مارنا جاری رہے گا، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلے کردئے جائیں، چنانچہ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا حضور ﷺ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: "ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبُّ الْکَعْبَہ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" رب کعبہ کی قسم قیامت کے دن وہی لوگ سب سے زیادہ گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔

یعنی جو مال کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جس نے مال کو جمع کیا اور اس کو سمیٹ کر رکھا، کیا یہ خیال کرتا ہے اس کا یہ جمع کیا مال ہمیشہ رہے گا؟ ہرگز نہیں اس کو حُطَمَۃُ میں ڈالدیا جائے گا اور آپ کو کیا معلوم کہ حُطَمَۃُ کیا چیز ہے اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے جو دلوں کو جاپہونچتی ہے، مال و دولت فانی چیز ہے آج کسی کے پاس ہے کل کسی کے پاس، ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ جان و مال اللہ کی دی ہوئی امانت تصور کرے اور امانت کا ضابطہ یہ ہے کہ مطالبہ کے وقت امانت، صاحب امانت کے سپرد کردیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ. بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے

بدلہ میں خرید لیا ہے۔ یہ مال ہمارا نہیں بلکہ اللہ ہی کا ہے اس کو خرچ کرنے میں اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں کبھی بھی پس و پیش نہیں کرنا چاہئے بلکہ خوش دلی کے ساتھ بشاشت سے ادا کرنا چاہئے۔

زکوٰۃ دینے والے عذاب الٰہی سے بچ سکیں گے

امام ربانی حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ پر اس وقت تارکین زکوٰۃ کے احوال منکشف ہو رہے تھے اور وہاں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جس سے آپ گفتگو فرما رہے ہوں جب حضرت ابوذرؓ نے یہ ارشاد سنا تو انہیں خیال آیا کہ شاید مجھ سے کوئی حرکت صادر ہوگئی ہے کوئی کوتاہی ہوگئی ہے شاید میرے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہے اس لئے ڈرتے ڈرتے پوچھا) "مَنْ ھُمْ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ" کون ہیں وہ جو گھاٹے میں رہنے والے ہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ھُمُ الْاَکْثَرُوْنَ" گھاٹے میں رہنے والے بڑے دولت مند ہیں۔ (حضرات فقہاء کے نزدیک اس سے صاحب نصاب مراد ہیں)، مگر جو اس طرح اور اس طرح کریں اور حضور ﷺ نے لب بھر کر اپنے سامنے اپنی دائیں جانب اور اپنی بائیں جانب ڈالنے کا اشارہ کیا یعنی خیر کے کاموں میں خرچ کرنے والے مالدار مستثنیٰ ہیں باقی سب مالدار گھاٹے میں رہنے والے ہیں، پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی آدمی نہیں مرتا اس حال میں کہ اس نے اونٹ گائے اور بھینس چھوڑی ہوں اور ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو مگر وہ جانور اس کے پاس آئیں گے قیامت کے دن دنیا سے زیادہ بڑے بڑے اور موٹے موٹے ہوں گے اور وہ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے اور ٹکر مارتے رہیں گے، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف)

زکوٰۃ کی ادائیگی میں عورتیں زیادہ کاہل اور سستی کرتی ہیں اور مردوں کے مقابلہ میں عورتیں مال سے زیادہ محبت کرتی ہیں ہاں کچھ اللہ کی بندی ایسی ہیں جو یقیناً پابندی کے ساتھ خوش دلی سے ادا کرتی ہیں مگر اکثر کا یہ حال نہیں ہے اگر شوہر عورت کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے تو ادا ہوجائے گی لیکن اگر ادا نہ کرے تو باز پرس عورت سے ہوگی نہ کہ شوہر سے اس لئے اگر زیورات کے علاوہ پیسے نہیں ہیں تو زیورات بیچ کر یا اس میں سے توڑ کر کے زکوٰۃ ادا کریں مگر افسوس کہ اللہ کے رسول کی بار بار تاکید کے باوجود عورتیں زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں، لمبی لمبی تسبیح پڑھنے والی حاجی نمازی ہیں وہ بھی زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

رمضان المبارک میں ہم کیا کریں؟

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمْ.

معلمات کرام، سامعین عظام، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! زماں ومکاں ہر چیز کا خالق ومالک اللہ رب العزت ہے بعض جگہوں کو بعض جگہوں پر اور بعض مکانوں کو بعض مکانوں پر اللہ تعالیٰ نے فضیلت و برتری عطا فرمائی ہے ایسے ہی بعض افراد کو بعض افراد پر فضیلت فرمائی۔ حضرت جبرئیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کو بقیہ فرشتوں پر اور نبی اکرم ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت عطا فرمائی اور مکہ کو تمام جگہوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ اور مہینوں میں رمضان المبارک کو تمام مہینوں پر فضیلت فرمائی۔

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اپنی گوں ناگوں خصوصیات کی بنا پر دیگر اسلامی مہینوں کے درمیان نمایاں مقام رکھتا ہے۔

یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس میں ''بدر'' کا وہ عظیم معرکہ واقع ہوا جس نے حق اور باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچ دیا ہے جسے اسلامی تاریخ یوم الفرقان کے نام سے یاد رکھتی ہے۔ یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن عظیم نازل ہوا جو ہدایت ہے، نور ہے، فرقان ہے، رحمت ہے شفاء ہے اور مکمل دستور حیات ہے۔

رمضان المبارک استقبال

یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس میں امت مسلمہ کو ایسی شب نصیب ہوئی جو ہزار رات سے افضل ہے، یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس میں خون بہائے بغیر مکۃ المکرّمہ فتح ہوا پھر کعبۃ اللہ کی کنجیاں امت مسلمہ پر کے حوالے کی گئیں، یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس کا اوّل رحمت، اوسط مغفرت اور آخر جہنم سے رہائی ہے۔ یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس میں روزہ امت مسلمہ پر فرض کیا گیا۔ یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔ یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس کا لمحہ لمحہ خیر اور لحظہ لحظہ برکت، نوافل فرائض کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں اور فرائض ستر گنا بلند ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس کے ابتدائے سال سے آئندہ سال تک جنت آراستہ کی جاتی ہے جب اس کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حورعین پر چلتی ہے وہ کہتی ہے اے رب تو اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ فرماتے: ''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبْنَا وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانْ'' اے اللہ ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینہ میں برکت عطا فرما اور رمضان تک ہم کو پہونچا۔ اسی مہینہ کے استقبال کے لئے جنت کو شروع سال سے آراستہ اور مزین کیا جاتا ہے۔

قرآن کا رمضان سے خصوصی تعلق

ایسے عظیم الشان اور رفیع المرتبت ماہ میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اور اس ماہ مبارک کی برکتوں اور رحمتوں سے کس طرح مستفیض ہونا چاہئے؟ غور سے سماعت فرمائیں۔

پورے اخلاص نیت کے ساتھ اس ماہ کے فرض روزے رکھے جائیں۔

اس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں صرف کیا جائے کیونکہ یہ مہینہ عبادتوں کی فصل بہار ہے جس طرح بعض چیزوں کا سیزن اور موسم ہوتا ہے اور آدمی اس سیزن سے خوب فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ مثلاً آم کا سیزن جب آتا ہے تو آم کی تجارت کرنے والے دن رات ایک کر دیتے ہیں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتے اسی طرح رمضان کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہئے۔

اس ماہ میں خوب خوب تلاوت قرآن کریم کی جائے اور جس قدر تلاوت کریں سمجھ کر کریں اس کے ساتھ اپنے دل اور روح کے تعلق کو گہرا کریں۔ قرآن مجید نے خود اپنے پڑھنے اور سننے والوں کی جو صفات بیان کی ہیں وہ اپنے اندر پیدا کریں۔

رب کریم کا ارشاد ہے کہ جب قرآنی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو سننے اور پڑھنے والوں کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور نرم پڑ جاتے ہیں، ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں، ان پر گریہ وزاری طاری ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ جب قرآن مجید پڑھو تو روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو اس لئے کہ قرآن حزن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے لہٰذا آپ تھوڑا ہی حصہ کیوں نہ پڑھیں مگر اس طرح پڑھیں کہ آپ کا دل اور دماغ اس میں شریک ہوں۔

رمضان اور قرآن میں خصوصی لگاؤ ہے کیونکہ رمضان میں قرآن کریم کا نزول ہوا جبریل امین علیہ السلام حضور ﷺ سے قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے اس لئے اس مہینہ میں کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہئے جس کے ہر حرف پر دس نیکیاں بارگاہ الٰہی سے عطا کی جاتی ہیں اور اس مہینہ میں اللہ کی رحمت جوش میں ہوتی ہے اس لئے کئی گنا بڑھا کر دیتے ہیں قیامت کے دن روزہ اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ سے منازعت کریں گے روزہ کہے گا اے اللہ میں نے اس آدمی کو دن بھر بھوکا پیاسا رکھا اور خواہشات پورا کرنے سے روکے رکھا اس لئے میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما قرآن کہے گا اے اللہ میں نے رات میں اس کو جگائے رکھا اس لئے میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ چنانچہ ان دونوں کی شاعت اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے اس لئے اس مہینہ میں ہر شخص تلاوت قرآن کا اہتمام کرے، تاکہ کل قیامت کے دن قرآن اس کے حق میں اللہ سے شفاعت کرے۔

استغفار کا مہینہ

خصوصی کوشش کریں کہ کم از کم آخری عشرہ کی ہر طاق رات میں اللہ تعالیٰ کے خصور قیام وصلوٰۃ، تلاوت وذکر اور دعا واستغفار میں گزاریں۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں ممکن ہو تو نصف شب کے بعد سحری تک دو تین گھنٹے گزاریں۔ سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھیں، روئیں اور گڑگڑائیں، اپنے گناہوں سے استغفار اور توبہ کریں۔

قبولیت کی خصوصی گھڑی تو ہر شب میں آتی ہے لیکن شب قدر میں اس گھڑی کا رنگ ہی کچھ اور رہا کرتا ہے اس کی شان ہی کچھ اور رہتی ہے وہ گھڑی نہ معلوم کون سی ہو؟ اس لئے نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک مختصر مگر بہت جامع دعا سکھائی تھی اس رات آپ بھی کثرت سے یہ دعا مانگیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (رواہ احمد والترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ) اے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے معاف کرنے کو پسند رکھتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام تیز ہوا سے بھی زیادہ اس مہینہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے اس لئے غریبوں، مسکینوں پر اسی مہینہ میں خرچ بھی کرنا چاہئے اور وہ لوگ جن پر زکوٰۃ فرض ہے ان کو تاہی کرنا جائز ہی نہیں اگر زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی اور غفلت سے کام لیں گے تو اللہ کے یہاں گرفت اور پکڑ ہوگی۔

رمضان کی ایک عبادت اعتکاف بھی ہے

اگر اپنے اندر قوت وہمت پائیں آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف تو ضرور کریں۔ اعتکاف نبی رحمت ﷺ کی سنت کریمہ ہے ایک بندۂ مومن جب اعتکاف کے لئے مسجد میں جاتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی ایک ایسی دنیا میں جا رہا ہے جو دنیا سے الگ ایک دوسری دنیا ہے جہاں اوہام وخرافات کے بجائے ایمان اور عقیدہ کا یقین ہے، فریب نفس کے بجائے خود شناسی ہے، کذب، عذر فریب، وسیسہ کاری کے بالمقابل صدقہ وخیرات، اصلاح باطن پاک دامنی اور پارسائی ہے۔ جہاں بغض ونفرت کے شعلوں کے مقابلے میں محبت

والفت کی بادِ بہاری اور جہاں تزکیۂ باطن، زہد وتقویٰ، گریہ وزاری، تضرع وتذلل اور تمسکن کی حکومت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اخیر عشرے میں اعتکاف کرنے کی رہی ہے اور میں سونا جاگنا، کھانا پینا سب عبادت میں شمار ہوتا ہے اور معتکف کا اصل مقصد شب قدر کی تلاش ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے اور اخیر عشرے میں بیدار رہنے والا وہ یقیناً اس رات کو پالیتا ہے۔

یہ مہینہ ہمدردی خیر خواہی اور غمگساری کا ہے

ہمدردی کے اس جذبۂ خیر کی طرف توجہ قائم رکھنے کے لئے آقائے دو عالم ﷺ نے روزہ داروں کو افطار کرانے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کے لئے گناہوں سے مغفرت اور دوزخ کی آگ سے رہائی ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا روزہ دار کو اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہ آئے گی۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہوتا کہ روزہ دار کو افطار کرائیں فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی عطا فرماتا ہے جو ایک گھونٹ دودھ ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی روزہ دار کو افطار کرائے پھر فرمایا جو کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے ایسا سیراب کرے گا کہ اسے کبھی پیاس نہ لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (بیہقی سلمان الفارسی)

اور اللہ تعالیٰ ایسے کریم ہیں کہ جو افطار کرائے اس کو ثواب دیں گے لیکن افطار کرنے والے کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں کریں گے بعض لوگوں کے ذہنوں

میں یہ وسوسہ رہتا ہے کہ میں کسی کے یہاں افطار کروں گا تو میرا ثواب اس کو مل جائے گا ایسا ہرگز نہیں ہے مگر ایسا بھی نہیں کرنا چاہئے کہ افطار کی تیاری میں اس طرح لگ جائے کہ روزے کا اہتمام ہی نہ رہے۔ آج کل عموماً لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ کھانے پینے پر توجہ دی جاتی ہے، مگر جو چیز سب سے زیادہ اہم ہے اس پر توجہ نہیں۔ بہت سے نوجوان ایسے ہیں کہ کھلانے پلانے میں تو بڑھ کر چڑھ کر حصہ لیتے ہیں مگر خود روزہ ہی نہیں رکھتے، روزہ اسلام کا ایک رکن ہے اس لئے اس سے سبکدوش نہیں ہو سکتے قیامت کے دن اس کے بارے میں باز پرس ہوگی اس لئے خوب کھلائیں اور ہر طرح سے غریبوں کی مدد کریں مگر یاد رکھیں پیشہ ور فقیروں سے بچیں کیونکہ ان میں بہت سے مالدار بلکہ لاکھوں کے مالک ہوتے ہیں اس لئے ان کو دینے سے آپ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔

روزہ کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جن باتوں سے روک دیا ہے حتی الامکان ان سے باز رہنے کی کوشش کریں کیوں کہ اس کے بغیر روزہ سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

حضور رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

کتنے روزہ دار ہیں جن کو اپنے روزہ سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا ہے۔ (رواہ الدارمی)

صرف بھوکا رہنا ہی مقصد نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے روزے کا مقصد تقویٰ بتلایا ہے یعنی دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ روزہ اصول وضابطہ کے مطابق رکھا جائے حرام اور عشقیہ چیزوں سے اپنے کو بچائے، غلط جگہوں پر نگاہ نہ پڑے، کثرت سے ذکر واذکار کرے، نفلوں کا اہتمام کرے اور کثرت سے دعائیں کرے۔

جہاں تک ہو سکے نیکیاں خوب کریں کیوں کہ اس ماہ میں جس نیکی سے آپ تقرب تلاش کریں گے اس کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے۔

اس ماہ مبارک میں جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوب خرچ کریں۔

قرآن کریم کی آیات میں غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد اہم عبادت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے، اور اسلام کے دوسرے رکن زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ متعدد آیات کریمہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

ایثار وقربانی کا مبارک مہینہ

جہاں تک ہو سکے اس ماہ میں غم خواری، غمگساری اور ہمدردی کو شعار بنایا جائے، آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کو شہر المواساۃ فرمایا ہے۔ بھوکوں کو کھانا کھلائیں، مریضوں کی عیادت وعلاج کرائیں، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کریں، محتاجوں اور فقیروں کی حاجت روائی کریں جو اس کے دائرے میں آتے ہیں۔

اسلام جن چیزوں کی تعلیم دیتا ہے انہی چیزوں کی پابندی کرنے سے انسان اللہ کا قرب حاصل کر سکتا ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

انسان کو صرف اپنی ہی فکر نہیں ہونی چاہئے یہ تو جانور بھی کرتے ہیں کہ اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں انسان اپنے سے زیادہ دوسروں کی فکر کرے رمضان کا مہینہ ہمیں اس چیز کی تعلیم دیتا ہے جب آدمی بھوکا، پیاسا رہے گا تو دوسروں کی بھوک پیاس کا بھی احساس ہوگا جب کسی کو بھوک پیاس کبھی ملی ہی نہ ہو تو کیا جانے بھوک پیاس کی تکلیف کیا ہوتی ہے۔ اور غریبوں کا کیا حال ہوتا ہے، اس لئے سحری

میں اتنا زیادہ بھی نہیں کھانا چاہئے کہ شام تک بھوک ہی نہ لگے اور افطار میں بھی اتنا زیادہ نہ کھائے کہ نیند آنی شروع ہو جائے عموماً لوگوں کا یہی حال ہے کہ صرف کھانے پینے کے اوقات میں تبدیلی تو ہو جاتی ہے مگر کھانے میں کمی نہیں ہوتی۔ دوپہر ہی سے افطار کی تیاریاں کی جاتی ہیں اور شام کو جب افطار کے لئے بیٹھتے ہیں تو طرح طرح کی چیزیں ہوتی ہیں تو تلافی مافات کے پیش نظر اتنا زیادہ کھا لیتے ہیں کہ تراویح پڑھنا ہی مشکل ہو جاتا ہے پھر سستی اور کاہلی اس حد تک بڑھتی ہے کہ سونا پڑتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ سحر اور افطار میں کم کھائیں تا کہ روزے کا مقصد حاصل ہو۔

بارگاہ خداوندی میں دست دعا ہے وہ ہم سب کو رمضان المبارک کے پر تقدس ماہ سے فیض یاب ہونے اور اس کی برکتوں اور رحمتوں سے سیراب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

زکوٰۃ میں کنجوسی کرنے والے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَیَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ کَلَّا لَیُنْبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، خواتین اسلام، میری بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن زکوٰۃ ہے جو امت محمدیہ ہی پر نہیں بلکہ ساری ہی اقوام پر جو کسی نبی کی پیروکار رہو لازم اور فرض قرار دی گئی ہے جس طریقہ سے روزہ امت محمدیہ کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ گذشتہ اقوام پر بھی روزے کو فرض قرار دیا گیا تھا اسی طرح زکوٰۃ بھی۔ زکوٰۃ امت کے صاحب ثروت اور مالدار طبقہ پر اس لئے فرض کی گئی تاکہ غریب و مفلس کی حاجت براری ہو سکے اور مالداروں کے دلوں سے کسی قدر مال کی محبت کم ہو۔ اسی تعلق سے کچھ روایتیں پیش خدمت ہیں۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا حال

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ: مَنْ کَانَ لَهٗ مَالٌ یُبَلِّغُهٗ حَجَّ بَیْتِ رَبِّهٖ اَوْ یَجِبُ عَلَیْهِ زَکَاةٌ فَلَمْ یَفْعَلْ یَسْأَلُ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ فَقَالَ رَجُلٌ: یَا ابْنَ عَبَّاسٍ اتَّقِ اللّٰهَ! فَاِنَّمَا یَسْأَلُ الرَّجْعَةَ الْکُفَّارُ، فَقَالَ: سَاَتْلُوْا عَلَیْکَ بِذٰلِکَ قُرْاٰنًا. (ترمذی: ۳۳۳۰، ابواب التفسیر)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جس کے پاس اتنا مال ہے کہ وہ اس کو بیت اللہ تک حج کے لئے پہنچا سکتا ہے، یا اس کے پاس اتنا مال ہے کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہے، پس اس نے نہ حج کیا، اور نہ زکوٰۃ ادا کی تو وہ موت کے وقت دنیا میں واپس لوٹنے کی درخواست کرے گا۔

ایک شخص نے عرض کیا: ابن عباسؓ! اللہ سے ڈرو! واپس لوٹنے کی درخواست کفار ہی کریں گے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: میں ابھی آپ کے سامنے اس سلسلہ میں قرآن پڑھوں گا کہ یہ بات کافروں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ مومن جس نے اعمال میں کوتاہی کی ہے وہ بھی درخواست کرے گا پھر آپؓ نے سورۃ المنافقین کی (آیات ۹ تا ۱۱) پڑھیں، اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کریں، اور جو ایسا کرے گا پس وہی لوگ ناکام رہنے والے ہیں، کچھ خرچ کرو اس روزق میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے، اس سے پہلے کہ تم میں سے ایک کے پاس موت آکھڑی ہو، پس وہ کہے: اے میرے پروردگار! مجھ کو اور تھوڑے دنوں کے لئے مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہو جاتا، اور اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتے، جب اس کی میعاد آجاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خوب خبر ہے۔

اس شخص نے پوچھا: زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟ یعنی اس نے ابن عباسؓ کی بات مان لی، اور وہ زکوٰۃ کے مسائل پوچھنے لگا، ابن عباسؓ نے فرمایا: جب مال دو سو درہم یا اس سے زیادہ ہوجائے، (اور اس پر سال گذر جائے) اس نے پوچھا، اور حج کس چیز سے فرض ہوتا ہے؟ آپؓ نے فرمایا: توشہ اور اونٹ (سواری سے)۔(ترمذی)

زکوٰۃ ہر سال فرض ہے

زکوٰۃ کے مسائل بہت اہم ہیں اس سلسلے میں تفصیلی معلومات حاصل کر کے زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ شریعت نے اس شخص کو مالدار قرار دیا جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو یا دو سو درہم ہوں یا اسی کے بقدر اس کے پاس سامان تجارت ہوں، اور اس مال پر ایک سال مکمل ہوجائے تو ڈھائی فیصد اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح جانوروں میں سے بھی زکوٰۃ فرض ہے ہر ایک کی الگ الگ تفصیل ہے جس کے پاس جس طرح کا مال ہے علماء کرام سے معلوم کر کے زکوٰۃ ادا کرے تا کہ کل قیامت کے دن باز پرس نہ ہو۔ اور یہ کبھی نہ گمان کرنا چاہئے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں کمی ہوجاتی ہے بلکہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک وصاف ہوجاتا ہے اور بڑھتا ہے اور اللہ کی پناہ اور حفاظت میں ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۔ اے نبی مسلمانوں کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے جس کے ذریعہ آپ ان کو پاک وصاف کیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ بلاشبہ آپ کا دعا کرنا ان کے لئے سکون کا باعث ہوگا۔ کتنے خوش نصیب تھے صحابہ کرام جن کے لئے حضور ﷺ کو حکم ہوا ہے دعا کرنے کا، آج بھی

زکوٰۃ ادا کرنے کا وہی ثواب ہے جو پہلے تھا اس لئے یہ نہ سوچنا چاہئے کہ حضور ﷺ دنیا میں نہیں تو زکوٰۃ وصدقات بھی نہیں مگر رہتی دنیا تک کے لئے یہ قانون ہے جس میں تغیر وتبدل ممکن ہی نہیں۔

کن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے

امام شافعیؒ کے نزدیک استعمالی زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اگر تجارت یا کرایہ کے لئے ہو تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سونے چاندی کے زیور میں زکوٰۃ واجب ہے خواہ وہ استعمال کے لئے ہو یا تجارت وغیرہ کے لئے جب اس پر ایک سال گذر جائے تو زکوٰۃ واجب ہے۔

بہت سی عورتیں زیورات رکھے رہتی ہیں مگر اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتی ہیں یاد رکھیں یہی وہ مال ہے جس کو سمیٹ کر رکھتی ہیں اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتی ہیں تو کل قیامت کے دن وبال جان بنے گا اور اس دن سوائے افسوس کرنے کے کچھ فائدہ نہ ہوگا اس لئے جیسے ہی مال میں سال پورا ہوجائے فوراً اس مال کی زکوٰۃ ادا کردیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ نے مال دیا ہو اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کا یہ مال اس کے لئے گنجا سانپ بنایا جائے گا، جس کے آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، اور وہ سانپ قیامت کے دن اس کی گردن میں بطور طوق ڈالا جائے گا، پھر سانپ اس کے منہ کے دونوں کناروں کو یعنی باچھوں کو پکڑے گا، پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔

آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایسے مال کے اکٹھا کرنے سے کیا فائدہ اللہ کا دیا ہوا مال ہے اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کو کہا جا رہا ہے تو یہ امانت کی سپردگی ہے اللہ تعالیٰ امتوں سے ان کی جان اور مال کو جنت کے بدلہ خرید لیا ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں پر وعیدیں

قرآن کریم میں اللہ نے جگہ جگہ زکوٰۃ نہ دینے والوں پر وعیدیں بیان فرمائی ہیں اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے موقعوں پر وعید بیان فرمائی ہے سورہ هُمَزَة میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَيَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اس کا یہ مال ہمیشہ رہے گا ہرگز نہیں اس کو حُطَمَة میں ڈال دیا جائے گا اور آپ کو کیا معلوم کہ حُطَمَةُ کیا چیز ہے وہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے جو دلوں کو جا پہونچے گی۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. اور وہ لوگ جو سونا چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں اور اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ اسی طرح قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں زکوٰۃ دینے والے کے لئے فضیلتیں اور نہ دینے والوں کے لئے وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ اب ایک حدیث بیان کر کے اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی سونا اور چاندی رکھنے والا نہیں کہ اس سے ان کا حق ادا نہ کرے مگر جس وقت قیامت کا دن ہوگا، اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی جہنم کی آگ میں گرم کی جاویں گی اور اس کے پہلو پیشانی اور اس کی پیٹھ کو داغ دیا جائے گا، جب جدا کی جائیں گی واپس لائی جائیں گی، ایک ایسے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار سال سے ہوگا یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا پھر وہ اپنی راہ دیکھے گا جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اور اونٹ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اور کوئی اونٹوں کا مالک نہیں جو ان سے ان کا حق ادا نہیں کرتا، اور ان کے حق میں سے

یہ بھی ہے کہ پانی پلانے کے دن دودھ دوہنا مگر جس وقت قیامت کا دن ہوگا ایک ہموار میدان میں اونٹوں کے مالک کو منھ کے بل ڈالا جائے گا اس حالت میں کہ اونٹ گنتی میں کامل اور موٹے ہوں گے ان میں سے اونٹ کے بچے کو بھی کم نہ پائے گا، اس کو اپنے پاؤں سے کچلیں گے اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے جب اس پر پہلی جماعت گذرے گی پچھلی لوٹائی جاوے گی ایسے دن میں جو پچاس ہزار برس کا ہے یہاں تک کہ بندوں کے بیچ فیصلہ ہوگا پھر وہ اپنی راہ جنت یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا، کہا گیا: یا رسول اللہ! گاؤں اور بکریوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اور نہ کوئی گائے اور بکری والا جو ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا مگر روز قیامت ایک ہموار میدان میں ڈالا جائے گا اس میں سے کسی کو گم نہ پائے گا نہ ان میں کوئی منڈی ہوگی اور نہ سینگ ٹوٹی اس کو سینگ ماریں گی اور کھروں سے کچلیں گی جب بھی اس پر پہلی جماعت گذرے گی پچھلی جماعت لوٹائی جاویں گی، ایسے دن میں جو پچاس ہزار سال کا ہے یہاں تک کہ بندوں کے بیچ فیصلہ ہوگا وہ اپنی راہ دیکھے گا جنت یا دوزخ کی طرف۔ (بخاری ومسلم)

کونسا مسلمان ایسا ہے جو اس طرح کی وعیدیں سن کر بھی زکوٰۃ نہ دے ماؤں اور بہنیں جو زیورات استعمال کرتی ہیں وہ ضرور زکوٰۃ ادا کریں اور یہ نہ سوچیں کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال گھٹتا ہے بلکہ مال کی صفائی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ہے

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مکرمہ صدر معلّمہ، قابل قدر سامعین، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! آج کل عموماً لوگ اسلام کے ایک بنیادی اور اہم رکن کی ادائیگی میں بڑی غفلت اور سستی برت رہے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں گوش گذار کردی جائیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ.

اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔ (شیخ الہند)

زکوٰۃ کی اہمیت

اسلام کے پانچ ارکان میں سے تیسرا اہم رکن زکوٰۃ ہے اور اس کی فرضیت قطعی ہے اس کا ثبوت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت سے ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ“ حدیث شریف میں ہے: ”اَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ“ اور امت کا اجماع بھی اسی پر ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے اس کی فرضیت سے انکار کرنے والا شخص شرعاً کافر ہے، چنانچہ علماء نے لکھا ہے اگر اسلامی نظام حکومت قائم ہو تو منکر زکوٰۃ کو قتل کی سزا بھی دی جاسکتی ہے، اسی لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور اقدس ﷺ کی وفات کے بعد زکوٰۃ سے باز رہنے والوں کو مرتد اور کافر قرار دیا اور ان سے جہاد کیا جو شخص اس فرض پر عمل نہ کرے وہ فاسق اور سخت گنہ گار رہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے بڑے ہی اہتمام کے ساتھ جگہ جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی ذکر فرمایا ہے اور احادیث شریف میں بھی بکثرت نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا سختی کے ساتھ بائیکاٹ کیا گیا۔ صحابہ کرام اور خیر القرون کے ادوار میں الحمدللہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا خاص اہتمام کیا جاتا رہا حتی کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور خلافت میں مستحق زکوٰۃ کو تلاش کرنا پڑتا تھا لوگ زکوٰۃ لئے پھرتے تھے مگر کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا الحمدللہ آج کے دور میں بھی بہت سے مسلماں صاحب نصاب ہیں لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی پر خاص توجہ نہیں کرتے اور جتنی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے کرے۔

علامہ شامیؒ اور طحاویؒ کی تحقیق

زکوٰۃ کی اہمیت اور تاکید کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ کا حکم بقول بعض علماء بیاسی جگہ ایک ساتھ اور دونوں کو ملا کر بیان فرمایا ہے جس سے ان دونوں کے درمیان عایت درجہ ارتباط اور کمال اتصال معلوم ہوتا ہے، اور یہ اتصال ان کے درمیان بدرجہ اتم یکسانیت کی واضح دلیل ہے، بیاسی جگہ دونوں کو ملا کر بیان کرنے کا قول صاحب درمختار اور بعض دیگر علماء کا ہے۔ ''قَرَنَهَا بِالصَّلٰوةِ فِیْ اِثْنَیْنِ وَثَمَانِیْنَ مَوْضِعًا فِی التَّنْزِیْلِ دَلِیْلٌ عَلٰی کَمَالِ الْاِتِّصَالِ بَیْنَهُمَا'' علامہ شامی اور طحاوی نے اس کو غلط قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ قرآن شریف میں بتیس جگہ دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے، علماء کرام نے لکھا ہے کہ جس طرح تمام امتوں پر نماز فرض تھی اسی طرح زکوٰۃ کا حکم بھی تمام امتوں کے لئے رہا ہے اور نماز کی طرح زکوٰۃ بھی سب پر فرض تھی گو زکوٰۃ کی مقدار اور مال کی تحدید کے سلسلہ میں ضرور اختلاف رہا ہے زکوٰۃ کے احکام میں جتنی آسانی اور سہولت اس شریعت اسلامیہ میں ہے، اتنی آسانی دوسری شریعتوں میں نہیں تھی، بہت بڑا افضل وکرم ہے امت محمدیہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہ زکوٰۃ ہر شخص پر فرض نہیں ہے بلکہ جس کے پاس نصاب کے بقدر مال ہو صرف اسی پر زکوٰۃ فرض اس پر ایک سال مکمل ہو جائے اور زیادہ نہیں صرف ڈھائی فیصد کسی غریب و مسکین کو ادا کرے مگر افسوس کہ بڑے بڑے مالدار صاحب ثروت جن کی زکوٰۃ سے بہت سے غریب و مستحقین کی معاشی حالت میں سدھار آ سکتا ہے وہ اپنے مالوں کی محبت میں اللہ کے اسی فریضہ کو بھول جاتے ہیں اور ان وعیدوں اور عذاب کا ذرا بھی خیال نہیں جو اللہ و رسول اللہ نے بیان فرمائے ہیں ایک مسلمان کو اس بات پر ایمان اور پختہ یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کبھی کم نہیں ہوتا۔

زکوٰۃ کی فرضیت کب ہوئی

اسلام کے ابتدائی دور میں زکوٰۃ فرض کر دی گئی تھی، چنانچہ سورہ مزمل جو پہلے پہلے نازل ہونے والی سورتوں میں ہے اس کی آخری آیت میں زکوٰۃ کا ذکر موجود ہے ارشاد باری ہے: ''وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ'' مگر مکی زندگی میں زکوٰۃ کی تفصیلات نازل نہیں ہوئی تھیں، حضرات صحابہؓ نے پوچھا: ''یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ'' لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں جواب دیں اپنی ضرورت سے زائد خرچ کرو، مال کی کوئی مقدار متعین نہیں فرمائی، ہجرت کے بعد سن دو ہجری میں جب اسلامی حکومت قائم ہوئی اور اسلامی نظام وجود میں آیا تب زکوٰۃ کی تفصیلات نازل ہوئیں اسی سال رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

جب صحابہ کرام کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر حبشہ ہجرت کر گئے اور نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور اسلامی تعلیمات کا ذکر کیا تو اس میں زکوٰۃ کو بھی ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ہجرت سے پہلے ابتدائے اسلام ہی میں فرض ہو گئی تھی۔ اسلام کا یہ نظام اور قانون غریب مسلمانوں کی معاشی حالت کو درست کرنے کے لئے بہت ہی بہتر ہے آج مدارس اسلامیہ زکوٰۃ کی بدولت چل رہے ہیں اور اسی کے ذریعہ دین کی عظیم الشان خدمات انجام دی جا رہی ہیں۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی

لغت میں زکوٰۃ کے معنی (۱) طہارت یعنی پاک وصاف ہونے کے ہیں۔ (۲) نمو یعنی بڑھوتری اور اضافہ کے ہیں گویا دو معنی ہوئے طہارت اور نمو، شریعت کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں: تَمْلِیْکُ جُزْءٍ مَخْصُوْصٍ مِنْ مَالِ

مَخْصُوْصٍ لِشَخْصٍ مَخْصُوْصٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی مخصوص مال میں سے مخصوص حصہ کا مخصوص شخص کو محض اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مالک بنا دینا اس عمل کو زکوٰۃ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مال میں نادار اور مفلس کا حق ہے اس کو ادا کرنے سے باقی مال کو اللہ تعالیٰ پاک وصاف فرمادیتے ہیں۔قرآن شریف میں ہے: ”خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا“ آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے جس کے ذریعہ سے ہم ان کو پاک وصاف کردیں گے،زکوٰۃ کی ادائیگی کے دنیوی فوائد بھی ہیں اور اخروی بھی جس مال کی زکوٰۃ ادا کردی جاتی ہے وہ مال اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔مصیبتیں اور بلائیں دور ہوجاتی ہیں بہت سی بیماریاں آنے والی ہوتی ہیں جب آدمی زکوٰۃ ادا کردیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان بیماریوں کو لوٹا دیتے ہیں۔اگر زکوٰۃ ادا نہ کریں گے تو مال کسی دوسرے حیلہ سے چلا جائے گا مگر تم کو احساس بھی نہ ہوگا اس لئے جس پر زکوٰۃ فرض ہو اس کو ضرور ادا کرنی چاہئے۔

کیسے لوگوں پر زکوٰۃ فرض ہے

آزاد عاقل بالغ خواہ مرد ہو یا عورت پر زکوٰۃ فرض ہے ان میں سے جو شخص نصاب کا مالک ہو (شریعت کی اصطلاح میں نصاب، مال کی اس مقدار کو کہا جاتا ہے جس کے مالک کو عرفِ شرع میں مالدار سمجھا جاتا ہے جیسے ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا جس کے پاس مال کی یہ مقدار ہوتی ہے وہ صاحب نصاب کہلاتا ہے) اور اس کی ملک اور قبضہ میں نصاب پر پورا قمری سال گذر گیا ہو، نیز وہ نصاب قرض سے اور حاجات اصلیہ سے زائد ہو۔

ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اصل مال کا بھی مالک ہو اور اس میں تصرف کرنے کا بھی پورا حق حاصل ہو اس قید سے مکاتب کے مال کو مستثنٰی کرنا مقصود ہے، چنانچہ

مکاتب پر زکوٰۃ نہیں ہے اس لئے وہ اصل مال کا مالک نہیں ہوتا صرف اس میں تصرف کرنے کا حقدار ہوتا ہے (مکاتب اس غلام باندی کو کہا جاتا ہے جسے مالک معینہ مال کے ادا کردینے کی شرط پر آزاد کردیتا ہے) نیز قبضہ سے پہلے طے شدہ مہر پر عورت کو ملکیت حاصل ہوتی ہے لیکن اس پر قبضہ نہ ہونے کی وجہ ملکیت تام نہیں ہوتی ہے اسی لئے وصول کرنے سے پہلے اس کی زکوٰۃ عورت پر لازم نہیں ہے کامل ملکیت کی قید سے اس کو بھی مستثنٰی کرنا مقصود ہے:”وَمِنْهَا الْمِلْكُ التَّامُّ هُوَ مَا اجْتَمَعَ فِيْهِ الْمِلْكُ وَالْيَدُ وَاَمَّا اِذَا وَجَدَ الْمِلْكُ دُوْنَ الْيَدِ كَا لصَّدَاقِ قَبْلَ الْقَبْضِ اَوْ وَجَدَ الْيَدِ دُوْنَ الْمِلْكُ كَمِلْكِ الْمَكَاتِبِ وَالْمَدْيُوْنَ لاَ تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةِ“. (عالم گیری)

اس لئے عورت کو جب مہر ملے اور وہ نصاب کے بقدر ہو اور اس پر سال پورا ہوجائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی عورتیں زیوروں کی زکوٰۃ کی ادائیگی میں بڑی غفلت اور کوتاہی کرتی ہیں یاد رکھیں اگر یہی غفلت اور سستی رہی تو اس کا انجام بہت خراب ہوگا۔اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

زکوٰۃ نہ دینے پر آخرت میں عذاب

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْد فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْم . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

میری بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! آج کی اس مجلس میں زکوٰۃ کے تعلق سے کچھ باتیں عرض کرنی ہیں ۔ اسلام نے غریب وبیکس اورمحتاجوں کی بھی حد درجہ رعایت کی ہے اور زکوٰۃ ،صدقات، خیرات وغیرہ کے عنوان سے ان کے اوپر خرچ کرنا مالداروں کے لئے لازم اورضروری قرار دیا تاکہ ان کی بھی کفالت ہوسکے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تین شخص جو پہلے جہنم میں جائیں گے مسلط ہونے والا حاکم، اپنے مال میں سے اللہ کا حق ادا نہ کرنے والا مالدار، اورفخر کرنے والا فقیر۔ (ابن حبان)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں سے متعلق فرمایا: دینار کو دینار پر اور درہم پر درہم پر نہیں رکھا جائے گا بلکہ زکوٰۃ نہ دینے والے کی کھال کو اتنا پھیلا دیا جائے گا کہ دینار اور ہر درہم کو علاحدہ علاحدہ اس پر رکھا جائے گا ،اوران کے ذریعہ سے اس کو داغا جائے گا۔

کتنی سخت وعید ہے زکوٰۃ نہ دینے والوں اور سستی وکوتاہی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَيَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اس کا یہ مال ہمیشہ رہے گا ہرگز ایسا نہ ہوگا اس کو حُطَمَةُ میں ڈالا جائے گا اور آپ کو کیا معلوم کہ حُطَمَہ کیا چیز ہے یہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے جو دلوں کو جا پہنچے گی۔

غور طلب بات

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ داغنے کے لئے پیشانی پہلو اور کمر کا خاص طور پر کیوں ذکر کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بخیل مالدار جب کسی غریب کو دیکھتا ہے تو ترش رو ہوکر چیں بہ جبیں ہوجاتا ہے اپنی پیشانی پر بل ڈال لیتا ہے اور اپنے پہلو سے اعراض کرلیتا ہے اور جب وہ اس کے قریب ہوتا ہے تو اس کی طرف سے اپنی کمر پھیر لیتا ہے تو اس کی سزا میں اس کے ان اعضاء کو داغا جائے گا، تاکہ جَزَاءً مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ ہوجائے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ کے بدلہ پانچ، صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! پانچ کے بدلہ پانچ کیا ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کوئی قوم عہد شکنی نہیں کرے گی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن کو مسلط کردے گا، اور کوئی قوم اللہ کے قانون کے خلاف فیصلہ نہیں کرے گی،

مگر یہ کہ ان میں فقر وتنگ دستی پھیل جائے گی اور ان میں بدکاری ظاہر نہیں ہوگی مگر یہ کہ ان میں موت پھیل جائے گی، اور ناپ تول میں کمی نہیں کریں گے، مگر یہ کہ پیداوار سے محروم کردیئے جائیں گے، اور قحط سالی میں گرفتار ہوجائیں گے، اور زکوٰۃ نہیں روکیں گے مگر یہ کہ اللہ ان سے بارش روک لیں گے''۔ (طبرانی)

آفات وبلیات بداعمالیوں کا نتیجہ

زمین پر قحط سالی کا آنا پریشانیوں سے دوچار ہونا یہ سب بداعمالیوں کا نتیجہ ہے: ''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ '' خشکی اور دریا میں جولوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے فساد پھیل گیا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کئے ہوئے کا کچھ مزا چکھائیں تا کہ وہ لوگ باز آئیں اللہ کی طرف سے جو آفتیں آتی ہیں وہ سب بداعمالی ہی کی وجہ سے آتی ہیں زکوٰۃ نہ ادا کرنا گناہ ہے یہ اللہ کا دیا ہوا مال ہے اس کو اللہ ہی کے راستہ میں خرچ کیا جائے۔ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. اور جولوگ سونا اور چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے تو دردناک عذاب کی خبر سنادیجئے۔

محمد بن یوسف فریابی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ حضرت ابوسنان کی خدمت میں حاضر ہوا جب ہم آپ کے پاس بیٹھ گئے، تو انہوں نے فرمایا: آؤ چلو! ہم اپنے پڑوسی سے ملاقات کریں اس کے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے اس کی تعزیت کریں، ہم ان کے ساتھ اس کے پاس پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہ بہت زیادہ گریہ وزاری میں ہے اور اپنے بھائی کے لئے بے چین وبیقرار ہے، ہم سب اس کو

تسلی دینے لگے مگر اس پر تسلی دینے کا کوئی اثر نہیں ہوا، تو ہم نے اس سے کہا کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے؟ کہ موت سے کسی کے لئے راہ فرار نہیں ہے، اور اس سے کسی کے لئے چارۂ کار نہیں اس نے کہا: یقیناً یہ صحیح ہے لیکن میں اس پر اس عذاب کی وجہ سے روتا ہوں جن میں وہ صبح وشام گرفتار ہے، انہوں نے کہا اللہ نے تمہیں علم غیب کی خبر دی ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن جب میں نے اس کو دفن کیا اور قبر پر مٹی کو ڈال دی اور لوگ واپس آگئے تو میں اس کی قبر کے پاس بیٹھ گیا تو اچانک اس کی قبر سے آواز آئی، آہ مجھے تنہا چھوڑ دیا کہ میں عذاب جھیلتا رہوں میں تو نماز روزہ کا پابند تھا تو میں اس کی اس بات سے رونے لگا، میں نے اس کی قبر سے مٹی کو ہٹایا تا کہ اس کی حالت کو دیکھوں تو دیکھا کہ اس پر آگ بھڑک رہی ہے اور اس کے گلہ میں آگ کا ایک طوق ہے تو بھائی کی ہمدردی میں میں نے اپنے ہاتھ بڑھایا تا کہ اس کی گردن سے طوق کو ہٹاؤں تو میری انگلیاں اور ہاتھ جل گیا، اور پھر اس شخص نے اپنا ہاتھ دکھایا تو وہ جل کر سیاہ ہو چکا تھا، اس نے کہا پھر میں نے اس پر مٹی ڈال دی اور واپس ہوگیا، تو میری آنکھیں اس پر کیوں نہ نمناک ہوں؟ اور میرا دل کیوں نہ غمناک ہو؟ تو ہم نے کہا: تمہارا بھائی دنیا میں کیا کرتا تھا؟ تو اس نے کہا وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا، تو ہم نے کہا: یہ قرآن کریم کی اس آیت کی تائید ہے: ''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرُ الَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ''۔ (۱۸۰: آل عمران: پ۴)

ترجمہ: اور ہرگز خیال نہ کرے ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات ان کے لئے کچھ اچھی ہوگی بلکہ یہ بات ان کے لئے بہت ہی بری ہے وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیئے جائیں

گے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا۔

تمہارے بھائی کو قبر میں جلدی عذاب دیا جانے لگا ہے، پھر ہم اس کے پاس سے واپس آئے اور حضرت ابوذرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے اس شخص کا قصہ بیان کیا: اور عرض کیا: یہودی اور نصرانی مرتے ہیں اور ان میں کوئی ایسی چیز ہم نہیں دیکھتے تو انہوں نے فرمایا وہ لوگ تو بلاشبہ جہنمی ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں اس طرح کے حالات اس لئے دکھاتے ہیں تا کہ تمہیں عبرت ہو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ“ پس جو شخص دیکھے تو اس کا نفع اس کے لئے ہے اور جو شخص اندھا بن جائے تو اس کا نقصان اسی پر ہے اور تیرا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (کتاب الکبائر)

جان اور مال اللہ کی امانت ہے

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے اس لئے مسلمان اپنی جان اور مال کا مالک نہیں ہے بلکہ یہ جان اور مال تو اللہ کی امانت ہے اور امانت کا ضابطہ یہ ہے کہ جب اس کا مالک تقاضہ کرے تو فوراً اس کے حوالہ کردی جائے اللہ تعالیٰ بار بار فرمارہے ہیں: اَقِيْمُو الصَّلٰوةَ وَاٰتُوْ الزَّكٰوةَ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا جس طرح نماز کا ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح زکوٰۃ ادا کرنا بھی فرض ہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب عرب کے بعض قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو خلیفہ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَاللّٰهُ لَاُ قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ اللہ کی قسم جو شخص نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا

میں اس سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے بہادر اور شیر دل آدمی نے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے امیر المومنین لوگوں سے نرمی کا معاملہ کریں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جلال میں آگئے۔ فَقَالَ لِيْ اِجْبَارُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَارَ فِي الْاِسْلَامِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں شیر بنتے تھے اور زمانہ اسلام میں بلی بن گئے۔ اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنَ اَيَنْقُصُ وَحَيٌّ بلاشبہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو یگا اور دین کامل و مکمل ہو گیا کیا میرے جیتے جی وحی میں قطع و برید ہو سکتی ہے صحابہ کرام کی انہیں کوششوں کے ذریعہ دین صحیح سالم ہم تک پہونچا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

رمضان اولیاء وصالحین کی نظر میں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

معزز ومحترمہ معلمات، عزیزہ طالبات، خواتین اسلام، ماؤں اور پیاری بہنو!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: " اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ " عقلمند وہ شخص جس نے اپنے نفس کو تابع کرلیا اور ایسا کام کیا جو مرنے کے بعد کام آنے والے ہیں اور نادان وہ شخص ہے جو خواہش نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ سے لمبی لمبی آرزوئیں باندھیں۔ دنیا میں رہ کر اللہ کو راضی کرنے والے عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا اور عبادتوں کی خاطر کچھ اوقات بھی مقرر کردیئے تاکہ بندہ ان اوقات میں عبادت کرکے اللہ کو راضی کرلے اور رمضان اس کے لئے بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (بقرہ:۲۲۳) (مسلمانو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے تھے تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو)۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ گیارہ مہینے کے انتظار کے بعد پھر رمضان المبارک کا مہینہ ہم کو ملا ہے، جس کی عظمت کا یہ حال ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کے اتارنے کے لئے اسی مبارک مہینہ کا انتخاب فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰن (وہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مجید اتارا گیا)۔

اس ماہ مبارک کے آتے ہی خدا کی رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

پکارنے والا پکارتا ہے اے نیکی چاہنے والے! آگے بڑھ اور اے بدی چاہنے والے پیچھے ہٹ جا۔ (ترمذی)

اسی مہینہ کے لئے شروع سال سے جنت سنواری جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ) جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کرکے خدا کا قرب حاصل کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جس نے اس ماہ میں فرض ادا کیا گویا اس نے غیر رمضان میں فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جو شخص رمضان کا مہینہ پائے پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو، وہ تباہ ہے''۔ (حاکم)

یہ بہت بڑی محرومی اور شقاوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہے سرکش شیاطین کو بھی بند کر دیا جاتا ہے تاکہ عبادت گذار بندوں کو بہکا نہ سکیں، اگر کوئی شخص ایسے وقت کو بھی غفلت وکوتاہی اور سستی میں گذار دے تو اس سے بڑا بیوقوف اور کون ہوسکتا ہے رمضان المبارک کماحقہٗ قدر تو ہمارے اکابر واسلاف کیا کرتے تھے ایک ایک لمحہ ضائع ہونے سے بچاتے تھے فضول اور لا یعنی باتوں سے ہمیشہ اپنے آپ کو دور رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ رمضان کے ملنے کی دعا کیا کرتے تھے اے اللہ رجب اور شعبان میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان المبارک پہونچا۔

لیلۃ القدر کا ثواب

اسی مبارک مہینہ میں وہ برکت والی رات آتی ہے جس میں نیکی کرنے کا ثواب ایسا ہے جیسے ایک ہزار مہینہ تک نیکی کرتا رہے: (لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ) شب قدر بہتر ہے ہزار مہینہ سے۔

اسی رات جبریلؑ امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نیچے اترتے ہیں اور ہر شخص کے لئے جو کھڑے اور بیٹھے اللہ کی یاد میں مشغول ہیں اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

افسوس کہ مسلمان خیر وبرکت کے ان دنوں اور راتوں کو بڑی بیدردی سے ضائع کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ کیا خبر! آئندہ یہ موسم خیر نصیب میں آتا ہے یا نہیں؟

(فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ) (بقرہ) جو اس کو پائے وہ اس مہینہ کے روزے رکھے۔

یعنی عاقل وبالغ اور مسلمان ہو خواہ مرد ہو یا عورت ہر ایک کو اس مہینہ کے روزے رکھنے چاہئیں اگر کسی وجہ سے رمضان کا روزہ نہ رکھ سکا تو بعد میں اس کی قضا کرنا لازم اور ضروری ہے آج مسلم معاشرے میں کتنے مرد وخواتین ایسے ہیں جو رمضان کا روزہ معمولی بہانے سے چھوڑ دیتے ہیں اور اس بات کا خیال بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی کیا ہے اپنی عبادت کی خاطر، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اور میں نے جناتوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کی خاطر پیدا کیا اس لئے کبھی بھی اپنا مقصد تخلیق نہیں بھولنا چاہئے اور روزہ اہم عبادتوں میں سے ہے اس کی فکر کرنی چاہئے۔

اصل پورے اعضاء کا روزہ ہے

مگر بدقسمتی سے عموماً لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف بھوکے پیاسے اور زن وشوہر کے تعلق سے الگ رہنے کا نام روزہ ہے، حالانکہ حضور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''بہت سے روزہ دار ہیں کہ ان کو بھوکے رہنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ (ابن ماجہ)

روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے، کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! روزہ کس چیز سے خراب ہوتا ہے؟ فرمایا جھوٹ اور غیبت سے۔ (مجمع الفوائد)

روزہ رکھ کر بھی جو شخص جھوٹ اور فریب کے کام نہ چھوڑے تو خدا کو اس کی ضرورت نہیں کہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے''۔ (بخاری)

دراصل روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ قلب اور قالب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجائے اور اتقان تقویٰ کی کیفیت سے سرفراز ہوجائے۔ حافظ ابن رجب حنبلیؒ ایک بزرگ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ ”تم روزہ رکھو تو تمہارے کان، آنکھ، زبان بھی حرام باتوں سے روزہ رکھیں، پڑوسیوں کو تکلیف نہ دو، تم پر وقار اور سنجیدگی کی کیفیت پیدا ہوجائے“۔

اسی وقت روزہ معتبر اور کارآمد ہوسکتا ہے کیونکہ کوئی بھی کام اصول وضابطہ کے خلاف ہوتو وہ ہرگز صحیح طور پر انجام نہیں پاسکتا جب ہم روزہ رکھتے ہیں تو گویا جسم تمام عضو روزہ رکھتے ہیں کان ناک دل ودماغ اور ہاتھ ہر چیز کی حفاظت ضروری ہے ورنہ اس کے بغیر روزہ بے کار ہے۔

اکابر علماء ومشائخ کا رمضان

اس ماہ مبارک کو کلام الٰہی سے خاص مناسبت ہے، اللہ تعالیٰ کے بعض پاکیزہ بندے اس ماہ مبارک میں ہر تیسری رات کو تہجد کی نماز میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ امام نخعیؒ رمضان میں ہر تیسری شب کو ایک قرآن ختم کرتے تھے، حضرت قتادہؒ آخری عشرہ میں ہر رات کو ایک قرآن ختم کرتے تھے، حضرت سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ رمضان المبارک کے آتے ہی دوسرے مشاغل سے الگ ہوکر قرآن مجید کی تلاوت میں لگ جاتے تھے۔

عبداللہ ابن غالبؒ ایک بزرگ گذرے ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور دفن کئے گئے تو قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی تھی، کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور اس خوشبو کی وجہ دریافت کی؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ روزہ اور تلاوت قرآن مجید کی برکت ہے۔

آپ کی خدمت ماہ مبارک کے متعلق اہل علم کے تاثرات جو صاحب دل بھی تھے، عرض کرتا ہوں شاید ہمارا جذبۂ عمل بیدار ہوجائے اور اس مبارک مہینہ کے حقوق ادا کرنے کی توفیق نصیب ہوجائے۔

کیونکہ واقعات کو سن کر دل اس سے متاثر ہوتے ہیں اور قبول کرتے ہیں اسی لئے قرآن واحادیث میں بھی گذشتہ اقوام کے واقعات ذکر کئے گئے ہیں کہ ان کو سن کر عبرت ونصیحت حاصل کریں۔ اکابر واسلاف بھی انسان ہی تھے اور ان کو بھی ہماری طرح انسانی ضروریات لگی ہوئی تھیں مگر انہوں نے ضرورت کو ضرورت ہی کی حد تک رکھا ضرورت کو مقصد نہیں بنایا اور ہم نے ضرورت کو مقصد بنالیا اور مقصد کو بھول گئے۔

حافظ ابن رجب حنبلیؒ کے اقوال

ماہ رمضان المبارک آگیا، قرب خداوندی کی جانب سے مشک جیسی تیز ہوائیں چلنے لگیں، خوش نصیبوں کو مژدۂ وصال ملنے لگا، گنہگاروں کو معافی کا آسرا ہوا، خواہشات نفسانی کے آتشکدے بجھنے لگے، نفس کی حکومت ختم ہوگئی۔

اب غفلت کی بدمستی دور ہو، تقویٰ کی شمعیں روشن ہوں، روزہ دارو! دلوں میں خشوع پیدا کرو تہجد میں رکوع اور سجدوں کا لطف حاصل کرو۔

اے نیند! شب بیداروں کے قریب نہ آنا، اے گناہ! عارفین اپنی روحانی غذا پائیں گے اور جمال ذات کے مشتاق غیر پر نظر نہ ڈالیں گے، افسوس وہ شخص کس قدر محروم ہے جس نے اس مبارک مہینہ کو ضائع کردیا، کتنے روزہ دار ہیں جو صرف بھوکے پیاسے رہے؟ کتنے شب بیدار ہیں جو صرف جاگتے رہے بلاشبہ جو روزہ جھوٹ سے محفوظ نہ رکھا جائے اور جو تہجد بے حیائی سے نہ روکے وہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث ہے۔

اے لوگو! تم میں روزے کے برکات کہاں؟ شب بیداری کے انوار کہاں؟ راتوں کو آنکھوں نے آنسو کب بہائے؟

اللہ والو! یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں قرآن اتارا گیا، آج وہی قرآن تمہارے درمیان پڑھا جاتا ہے، یہ قرآن وہ ہے اگر پہاڑ پر اترتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا، مگر تمہارے دلوں میں ڈر نہیں پیدا ہوتا، آنکھیں آنسوؤں سے تر نہیں ہوتیں، تم اپنے روزوں کو ناجائز باتوں سے نہیں بچاتے، اگر ایسا کرتے تو روزہ کا فائدہ محسوس کرتے! تم صحیح طریقہ سے شب بیداری نہیں کرتے اگر ایسا کرتے تو قرآن بارگاہ خداوندی میں تمہارا سفارشی بنتا!

افسوس دل تقویٰ سے خالی ہیں، کھنڈر کی طرح ویران اور برباد ہیں، گناہوں کی بدلیاں چھائی ہوئی ہیں، قرآن پڑھا جاتا ہے، مگر ہمارے دل پتھر کی طرح سخت ہیں، رمضان المبارک کا مقدس مہینہ بار بار آتا ہے، مگر ہماری حالت نہیں بدلتی، جوانوں کو اپنی جوانی کی سرمستیوں سے فرصت نہیں، بوڑھوں ضعیفی ان کی تنبیہ کے لئے کافی نہیں۔

ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ان پاکباز بندوں سے کیا نسبت؟ جنہوں نے خدا کی طرف بلانے والے کی آواز کو سنا اور اس پر لبیک کہا، قرآن مجید کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی گئیں تو ان کے دل لرز گئے جب انہوں نے روزہ رکھا تو ان کی زبان، کان، آنکھ، سب نے روزہ رکھا۔

اللہ کے بندو! ماہ مبارک تمہارے سامنے آچکا ہے تم میں سے کتنوں نے اپنی حالت کا جائزہ لیا ہے؟ تم میں سے کس نے اس مہینہ کا حق ادا کیا ہے؟ لوگو اب بھی محنت کرلو، یاد رکھئے اللہ کے یہاں نیت دیکھی جاتی ہے، وہاں قبولیت کا معیار دل ہے، اصل کامیابی یہ ہے کہ تمہاری محنت اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جائے۔

شب قدر آگئی، یعقوب کو وصال یوسف کا مژدہ ملا ہے، اے شب قدر! عابدوں کے حق میں رہنا، اے زبان! آج قوت گویائی سے پورا کام لے اور خوب مانگ لے کہ آج نسیم سحر بندوں کی گریہ وزاری اور درد فراق کو لے کر خدا کے دربار میں حاضر ہوگی۔

سورۃ القدر کی عظمت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:"إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ" ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا اور آپ کو کیا معلوم شب قدر کیا چیز ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے! فرشتے اور روح الامین اس رات میں اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہزار خبر لے کر! یہ رات سلامتی والی ہے اور یہ صبح صادق کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اتنا تو بتلا دیا کہ شب قدر رمضان میں ہے مگر رمضان کی کس رات میں ہے اس کی وضاحت نہیں کی تاکہ بندے اس رات کی تلاش میں عبادت کرلیں۔ حدیث کی کتابوں میں یہ وضاحت کردی گئی کہ شب قدر رمضان کے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں ہے یعنی اکیسویں، انتیسویں، ان پانچوں راتوں میں جاگ کر اللہ کی عبادت کریں تو انشاء اللہ ضرور شب قدر مل سکتی ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں

روزے کے تین درجے ہیں: عوام کا روزہ، خواص کا روزہ، اخص الخواص کا روزہ۔

عوام کا روزہ کھانے پینے سے رکنے اور عورت سے جنسی تعلق نہ رکھنے کا نام ہے، خواص کے روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ عوام کے روزہ کے تمام شرائط کے ساتھ کان،

آنکھ، زبان، ہاتھ، پیر اور تمام اعضاء کو بری باتوں سے روکا جائے، اخص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ دل سے دنیاوی افکار اور فاسد خیالات نکال دیئے جائیں، ذات حق کے سوا کسی دوسرے کی قلب میں گنجائش نہ ہو۔ (احیاء علوم الدین)

کوشش کریں کہ ہمارا روزہ بھی سب سے بہتر اور اچھا ہو، روزے کا جو مقصد ہے وہ مقصد بھی حاصل ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی تمہارے اندر تقویٰ اور پرہیز گاری کی صفت پیدا ہو اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب روزے کے اصول وضابطہ کو ملحوظ رکھیں، اور کثرت سے ذکر واذکار اور تلاوت قرآن کریں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا

رمضان میں صدقات اور نیک اعمال کی توفیق ہوگئی تو پورے سال اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل رہے گی اور اگر یہ مہینہ اللہ تعالیٰ سے دوری میں گذرا تو پورا سال اسی طرح گذرے گا، حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے اور ان کے قرب کے حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس مہینہ کو غنیمت سمجھیں۔ تاکہ پورے سال اس کے برکات اور حاصل کرسکیں۔ رمضان کی مقدس ساعتوں کی قدر کریں، دن ورات سبھی بابرکت ہیں اور کوشش کریں کہ کوئی جماعت فوت نہ ہوجائے فرائض کے ثواب ستر فرائض تک بڑھادئے جاتے ہیں نوافل کا درجہ فرائض کے برابر کردیا جاتا ہے گویا رمضان کا مہینہ پورے سال کے لئے نمونہ ہے کہ اس مہینے میں جیسی عبادت کیا کرتے ہیں اسی طرح دیگر ایام میں بھی عبادات میں لگے رہیں۔

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کا ارشاد

ماہ رمضان المبارک کا انتظار اور عبادات کی فکر انسان کو حضور حق سے سرفراز کرتی ہے، اس امت کے جسمانی ضعف، ہمت کی پستی اور عمر کی کمی کے خیال سے اللہ تعالیٰ

نے ماہ رمضان اور شب قدر سے سرفراز فرمایا تاکہ اس کے ذریعہ پچھلی امتوں سے زیادہ بلند رتبے حاصل کرسکیں اور ہر سال نفس محنت طلب اعمال سے دوچار ہو، تاکہ اس کا اثر پورے سال رہے۔ (صراط مستقیم ص/۹۴)

پچھلی امتوں کی عمریں طویل ہوا کرتی تھیں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے اس لئے عبادتیں بھی کم ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا افضل واحسان ہوا کہ اس نے رمضان کے اندر ایک ایسی رات عطا فرمادی کہ اس رات ہم عبادت کر کے گذشتہ اقوام سے بڑھ سکتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے

روزہ سے انسان کو فرشتوں کی مشابہت حاصل ہوتی ہے، ملائکہ کا محبوب بن جاتا ہے، اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ قوت بہیمیہ کمزور ہوجاتی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

اکابر اہل دین کے تاثرات پڑھ لینے کے بعد یہ بھی سن لینا چاہئے کہ سب سے زیادہ ڈرنے کی بات یہ ہے کہ کہیں یہ عمل خدا کے یہاں سے رد نہ ہوجائے اس لئے بعض بزرگوں کا طریقہ تھا کہ چھ مہینہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ ماہ رمضان المبارک ہمارے نصیب میں آئے اور اس کے بعد چھ ماہ تک دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اس ماہ مبارک کے اعمال کو قبول فرما۔

بعض بزرگوں پر عید کے دن رنج وغم طاری ہوگیا، لوگوں نے کہا کہ آج تو خوشی کا دن ہے یہ رنج وافسوس کیوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ خدا نے احکام دیئے اور ہم نے عمل کیا، اب فکر یہ ہے کہ یہ عمل وہاں قبول بھی ہوا یا نہیں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ لوگوں کو حکم بھیجتے تھے کہ ماہ رمضان المبارک کے خاتمہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں کثرت سے استغفار کریں۔

حاصل یہ ہے کہ مبارک مہینہ پوری توجہ سے گذارنا چاہئے اور فکر مند رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان محنتوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

مگر افسوس کہ رمضان المبارک کے بعد والی چاند رات کو ہم عید کے سامان خریدنے میں اس طرح مشغول ہوتے ہیں کہ عشاء کی نماز ہی بھول جاتے ہیں جب کہ اس رات کی بھی بڑی اہمیت ہے توبہ واستغفار کرنے کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ دعا ہے کہ ہم سب کو رمضان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

روزہ سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبْنَا وَشَعْبَانِ وَبَلِّغْنَا رَمَضَان. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، معزز ماؤں اور پیاری بہنو! اللہ تعالیٰ کا کس قدر فضل واحسان ہے اپنے بندوں پر کہ اس نے رمضان جیسا برکت والا مہینہ ہم کو عطا فرمایا جس کے تعلق سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں کیا کرتے تھے کہ یا اللہ ہم کو رمضان تک پہونچا۔

رمضان کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جب رمضان شرع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب رمضان شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

سنن ترمذی کی روایت میں آتا ہے کہ رمضان المبارک کی ہر رات میں منادی آواز لگاتا ہے اے بھلائی چاہنے والے نیکی اور بھلائی کے لئے لپک، اے برائی کا ارادہ رکھنے والے، برائی کرنے سے باز آ اور اس کے آخر تک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد کرتے رہتے ہیں۔

اندازہ لگایئے کہ آخر کتنے جہنمی جہنم سے آزاد کردیئے جاتے ہوں گے، رمضان المبارک کی ساری راتوں میں بے شمار جہنمی جہنم سے آزاد کردئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ بندوں کو معاف کرنے اور ان کی مغفرت کرنے کے لئے بہانے ڈھونڈھتے ہیں مگر افسوس کہ ہم ہی دور بھاگے جا رہے ہیں اور جہنم سے بچنے کی فکر نہیں رکھتے ہیں۔

روزہ کا بدلہ اللہ ہی دیتے ہیں

حدیث میں آتا ہے کہ آدمی کے ہر نیک کام کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا کردیا جاتا ہے۔ لیکن روزے کے ثواب کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ.

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا کیوں کہ روزہ دار اپنی خواہشات اور کھانا صرف میری خاطر چھوڑتا ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرتے ہوئے دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کرتے ہوئے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

زبان کی حفاظت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، جو شخص روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل پیرا ہونے سے باز نہ آئے، ایسے شخص کے کھانا پینا چھوڑنے کی اللہ کو ضرورت نہیں۔

روزہ صرف اللہ ہی کے لئے ہے کوئی بھی نیک کام کرے اس میں دکھاوا اور شہرت ہے مگر روزے میں دکھاوا اور شہرت نہیں ہے صرف اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کون بندہ روزے سے ہے اور کون بندہ بے روزہ، دروازہ بند کرکے کوئی رمضان میں کھانا کھائے تو دوسرے کو کیا پتہ؟ لیکن جب بندہ صرف اللہ سے خوف کرکے کھانے پینے سے رکا رہے اور بھوک پیاس اور بیوی منکرات سے بچا رہے تو اللہ تعالیٰ کو کتنا پیار آئے گا میرے بندے میرے حکم کو پورا کرنے کے لئے مشقتیں اٹھا رہے ہیں۔

افطار وسحر کے وقت مسنون دعائیں

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ سحری کیا کرو کیوں کہ سحری کھانا بابرکت ہے (بخاری ومسلم)۔ اور آپ نے فرمایا لوگ اس وقت تک بہتری اور بھلائی میں ہیں جب تک وہ افطاری میں جلدی کرتے ہیں۔ یعنی سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کرلیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

رسول اللہ ﷺ جب افطاری کرتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ، ذَھَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہ. اے اللہ میں نے تیرے لئے ہی روزہ رکھا اور اب تیرے ہی دیئے ہوئے رزق پر افطاری کر رہا ہوں۔ پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہوگئیں اور روزے کا ثواب ثات ہوگیا۔

(ابوداؤد، محقق جامع الاصول اور علامہ البانی نے مشکوۃ میں حدیث نمبر ۱۹۹ کے تحت صحیح قرار دی ہے)

افطار سے فارغ ہوکر یہی دعا کریں کہ نبی ﷺ کی سنت ادا ہوجائے، لوگوں سے افطار کے وقت میں چند کوتاہیاں ہوتی ہیں دن بھر کے بھوکا رہنے کی وجہ سے شام کو اپنے نفس کو قابو میں نہیں رکھ پاتے اور اس طرح کھانے پر ٹوٹتے ہیں کہ دعا بھی یاد نہیں رہتی اور افطار کے بعد بھی دعا پڑھنا بھول جاتے ہیں اس کوتاہی کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے روزے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر ماہ میں تین دن کے اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا پورے سال کے روزوں کے برابر ہیں اور یوم عرفات (۹) ذی الحجہ) کا روزہ رکھنے سے اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ پچھلے اور ایک اگلے سال کے گناہ معاف کردے گا اور یوم عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھنے سے سابقہ ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (مسلم)

پھر آپ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو (یوم عاشورہ کے ساتھ) نومحرم کا روزہ بھی رکھوں گا۔ (چنانچہ نو اور دس محرم کا روزہ رکھنا سنت ہے)۔

حج کرنے والوں کے لئے نو ذی الحجہ کا روزہ رکھنا سنت نہیں۔ چونکہ حج کرنے والے کو نویں ذی الحجہ کو بہت سے کام رہتے ہیں اور روزہ رکھ کر ان ارکان کی ادائیگی میں کوتاہی ہوسکتی ہے اور حج فوت ہونے کا اندیشہ ہے اس وجہ سے حاجی کے لئے نویں ذی الحجہ کا روزہ مسنون نہیں ہے کس قدر سہولت رکھی گئی ہے مذہب اسلام میں اسی طرح شوال کے چھ روزے بھی مسنون ہیں۔

نوافل روزوں کا بھی اہتمام کریں

رسول اللہ ﷺ نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کبھی بھی کسی پورے مہینہ کے روزے نہیں رکھے۔ (مسلم)

نبی اکرم ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے۔ (بخاری)

(یعنی آپ سب سے زیادہ نفلی روزے شعبان میں رکھا کرتے)۔ (بخاری)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا، اس لئے شعبان میں روزے رکھنا بھی کثرت ثواب کا باعث ہے۔ البتہ رمضان سے ایک دو روز پہلے روزے نہ رکھے کیونکہ پورے رمضان تو روزے رکھنے ہی ہیں آج کل قویٰ کمزور ہیں زیادہ روزوں کے ہوسکتے متحمل نہیں، رسول اکرم ﷺ کے قوی بہت مضبوط تھے کئی کئی روز تک بغیر کچھ کھائے پیئے مسلسل روزے رکھا کرتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتباع کرنی چاہیئے تو سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں میری طرح کوئی ہوسکتا ہے؟ میرا رب تو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ یعنی روحانی طاقت عطا کردی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کثرت سے روزہ رکھ سکتا ہے تو اس کے لئے صوم داؤد بہتر ہے یعنی حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ روزہ رکھنے کے فوائد بے شمار ہیں آخرت میں جو اجر ملنے والا ہے وہ تو ہے ہی، خود آدمی کی صحت بھی صحیح رہتی ہے آج کل تو غیر مسلم بھی صحت وتندرستی کی خاطر روزے رکھتے ہیں مگر ہم اسلام کے پیروکار ہوکر بھی روزے سے دور ہیں، کتنی مسلم مائیں بہنیں اور بھائی ہیں جو روزے نہیں رکھتے اور رمضان میں کھلے عام سڑکوں پر کھاتے پھرتے ہیں نہ تو اللہ ورسول کا کوئی خوف اور نہ لوگوں سے شرم وحیا آتی۔ اللہ حفاظت فرمائے اور احکام اسلام کا پابند بنائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وہ لوگ جن کو زکوٰۃ لینا حرام ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِىٍّ وَلَا لِذِىْ مِرَّةٍ سَوِىٍّ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

مشفق ومہربان معلمات ،عزیزہ طالبات ! اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے زکوٰۃ۔قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر جہاں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے وہیں زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم دیا گیا ہے زکوٰۃ ایسا اہم فریضہ ہے اگر صحیح طور پر ادا کیا جائے اوران کے مستحقین تک پہونچ جائے تو مسلمانوں میں جوغریب اورفقیر ہیں وہ سب خوشحال ہوجائیں اور دردر کاسہ گدائی لئے نہ پھریں مگر بہت سے لوگ ایسے

ہیں جوزکوٰۃ ادا ہی نہیں کرتے اور جوادا کرتے ہیں ان میں کتنے لوگ ایسے ہیں بلا تحقیق کے دیدیا کرتے ہیں۔

یادرکھئے مالداراورکمانے والاتندرست آدمی کوزکوٰۃ کا مال لینا جائزنہیں۔لیکن پانچ قسم کے مالدار اس حکم سے مستثنیٰ ہیں:

(۱) وہ مالدار جوزکوٰۃ وصول کرنے پر مامور ہوں۔(۲) وہ جس نے اپنے مال سے زکوٰۃ کا مال خریدا ہو۔(۳) قرضدار (۴) جس کوزکوٰۃ کا مال ہدیہ کیا گیا ہو۔

رسول ﷺ کا خاندان اورآپ کے موالی (آزادکردہ غلام اوران کی اولاد)۔

آل محمد ﷺ سے مراد: آل علیؓ، آل عقیلؓ، آل جعفرؓ، آل عباسؓ، آل حارثؓ ہیں۔

غیرمسلم: اہل علم کا اجماع ہے کہ غیرمسلم کوزکوٰۃ نہیں دی جاسکتی کیونکہ یہ صرف مسلمانوں کاحق ہے البتہ مؤلفۃ القلوب کے مدمیں بعض علماء کے نزدیک اس کی گنجائش ہے۔

بیوی: اہل علم کا اجماع ہے کہ شوہر اپنی بیوی کوزکوٰۃ نہیں دے سکتا اس کا نفقہ اور اس کی ضروریات کو پورا کرنا اس پر فرض ہے۔

والدین اوراولاد: اہل علم کا اجماع ہے کہ والدین اوران کے والدین (دادا، دادی، نانا، نانی) اور اولاد (لڑکے اورلڑکیاں) اوران کی اولاد (پوتے، پوتیاں، نواسے ،نواسیاں) کوزکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ اس لئے کہ ان کا نفقہ بھی صاحب نصاب پرفرض ہے۔

کام کے لئے خودآگے بڑھیں

ضابطہ ہے کہ جس کا نان ونفقہ آدمی کے ذمہ فرض ہے اس کوزکوٰۃ دینا جائزنہیں اورجن کا نان ونفقہ آدمی کے ذمہ فرض نہیں ان کوزکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اہل وعیال اورخاندان کوزکوٰۃ استعمال کرنے سے منع فرمادیا ہے مگرلڑائی

وغیرہ کے میدان میں اپنے گھر والوں کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ غزوۂ بدر کے موقع پر اپنے چچا اور ہونے والے داماد چچازاد بھائی حضرت علیؓ اور دوسرے چچازاد بھائی عبیدہ بن الحارث کو کفار سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ محنت ومشقت کے کاموں میں بھی آدمی خود آگے بڑھے اور اپنے اعزہ واقربا کو بھی آگے بڑھائے اور فائدے کی چیزوں سے دور رہے دوسروں کو آگے بڑھائے۔

جن کو زکوٰۃ دینا افضل ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسکین پر صدقہ کرنا صدقہ ہے اور کسی مسکین رشتہ دار پر صدقہ کرنا، صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

شوہر ''اگر وہ مستحق ہو'' (ابو یوسفؒ، محمدؒ، مالکؒ، شافعیؒ برخلاف امام ابوحنیفہؒ اور احمد بن حنبلؒ کے)

جو لوگ مستحق شوہر کو زکوٰۃ دینا جائز سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ کہ حضرت زینبؓ جو حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی تھیں انہوں نے اللہ کے رسول اللہ ﷺ سے اپنے شوہر کو زکوٰۃ دینے کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے اس کے جواب فرمایا، اس پر دوہرا اجر ہے ایک رشتہ داری کا اور دوسرا صدقہ کا۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ اور احمدؒ اس کو نفلی صدقہ مانتے ہیں۔

والدین اور اولاد کے علاوہ تمام مستحق رشتہ دار: مثلاً بھائی، بھتیجے، بھتیجیاں، بہن، بہنوئی، بھانجے، بھانجیاں، چچا، چچی، خالہ، خالو، پھوپھی، پھوپھا، ماموں، ممانی وغیرہ۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو کسی تنگدست رشتہ دار پر کیا جائے۔ (مسند امام احمدؒ)

نیک نیتی سے خرچ کریں

آج کل بہت سے قریبی رشتہ دار غریب ہوتے ہیں۔ زکوٰۃ وصدقہ کے حقدار اور مستحق ہوتے ہیں مگر خوددار اور باغیرت ہونے کی وجہ سے دوسروں کے سامنے اپنی زبان کھول نہیں سکتے اس لئے ایسے لوگوں کو تلاش کر کے زکوٰۃ وصدقات دینی چاہئے اور دوسرے فنڈ سے بھی ان کی اعانت کرنی چاہئے۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ لوگ ایسی جگہوں پر زکوٰۃ وصدقات دینا پسند کرتے ہیں جہاں ان کی ناموری اور شہرت ہو یاد رکھیں کہ ایسے مال خرچ کرنے کا اللہ کے یہاں کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ الٹا گناہ بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ تو دلوں کے حال کو بھی جانتے ہیں اس لئے جو بھی تھوڑا یا زیادہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کریں اللہ کو راضی کرنے کے لئے خرچ کریں نہ کہ دکھاوے اور شہرت کے لئے تب شریعت میں آتا ہے کہ جو شخص ایک کھجور کے برابر بھی حلال کمائی سے اللہ کی راہ میں صدقہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دائیں ہاتھ سے قبول کرتے ہیں اور اس کی طرح پرورش کرتے ہیں جیسے کہ تم میں کوئی شخص بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کھجور کے برابر صدقہ کی ہوئی چیز پہاڑ کے برابر ہوجاتی ہے یہ آدمی کے اخلاص کے اوپر ہے نیک نیتی سے چیزوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے اور بدنیتی سے گھٹتا ہی نہیں بلکہ آدمی کے لئے ہلاکت وبربادی کا سبب بھی بنتا ہے۔ الحمدللہ آج کل بہت سے لوگ پیسے خرچ کرتے ہیں۔ شادیاں کراتے ہیں غریبوں اور یتیموں کا ساتھ دیتے ہیں مگر ظاہرا احوال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے اندر دکھاوا اور شہرت ہے۔ حدیث شریف کے اندر صراحت کے ساتھ یہ بات بتادی گئی ہے کہ صدقہ وخیرات اپنے لوگوں میں کرو اس کا دوہرا ثواب ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال اخلاص کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

زکوٰۃ کی فرضیت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مکرمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! آج کے اس اجلاس میں زکوٰۃ کی فرضیت کے تعلق سے کچھ باتیں آپ کے سامنے پیش کرنی ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے صحیح صحیح کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زکوٰۃ کی فرضیت قرآن سے، سنت رسول ﷺ اور اجماع سے ثابت ہے۔ زکوٰۃ بغیر تفصیلات کے تعین کے مکہ میں فرض تھی، لیکن زکوٰۃ، اس کی مقدار، نصاب اور دیگر تفصیلات کے ساتھ مدینہ میں فرض کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ". اے نبی ﷺ

آپؐ ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) لے کر انہیں پاک کرو اور (نیکی کی راہ میں) انہیں بڑھاؤ اور ان کے حق میں دعائے رحمت کرو۔ زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں ایک نہایت ہی اہم رکن ہے، اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج شمار کیا جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت صدیق اکبرؓ نے چار قسم کے لوگوں سے قتال کیا تھا۔ (۱) مرتدین۔ (۲) نماز اور زکوٰۃ کے منکرین۔ (۳) صرف زکوٰۃ کے منکرین۔ (۴) وہ لوگ جو زکوٰۃ تو دیتے تھے لیکن اسلامی بیت المال میں اسے جمع نہ کرتے تھے۔

زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ہے ارشاد نبوی ہے: بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ. اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کا روزہ رکھنا اور حج بیت اللہ کرنا، اسلام کا اہم اور عظیم رکن زکوٰۃ جو ہر صاحب نصاب پر ادا کرنا واجب اور ضروری ہے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی

زکوٰۃ کے لغوی معنی: بڑھنا، پاک ہونا، نشوونما پانا ہے، جب کسی چیز میں بڑھوتری اور اضافہ ہو تو کہا جاتا ہے: "زَكَى الشَّيْئُ اِذَا نَمَا وَزَادَ" (قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا) وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ زکوٰۃ کو زکوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ مال کو بھی پاک کرتی ہے اور خود زکوٰۃ دینے والے کو بھی۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "نَفْسُ الْمُتَصَدِّقِ تُزْكُوْ وَمَالُهُ يُزْكُوْ" زکوٰۃ ادا کرنے والا اور اس کا مال دونوں اس سے پاک ہوتے ہیں۔ (مجموع فتاوی ابن تیمیہؒ ج ۲۵/ص ۸)

اس لئے زکوٰۃ دینے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہئے اگر زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو

گویا پورا مال ناپاک ہی رہتا ہے اور زکوٰۃ ادا کردینے سے وہ اللہ کی حفظ وامان میں ہوجاتا ہے اور بڑی برکت ہوتی ہے اور آخرت میں خوب ثواب ملنے والا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ..... (الآیات)

دردناک سزا کی خبر دو ان کو جو سونے اور چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ”جس شخص کو اللہ نے مال دیا اور پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی...... قیامت کے دن اس کا یہی مال گنجے اژدھے کی صورت میں اپنے دونوں جبڑوں سے اسے پکڑے گا اور کہے گا میں ہی تیرا خزانہ ہوں، میں ہی تیرا مال ہوں۔ (بخاری ومسلم)

جس مال کی خاطر اس نے محنتیں کی تھیں دن رات ایک کردیا تھا، طرح طرح کی مشقتیں اٹھا کر جس کو اکٹھا کیا تھا وہ مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا، بلکہ الٹا اس کا نقصان بھی ہوگا اور اس کے لئے تکلیف وسزا کا باعث بنے گا اصل میں دلوں میں بخل آگیا ہے وعدہ خداوندی یقین نہیں ہے ورنہ آج بھی اگر مسلمان صحیح طور پر زکوٰۃ ادا کرنے والے بن جائیں تو غربت وافلاس کا (ہمارے ملک کے مسلمانوں سے) خاتمہ ہوجائے اور خوشحال زندگی بسر کریں۔ مسلمانوں میں بھی بہت سے لوگ مالدار ہیں عورتوں کے پاس لاکھوں کے زیورات ہوتے ہیں، مگر زکوٰۃ کی ادائیگی میں غفلت

وسستی کرتے ہیں اور اکثر تو ادا ہی نہیں کرتیں کچھ ہی لوگ ایسے ہیں جو زکوٰۃ صحیح طور پر فریضہ خداوندی سمجھ کر ادا کرتے ہیں اور بعض لوگ تو شہرت وناموری کی خاطر اپنی زکوٰۃ بعض ایسے رشتہ داروں کو دے دیا کرتے ہیں جو خود صاحب نصاب ہوتے ہیں۔ اس لئے زکوٰۃ دینے میں بڑی احتیاط کریں تا کہ صحیح طور پر زکوٰۃ کی ادائیگی ہو جو کام اللہ کی رضا کے لئے کیا جاتا ہے وہ ہی کام اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں۔

وجوب زکوٰۃ کی شرطیں

(۱) مسلمان ہو۔ (۲) بالغ ہو۔ (۳) عاقل ہو۔ (۴) صاحبِ نصاب ہو۔ (۵) زکوٰۃ کا مال ضروریاتِ اصلیہ سے زائد ہو۔ (۶) زکوٰۃ دینے والے کے ذمہ واجب الاداء قرض نہ ہو۔ (۷) اس پر ایک ہجری سال گزر چکا ہے۔ (سال کے دونوں سروں پر نصاب پورا ہورہا ہو) البتہ زمینی پیداوار پر ایک سال کی شرط نہیں ہے فصل کاٹنے کے ساتھ ہی ادا کی جائے گی۔

جب وجوب وشرائط مکمل ہوجائیں تو زکوٰۃ ادا کردی جائیں جتنا تاخیر کریں گے اتنا ہی گناہ ہوگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کو زکوٰۃ کی ادائیگی میں بڑا اہتمام تھا اور اس سلسلہ میں بالکل رعایت سے کام نہیں لیا۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب بعض قبائل عرب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تو خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا میں اس سے قتال کروں گا اور فرمایا کہ جو شخص دور نبوت میں اونٹ کے ساتھ اس کی رسی بھی زکوٰۃ میں دیا کرتا تھا اور آج رسی دینے سے انکار کرے تو میں اس سے جہاد کروں گا۔

وہ اموال جن پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی

(۱) رہائش مکانات۔ (۲) گھریلو سامان۔ (۳) پہننے کے کپڑے۔ (۴) استعمال کی گاڑیاں/سواری کے جانور۔ (۵) استعمال کے ہتھیار۔ (۶) سجاوٹ کے برتن بشرطیکہ وہ سونے یا چاندی کے نہ ہوں۔ (۷) جواہرات، مثلاً موتی، یاقوت، زبرجد وغیرہ بشرطیکہ وہ تجارت کے لئے نہ ہو۔ (۸) پیشہ وارانہ آلات اور علمی کتابیں بشرط یہ کہ وہ تجارت کے لئے نہ ہوں۔

آج کل بہت سے لوگ زمینوں کا کاروبار کرتے ہیں اگر زمین خریدی اس نیت سے کہ ریٹ زیادہ ہوجائے گا تب بیچونگا تو ایسی زمین پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور گھر بنانے یا کھیتی کرنے کے لئے خریدی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ یہی حال خرید وفرخت کے مکانوں کا بھی ہے اگر مکان بیچنے کے ارادے سے خریدتا ہے تو اس مکان پر زکوٰۃ واجب ہوگی اس کی مالیت کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کریں اور اگر رہنے کے لئے یا کرایہ پر دینے کے لئے خریدا تو اس مکان پر زکوٰۃ واجب نہیں چاہے اس کی مالیت کئی کروڑ کی ہو۔ زکوٰۃ کے مسائل بہت ہی اہم ہیں اور آئے دن نئے نئے مسئلے پیش آتے رہتے ہیں اس لئے جب کوئی مسئلہ پیش آئے تو علمائے کرام سے رجوع فرما کر صحیح زکوٰۃ ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

پہلے اپنے گھر کی اصلاح کریں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. "يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

معزز سامعین، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! کوئی بھی اچھا کام جس کا دوسرے لوگوں کو کرنے کا حکم کرے تو پہلے خود اس پر عمل کرے دوسرں کی اصلاح کرنے سے پہلے خود اپنی اور اپنے گھر والوں کی اصلاح کی فکر کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: دَاعَ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ خبردار تم میں سے ہر شخص نگراں اور محافظ ہے اور ہر شخص سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا اس

کی رعایا کے بارے میں، ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا شوہر کے ماتحت اس کی بیوی اور اولاد ہیں ماں کے ماتحت اس کے بچے ہیں، شوہر سے پوچھا جائے گا کہ بیوی کے حقوق ادا کئے؟ بچوں کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کیا بیوی سے اس کے شوہر کے حقوق کی ادائیگی اور بچوں کی دیکھ بھال کے بارے میں سوال کیا جائے گا غلام سے اس کے آقا کے حقوق کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور آقا سے اس کے غلام کے بارے میں سوال کیا جائے گا غرض کوئی شخص سوال سے بچ نہ سکے گا اس لئے ہر ایک کو اپنے جوابدہی کی فکر ہونی چاہئے۔

اہل وعیال کی تربیت فرض ہے

''گھر میں سدھار کیسے ہو''؟ یہ سوال اس وقت ہر طرف ہو رہا ہے، کسی بھی قوم کے لئے یہ بڑے نقصان کی بات ہے کہ اس کے گھریلو معاملات بگڑ جائیں کیونکہ قوم سڑکوں یا بازاروں میں نہیں بنتی اور نہ بڑے بڑے جلسوں اور کانفرسوں میں اس کی ذہنی وقلبی تشکیل ہوتی ہے۔ یہ جلسے دراصل ایک قوت بخش مشروب کی حیثیت ضرور رکھتے ہیں، لیکن مشروب بھی اسی کو فائدہ پہنچاتا ہے جو صحت مند ہو۔

اس لئے پہلے اپنے گھر کی اصلاح کی فکر ہونی چاہئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ''.

اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے جس کے ایندھن ہوں گے ''انسان اور پتھر'' جس آگ پر ایسے سخت اور طاقتور فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب یہ آیت کریمہ سنی تو عرض کیا یا رسول اللہ اپنے کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آرہی ہے مگر گھر والوں کو جہنم سے کیسے بچایا جائے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کام کا آپ کو حکم دیا ہے اپنے اہل وعیال کو بھی اسے کرنے کا حکم کرو اور جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اپنے گھر والوں کو بھی ان سے منع کرو اس طرح وہ جہنم کی آگ سے بچ سکیں گے۔

تربیت میں ماؤں کا کردار

صحیح گھریلو تربیت اور ماحول ہی وہ اصل شئے ہے جو کسی بھی انسان کو کندن بناتا ہے اور گھریلو ماحول بہتر نہیں ہے تو آپ باہر کچھ نہیں کر سکتے، جو آدمی فساد خون کا شکار ہو اس کے اوپری بدن پر کسی مرہم کے لگانے سے اس کو صحت نصیب نہیں ہوگی، علاج فساد خون کا ہی کرنا ہوگا، اسی طرح سب سے پہلے اس کی فکر کرنا چاہئے کہ مسلم گھر مغربیت، فیشن پرستی اور لادینی اثرات سے پاک ہوں، اگر اپنے گھروں میں ریڈیو پر گانے سنتے ہیں، ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والے ہر طرح کے پروگرام دیکھتے ہیں اور اپنے بچوں کو مغربی تعلیم دلاتے ہیں، ان کی دینی تعلیم کی فکر نہیں کرتے تو ہم یہ امید کس طرح کر سکتے ہیں کہ آنے والی نسل بہترین مسلمان اور مفید انسان بنے، امام حسن بصریؒ، سفیان ثوریؒ، امام بخاریؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور لاتعداد علماء، شہداء ایسے ہی گھرانوں میں تربیت پا کر کامیاب ہوئے۔

جب مائیں نیک اور دیندار تھیں صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں تو ان کی گود سے صلحا پیدا ہوئے، اور جب ماؤں میں بددینی آئی ان کے اخلاق بگڑے فیشن پرستی اور مغربی ذہنیت کی دلدادہ ہو گئیں تو ان کی گود سے فلموں کے ایکٹر اور ایکٹرس پیدا ہو رہے ہیں اور مسلم لڑکیاں کھیلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں اس کو ترقی کا نام دیا جارہا

ہے یہ ماؤں کی صحیح تربیت نہ کرنے کا نتیجہ ہے عورت اگر صحیح ہو جائے تو پورے خاندان کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اگر عورت بگڑ جائے تو پورے خاندان کے بگاڑ کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لئے لڑکیوں کی دینی تعلیم وتربیت کا نظم کرنا ضروری ہے دینوی تعلیم کے لئے تو بڑی کوششیں کی جاتی ہیں مگر نہ ختم ہونے والی اخروی زندگی میں کام آنے والی تعلیم کا کوئی بندوبست اور فکر نہیں کی جاتی۔

صحابیات کی سیرت کو نمونہ بنائیں

جو ماحول اس وقت مسلم گھروں کا ہے اس کے نتیجہ میں تو فلمی اداکار، ناچنے گانے والے اور بازاری قسم کے لوگ ہی ملت کو نصیب ہو سکتے ہیں، اس لئے سب کو اپنے گھروں کی اصلاح کرنا چاہئے اور ایک طوفان بلاخیز جو اپنے جلو میں برائیوں اور فساد کی آگ لئے ہوئے ہے اور ہمارا معاشرہ جس کی زد میں ہے، اس کو روکنے کے لئے پوری تیاری کے ساتھ کے ساتھ میدان میں آنا چاہئے۔ ورنہ اگر اسی طرح خواب خرگوش کے مزے لیتے رہے تو خدانخواستہ وہ وقت جلد آجائے گا کہ ہماری یہ نئی نسل اسلامی وجود اور دینی تشخص کھو بیٹھے گی اور مسلمان ان تمام نعمتوں سے محروم ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں۔

اس کے لئے صحابیات کے اسوۂ حسنہ کو بغور دیکھیں کہ آپ نے اپنی اولادوں کی کس طرح پرورش کی؟ اور ان کے دین وایمان کی بقا وحفاظت کے لئے کیا کیا کوششیں کیں؟ یہ سچ ہے کہ دینی علوم ہی دنیوی واخروی ترقی کا ذریعہ تھے لیکن اب دنیوی ترقی کے لئے دنیوی علوم کی بھی ضرورت ہے پہلے ہم مسلمان ہیں اس لئے اسلامی علوم کی سخت ضرورت ہے۔ اگر دینی علوم آنے والی نسلوں کو نہیں سکھائیں گے تو اندیشہ ہے کہ ہم ایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ آج غیروں نے مسلمان کو اسلام

سے دور رکھنے کی ہر طرح کی کوششیں کر لی ہیں اس لئے ذمہ داری اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ اپنی اولادوں کو دنیوی علوم وفنون کے ساتھ دینی تعلیم سے بھی آراستہ کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ۔ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے یعنی دین کی اہم اور ضروری باتوں کا جاننا ہر ایک کے لئے ضروری ہے خواہ مرد ہو یا عورت اور تعلیم وتربیت کے لئے بہتر زمانہ بچپن کا ہے۔ اس وقت کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی ہے یکسوئی کے ساتھ علم حاصل کر سکتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد کافی مشکلات پیش آتی ہیں اس لئے اولاد کی تعلیم کا نظم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینی علوم حاصل کرنے اور اپنے گھر والوں کی اصلاح وتربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بحمدہ تعالیٰ

خطبات رمضان المبارک کی جلد دوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

☆ بندہ محمد عثمان حبان دلدارقاسمی ☆